کتاب نمبر ۱۴۶

حضرات اہل سنت نہ اس کتاب کو خریدیں اور نہ دیکھیں

رسالۂ سجّادیہ

و

مناظرہ

مسکت المخالف

رسالہ سجادیہ میں مولوی سید سجاد حسین صاحب بارھوی نے خلفاء ثلثہ کا کاذب غادر وخاین وآثم ہونا کتب صحاح ستہ سے ثابت کیا ہے سنبھل ضلع مرادآباد میں جو شیعہ سنی کے مابین مناظرہ ہوا اُسکی کیفیت بھی درج ہے مسکت المخالف میں ابو القاسم الٰہ آبادی کے اِس سوال کا جو اُنہوں نے شیعوں سے دربارۂ ایمان جناب امیرؑ کیا تھا جواب درج ہے آخر میں عہد غدیر کے متعلق واقعات مندرج ہیں +

مطبع یوسفی دہلی طبع شد

طبع دوم (۵۰۰) قیمت ہر دو رسالہ ۱۲

...زواتِ حیدری
ترجمہ اردو
حملۂ حیدری

زمانہ لی رہا ہے سنا ہے ... ایک وہ زمانہ تھا کہ فارسی اور عربی اہل ... سرمایہ ناز سمجھی جاتی تھیں۔ بچوں کو جب ...
پڑھانے کے لئے بٹھاتے تھے تو ابتدا فارسی کے سہل رسالوں یا عربی کے
قاعدہ سے ہوتی تھی اور ان دونوں زبانوں میں کامل استعداد حاصل کرنا
...باعث سمجھی جاتی تھی۔ پھر ایک زمانہ وہ آیا کہ خاص خاص طبقوں کے لئے
ان ہر دو زبان کا سیکھنا ضروری تھا۔ اب روز بروز گھٹتی کا بہرہ ہے
...وہ عربی اور فارسی کی کتب جو علم ادب کی جان تھیں۔ جن کا ایک ایک
نسخہ سینکڑوں روپیہ میں دستیاب نہ ہوتا تھا اُن کو رکھے رکھے کیڑے
کھا گئے لیکن کوئی نہیں پوچھتا۔ جہاں دیکھو اُردو کی مارا مار ہے۔
غرضیکہ جوں جوں دائرۂ زبانِ اُردو وسیع ہوتا جاتا ہے کتب متداولہ فارسی
و عربی روزمرہ اُردو میں ترجمہ ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اسی بنا پر حملۂ حیدری
فارسی مصنّفہ مرزا رفیع باذل کا اُردو میں ترجمہ کیا گیا یہ ترجمہ نہایت
صاف اور شستہ اُردو میں ہے۔ ایک فارسی کا شعر لکھکر نیچے ترجمہ اُردو
ہے۔ جو لوگ فارسی نہیں پڑھ سکتے وہ محض اُردو ترجمہ سے مولائے
مومنین علیؑ ابن ابیطالب علیہما السلام کے فضائل معلوم کر کے
محظوظ ہو سکتے ہیں۔ اور جو فارسی کی قابلیت و استعداد رکھتے ہیں
اُن کو دُہرا فائدہ۔ ۴۰۰ صفحہ سے زیادہ کی ضخامت کاغذ معمولی
سفید۔ قیمت عہ؎ علاوہ محصول ڈاک

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق

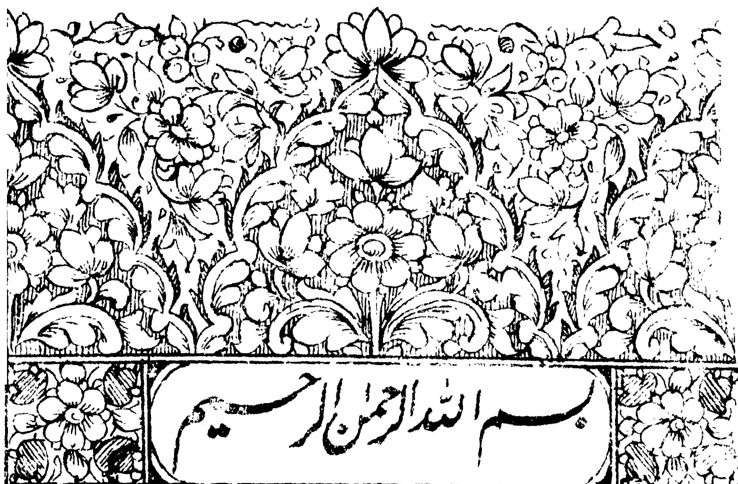
لله الحمد که درین زمان سعادت اقتران عجالۂ نافعۂ اثنا عشریہ الموسوم

رسالۂ سجادیہ

۱۳۲۲

من تالیفات سید سجاد حسین ولد السید محمد حسین مرحوم ساکن موضع بہروسا ضلع

بمطبع یوسفی دہلی باہتمام سید علی حیدر



سپاس بیحد وحمد لا تعد بجنابِ لم یلد ولم یولد کہ جس نے اپنی قدرتِ کاملہ و حکمتِ
بالغہ سے انسانِ ضعیف البنیان کی جدولِ زبان پر چشمۂ زلالِ مقال جاری فرماکر
بوستانِ جانفزائے دین و ایمان کو اُسکی آبیاری سے تر و تازگی عنایت فرمائی اور سلطان
روح کو مملکتِ بدن میں متمکن کرکے چار بالش عناصر پر تکیہ زن فرمایا۔ وزیرِ عقل کو
جہت تمشیتِ امورِ معیشت و مواد قایم فرماکر اجزائے وجودِ انسانی کو رشتۂ عمر و زندگانی
سے شیرازہ بند کیا آئینۂ قلوبِ عباد کو تختۂ سینہ پر جہت ارتسامِ صورِ حقایق چسپان و
آویزان کرکے زنگِ ظلمت سے صاف و شفاف و نورِ ہدایت سے معمور فرمایا نرگسِ
شہلائے چشم کو کاسۂ سر میں کہ ارفع ترینِ منازل و مقاماتِ جسمیہ ہے جگہہ دیکر
وقت نظارۂ صنائع و بدایع محوِ تماشائے جہانِ جہانیان و غنچہ و گلستان کیا
لیل و نہار اُسکے دفترِ حکمت کی دو فرد ہین اور خزان و بہار کتاب قدرت کی دو فصلین
مشاطۂ صنعت نے چہرۂ عروسِ زمانہ کو غازۂ شفق سے آراستہ کرکے سُرمۂ ظلمتِ
شب بجائے سوادِ چشم جمایا اور نورِ روز کو قائمقامِ بیاضِ دیدہ بنایا۔ زلفِ دراز

روزگار کے الجھاؤ کو ثانہ ماہ و سال سے سلجھایا ایسا حکیم علی الاطلاق کہ جس نے
اپنی رحمت واسعہ و شفقت واضحہ سے رہروان خاکدان عالم کو بارسال رسل و سلاطین
جو کہ عبارت ہے انبیاء و مرسلین سے اپنی معرفت حقیقی کے مسالک دکھلا کر صراط مستقیم و
دین قویم پر پہنچایا۔ تاکہ خلائق و گروہ عوام کی حجت اسکے ذمہ ہمت سے منقطع ہو کر
منکرین وحدانیت کے لئے باعث سکوت و تنبیہ و ہی ہو اگر ہدایت الناس کے لئے
نزول کتب مقدسہ و ارسال گروہ انبیاء خیر مل میں نہ آتا تو ساکنین ظلمت سرائے دنیا
دنی اس بحر زخار و دریائے ناپیداکنار کی معرفت فی الجملہ کیونکر حاصل کرتے اور
افتراق رازق و مرزوق و عبد و معبود کے دلائل کس طرح بہم پہنچاتے پس آنا انا
و انت انت کا راگ گاتے بغرض اظہار قدرت و صنعت انسان ضعیف البنیان کو
ایسا مدرکہ عنایت فرمایا کہ عقول انسانی نے چکر کھایا جس نے ایسے کو اپنی تجسس
خدا سمجھا ہیئت بدنی و تناسب عضوی میں وہ صنعت نمایاں کی کہ جس کے فہم و
غور ادراک میں عقل بشری باوصف دعوی ہمہ دانی بادیہ تحیر میں ٹھوکریں
کھا رہی ہے۔ فقط ایک حقیقت چشم کے دریافت میں کہ جس کے فوائد اہل نظر
کی نگاہوں میں پیش پا افتادہ ہیں ایسے حیران و پریشان ہو رہے ہیں کہ تمام
عقلائے زمانہ بہ ہیئت مجموعی نصیحت پر نور دیگر نہیں بتا سکتے کہ وہ کیا مادہ ہے
جسکی وجہ سے الوان مختلفہ سرخ و سپید و زرد و سیاہ وغیرہ آن واحد میں شناخت
کئے جاتے ہیں مقام غور و تامل ہے کہ ایک صانع زمانہ کی صنعت جو کہ ہماری ہی
جنس سے ہو بعض عقول کے نزدیک خارج از امکان عقلی ہے تو صانع حقیقی کے
حقائق واقعیہ کیونکر جاگزین خیال انسانی ہو سکتے ہیں اسی جہت سے محققین سابقین

وتنقدین اولین نے یہہ کہکر کہ اے برتر از قیاس وگمان وخیال ووہم- اعتراف بعجز وقصور کیا ہے- پس مجھ ایسے جاہل ولا یعقل کی کیا مجال ہے کہ شمہ اوصاف حضرت باری بیان کر سکے- لہذا اسکو احاطۂ قلم وزبان سے باہر سمجھکر عنان شہب کلام بسوئے میدان مدحت خیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعطف کرکے نعت ختمی مآب فضائل ومناقب آل طیب کے بیان کو بیرون حوصلہ واستعداد خود سمجھکر محض اتنا لکھنا کافی سمجھتا ہون کہ اے رحمت للعالمین وشفیع المذنبین پدر سیدۃ الکونین جد الحسنؑ والحسینؑ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر اما بعد حقیر پر تقصیر سید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ ساکن موضع بہیڑہ سادات واقعہ سادات بارہ ضلع مظفر نگر اپنے برادران ایمانی واخلائے روحانی کی خدمت باسعادت میں بہزار عجز وادب عرض کرتا ہے کہ اس نواح میں مولوی محمد قاسم صاحب قوم پیرزادگان ساکن سملہیڑہ نے بمشورہ واعانت قاضی ریاض علی صاحب ساکن میرانپور دھنے جولاہے نائی تیلی دھوبی تمنبولی کنجڑے قصائی گاڑی جھوجھی نیچہ بند اور نان بائی وغیرہ جہلائے مذہب خود کی نظر میں بناء اقتدار علمی جانے کی غرض سے شیعان حضرت مرتضوی کو جو کہ فاتح ملک مناظرہ وتابع بدعات خلفائے ثلاثہ ہیں باین طرز چھیڑنا چاہا کہ تحفہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی سے جسکی دھجیان اڑانے مین علمائے شیعہ نے اعلیٰ درجہ کی یابک دستی دکھلائی ہے دو سوال جنکا آئندہ مفصل ذکر ہوگا جناب لانا وتقدانا مولوی بہادر علی شاہ صاحب پشاوری عالم شیعی کی خدمت میں بہ طلب جواب پیش کئے سنکے لئے بمقام سملہیڑہ مناظرہ ہوکر روبرو صد ہا سنی وشیعہ جواب پایا گیا اتفاقاً تتاہی

حقیر بھی اُس جلسہ میں موجود تھا کل کارروائی کا بچشم خود معائنہ کیا بعد ختم جلسہ مناظرہ مولوی محمد قاسم صاحب مقدم الوصف نے چھوٹے قوموں کی مجمع میں کہ جسکی مفصل تفصیل اوپر ظاہر کی گئی بیان کرنا شروع کیا کہ میں نے عالم شیعہ کو بیس پا کر دیا وہ لوگ چونکہ عموماً جاہل و ناخواندہ محض ہیں اِس بات پر متفق ہوکر ہمارے مولوی صاحب بھی کوئی چیز ہیں جگہہ جگہہ مُنہ مارنے لگے نحیف نے اُن تمام باتوں کو خلاف واقعات و روئداد جلسہ سمجھکر بحکم آنکہ گربہ کشتن روز اوّل مولوی صاحب و اُنکے ہمزبان لوگوں کا مُنہ بند کرنیکی غرض سے تنبیہ کیا۔ کہ آپ جھوٹی باتیں بنا کر جہلا کی نظر میں اپنا رنگ جماتے مناظرہ سملہٹرہ میں آپ ناکامی حاصل فرما چکے ہیں۔ اور اگر کچھ یارائے کلام و شوقِ مناظرہ ہے تو میری سوال کا جواب عطا فرماتے مولوی صاحب نے حقیر کے سوال کا جواب جیسا کہ اُنسے ہو سکا عنایت فرمایا مگر معاملہ سملہٹرہ کی نسبت جسکی شورش پر اُنکو متنبہ کر کے حالاتِ مناظرہ یاد دلاتے گئے تھے قلم نہ اُٹھایا میں نے بفورِ حصول جواب اُسکا جواب الجواب لکھکر مع رقعہ بتعدادی ایک ہزار روپیہ و اقرارنامہ تبدیلِ مذہب مشروط باین شرط کہ اگر آپ اپنی ہی کتب سے میری تحریر کو بر دے کمیٹی باطل کرا دیں تو نذر مذکور دیکر مذہب اہلسنت اختیار کروں۔ اُنکی خدمت میں بھیجکر رسید باضابطہ حاصل کی مولوی صاحب نے اُسکا جواب مسمّٰی بر ردِّ جواب الجواب لکھا ہر دو تحریر یعنی جواب الجواب مرتبہ حقیر و ردِّ جواب الجواب محررہ مولوی صاحب کی جانچ و پرتال کے لئے۔ ایک معاہدہ تبراضئ فریقین مرتب ہوکر ۶ جنوری سنہ ۱۸۹۴ء کو حقیر خانہ پر ایک بڑا بھاری جلسہ علمائے سُنی و شیعہ کا ہوا۔ جسکی مفصل کیفیت ملاحظہ اربابِ نظر میں آئیگی اِس رسالہ کا نام نحیف نے اپنے نام پر رسالہ سجّادیہ

تجویز کرکے اُسکے دو حصے کئے ہیں پہلے حصہ مین مناظرہ سلہٹرہ کی حقیقت اور جناب شیخین کا بخاری ومسلم سے منافق ہونا ظاہر کیا ہے اور دوسرے حصہ مین قریب قریب اکثر وہ معاملات بیان کئے ہیں جو کہ حضراتِ خلفاء ثلاثہ سے بر بنیل مخالفت و معاندت بمقابلہ خاندانِ رسالت عمل میں آتے ہین - چونکہ مین شخص جاہل و بیعلم و کم مایہ و ہیچمدان و بیدانش محض ہون اور طرہ برآن یہ کہ ایک چھوٹے ہی گانون کا جسکو نظر بحالات ظاہری کوردیہہ کہنا اصلا بیجا نہین ہونے والا ہون اور بضرورت شدید ایسے فن شریف مین جسکو معرکۃ الارا کہنا ذرا بھی غیر صحیح نہو گا بلا امداد و شراکتِ احدے قلم اُٹھانیکا اتفاق ہوا - لہذا ناظرین مومنین و حضرات انصاف آئین کی خدمت مین ملتمس ہون کہ رسالہ حقیر کی اغلاطِ لفظی و دیگر سہو کو بخیال دیہہ نشین ہونے پر محمول فرماکر قلم عفو سے اصلاح فرمادین اور اِس بے بضاعت نے چونکہ بلا خیالِ انتفاعِ ذاتی والواثِ خود غرضی و حصولِ اموری محض لوجہ اللہ امر دین مین اپنے حوصلہ و استعداد سے بڑھکر قلم فرسائی کی ہے - دعاء خیر سے دریغ و مضائقہ نہ فرماتین وما توفیقی الا باللہ حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی و نعم النصیر آمین ثم آمین ✦

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حالات متعلقہ مباحثہ سلہیٹرہ

اصل کیفیت یہ ہے کہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب ساکن قصبہ سلہیٹرہ علاقہ میرانپور ضلع مظفرنگر نے مدرسہ دیوبند وغیرہ مین علم عربی حاصل کرکے اِس

نواح کی چھوٹی قوموں کے لوگون میں اجتہاد کا جھنڈا گاڑا اور سادات عظام
کو جو کہ بہ تقلید اپنے اب وجد کے ثلاثہ کرام کو از جملہ اخیار وابرار نہیں سمجھتے باظہار
حقیقت مذہب اہلسنت و اثبات رذایل ملت شیعہ دبانا چاہا اور عام جہلا و مقلدین
کو خود کر شیعہ مذہب سے نفرت دلانے کیلئے بیہودہ باتیں مثل جواز وطی با محارم بہ
لف حریر بہ مذہب امامیہ وغیرہا سر عام بیان کین جاہل و لا یعقل بیچارے
ایسے معاملات کی کنہہ کو کب پہنچ سکتے ہیں انہون نے بحوالہ مولویصاحب موصوف
اس نوع کے معاملات عموماً بیان کرنے شروع کئے نتیجہ یہ ہوا کہ طبایع خلائق مین
ایک مادہ رنجش پیدا ہو کر خلل انداز اتحاد باہمی ہوا - چونکہ مولوی صاحب موصوف
کو بالطبع یہ امر مرکوز خاطر تھا کہ قدرت قدیر کے ایک قاف ہم بھی شمار کئے جاتین
نظر بران انہون نے بزعم اثبات اقتدار حضرات ثلاثہ - کتاب مستطاب کشف الغمہ
و نہج البلاغۃ سے دو سوال کہ جنکو ذیل مین عرض کرونگا پیش کر کے حضرات
شیعہ سے جواب چاہا اور بوجہ عدم اطلاع کتب کلامیہ یہ نہ سمجھا کہ علمائے شیعہ نے
ان سوالات کو بمقابلہ شاہ صاحب دہلوی و دیگر متکلمین سنیہ پہلے ہی مثل تقویم
پارینہ پارہ پارہ و بے اثر کر دیا ہے اور اس خوبی و لطافت سے جوابات
مسکت خصم دئے ہین کہ آج تک حضرات اہل سنت کو باین ہمہ شوکت و مکنت
ظاہری جرأت جواب دہی نہیں ہوئی - واضح ہو کہ ابتدائے سلطنت اسلامیہ سے
اسوقت تک ہندوستان مین بجانب سنیہ دو بھاری کتابیں تصنیف ہو کر
اطراف عالم مین شائع ہوتی ہین - ایک تحفۂ اثنے عشری مصنفہ مولوی جناب
شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی و دیگر منتہی الکلام جسکو مولوی حیدر علیصاحب

فیض آبادی نے لکھا بعد ان دو کتابون کے جو رسایل کہ وقتاً فوقتاً ہندوستان
مین لکھے گئے جیسا کہ آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ و ہدایات الرشید وغیرہ وہ معتبر
انہین دونون کتب سے مستخرج و ماخوذ ہین اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو علمائے شیعہ نے
بحمایت دین مبین بڑی کوشش و جانکاہی کی کہ کتب موصوفہ بالا کے ایسے دست
بدست جواب دے کہ خود انکی مصنفونکے ہاتھ سے قلم گر گئے امرایان اہل سنت نے بپاس
مذہب شاہ صاحب و مولوی حیدر علی صاحب کو بہت ہی کچھ صلہ و انعام و امداد دینے کا
وعدہ کیا مگر ان بزرگواران کی ہمت و جرات ہرگز مقتضی نہوئی کہ کسی ایک ہی
بات کا بھی جواب الجواب لکھتے تحفہ و منتہی الکلام کی دھجیاں اڑ گئین اور جناب شاہ صاحب
و حیدر علی صاحب بچشم حسرت معاینہ فرما کر زندہ درگور ہو گئے مناسب معلوم ہوتا ہے
کہ بنظر تنشیط ناظرین تحفہ وغیرہ کے جوابونکا کچھ مختصر احال بیان کرکے پھر اصل مطلب
کی طرف رجوع کیا جائے تحفہ موصوف کے بارہ ۱۲ باب ہین ہر باب کے جواب مین جداگانہ
کتب ضخیم لکھی گئی ہین سب سے پہلے جناب مستطاب حکیم مرزا محمد صاحب دہلوی نور اللہ مرقدہ
نے نسخہ اثنا عشری ملقب بہ نصرت المومنین بارہ ۱۲ جلد ونمین رقم فرما کر شاہ صاحب
موصوف کو ایسا جلوہ دکھایا کہ تحفہ مین حسب قواعد مصنفین و مولفین و مترجمین
اپنا نام نامی اسم گرامی شایع کرنے سے رک گئے اور حافظ عبد الحلیم کے نام سے کہ
جنکا کوئی پتہ و نشان صفحہ دنیا پر نہین وہ رسالہ موسوم ہوا کیفیت یہ ہوئی کہ ادھر
دربار سلطانی مین اجزاے تحفہ پہنچے ادھر ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد
بامداد و دستگیری جناب حکیم شریف خان صاحب دہلوی سنی المذہب جنکو حضور شاہ صاحب
سے بہ جہت بعض الوجود ذاتی کدورت تھی منجانب مرزا صاحب ممدوح اسکا رد پیش ہوا

غرضکہ اعتراضات کے ساتھ ہی ساتھ جواب بھی ہدیۂ اہلِ دربار ہوتا رہا بایں سبب شاہ صاحب کو جراءت نہ ہوئی کہ بخیالِ بقائے نام دیباچہ کتاب میں اپنا اسمِ مبارک ظاہر فرماتے کیونکہ شانِ جوابات سے اصل کتاب کی بیوقاری برائے العین بذاتِ خود ملاحظہ فرما چکے تھے لازم تو یہ تھا کہ ایسی لوچ و بے حقیقت و افترا محض کتاب کی شائع و دست فرسودِ نالایق ہونے میں کوشش نہ فرماتے مگر ایسا کیوں کرتے اُنکو تو بالطبع خاندانِ نبوت کی مخالفت پر لوگون کا قائم رکھنا مدِ نظر تھا لہذا اُسکو ایک شخص مجہول الحال سے نامزد کرکے اہلسنت کے لئے وظیفہ بنا دیا۔ کتابِ موصوف نے حضراتِ اہلِ سنت کی نظر میں ایسا وقار پایا کہ تا حال عام حضرات کا یہی مقولہ ہے کہ نہ تحفہ کا کوئی جواب لکھ سکا اور نہ آیندہ لکھے گا اُس کتاب سے قدرتاً کچھ ایسا حسن ظن ہو گیا ہے کہ اُنہیں مضامین مردودہ و متقدحہ کو لباس تازہ سے آراستہ کرکے بدالنت خود شاہدِ دلفریب بنا کر بنظرِ شیعہ جلوہ گوناگون دکھاتے ہیں مگر ایسی جھڑکیان کھاتے ہیں کہ مُنہ پھر جاتا ہے۔ ازان بعد جنابِ غفرانمآب مولانا و مقتدانا السید دلدار علی صاحب فاتحِ بابِ ایمان بارضِ ہندوستان صاحب عماد الاسلام نے بابِ دوازدہم کا جواب مسمی بذو الفقار و بابِ ہشتم کا موسوم باحیاء السنۃ و بابِ پنجم کا مسمی بہ صوارم الٰہیات و جوابِ بابِ ششم ملقب بہ حسام الاسلام تحریر و ترقیم فرمایا۔ پس ازان اُن کے شاگردِ رشید علامہ کنتوری جناب مفتی السید محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ نے جوابِ بابِ اوّل معروف بہ سیفِ ناصری و برہانِ سعادۃ و جوابِ بابِ دُوم و سوم موسوم بہ تقلیب المکائد و جوابِ باب دہم معروف بہ تشئید المطاعن تین جلد دفین کہ ہر سہ جلد بجائے خود با حجم و ضخامت بین جدید ہے

ارقام فرمایا پھر جناب سلطان العلما السید محمد صاحب رضوان مآب نے بجواب حدیث قرطاس و فدک کتاب مستطاب طعن الرماح اور مسئلہ متعہ کے متعلق بارقہ ضیغمیہ اور جواب باب ہفتم مشہور بہ بوارق موبقہ تحریر فرمایا علاوہ حضرات موصوف بالا دیگر علمائے اعلام و فضلائے کرام نے بھی بقدر گنجایش وقت قلم اٹھایا چنانچہ اوحد الناس المفتی سید محمد عباس صاحب مرحوم نے جواہر عبقریہ لکھا۔ اور حسان زمانہ جناب سبحان علی خانصاحب وزیر اعظم ریاست لکھنؤ نے وجیزہ کہ جسکی مثل کا ممکن ہونا بالکل محال ہے ارقام فرمایا۔ پھر فاضل جلیل مرزا محمد انصاری نے بقیہ ابواب تحفہ کا جواب بطرز جداگانہ تحریر و ترقیم فرمایا سب آخر آیۃ اللہ فی العالمین امام المتکلمین رئوس الناظرین قالع ماتریدین والاشعرین کاسر اعناق المنافقین مولانا و مولی الخافقین مولوی السید حامد حسین صاحب نور اللہ مرقدہ نے صرف باب ہفتم متعلق امامت کا جواب جو کہ اہم مسائل اختلافیہ مابین سنی و شیعہ ہے مسمی بہ عبقات الانوار تیس جلد وں مین باین عز و شان لکھا کہ جمیع مدعیان علم کلام کے ایسے حواس ڈھیلے ہوئے کہ سب کا کونین نکیلین سرگمین بذیل شاہ صاحب امام فخر رازی غزالی ابن حجر مکی و ابن روزبہان و قاضی عبد الجبار و اعور و ابن تیمیہ وغیرہ متکلمین کے اقوال کو باین پرزوری مسترد فرمایا کہ آج دنیا مین کوئی عالم اہل سنت ایسا نہین ہے کہ اس کتاب کی جلالت کلام سے خوف زدہ ہو کر خواب مین نہ چونک پڑتا ہو بعد شاہ صاحب جناب مولوی حیدر علی صاحب کسی نے سر اٹھایا فوراً سیف زبان و قلم سے قطع کر کے صاحب تحفہ و منتہی الکلام کے قدم پر ڈالدیا دیکھئے جناب مولوی محمد مہدی علیخان صاحب بہادر تازہ سنی المذہب نے آیات بینات لکھی اس کا جواب رمی الجمرات سے تین جلدون مین لکھا گیا۔ مولوی محمد قاسم صاحب

نانوتوی نے ہدیۃ الشیعہ میں بتائید شاہصاحب کچھ زور دکھایا مگر تحفۃ الاشعریہ
سے ایسا جواب پایا کہ یادگار عالم رہیگا - بلکہ جناب سیدہ علیہا السلام کے حق خدا
داد مٹانے میں یہانتک کوشش بلیغ دکھلائی کہ بجرم تبدیل معانی قرآن حسب فتوائے
علمائے سنیان کافر محض ہوگئے - دیکھو تحفۃ الاشعریہ کا ورق آخر جسپر چند علمائے
کی اُن کے کفر پر مُہرین لگی ہوئی ہیں رشید الدین احمد خانصاحب شاگرد رشید
جناب شاہصاحب نے شوکت عمریہ لکھکر زخم درون مقلدان کو کسی قدر مندمل کیا تہا
کہ ضربت حیدریہ نے پہر چاک چاک کردیا مولوی جہانگیر خانصاحب شکوہ آبادی نے
بذریعہ اظہار الہدی مؤلف انوار الہدیٰ کا منہ چڑانا چاہا تہا جوش خروج سے جناب
امیر علیہ السلام کے خرق عادات و قوت احیائے اموات کو جوگیون اور شعبدہ بازون
کی افسون گری سے تعبیر دیکر اپنے ہی علما کے دست شفقت سے ایسا تازیانہ کفر
کھایا کہ ٹیڑہے ہوگئے - دیکھو معیار الہدی کا ورق آخر غرضیکہ جس کسی نے گردن
افراشتہ کرکے آسمان کی طرف مُنہ پہیلا کر تہوکا فوراً حلق مین آیا - صاحب عبقات نے
ضرب کناسے وہ صدمہ اُٹھایا کہ سر کہجاتے ہوئے دروازہ عدالت پر مستغیثانہ
نالہ کنان ہوئے - ناصر الایمان مولفہ جناب ڈپٹی امجد علیخانصاحب بہادر رامپوری
مین کوئی لفظ بلکہ ایک حرف ایجاد شیعہ نہ تہا کتب معتبرہ اہل سُنت کی عبارتین
بجنسہ نقل کرکے حضرات کا عقیدہ ہدیۂ ارباب نظر کیا گیا تہا فوراً کوٹہے پر جاکر
بصد آہ ہائے واسنفرہ زن ہوئے کہ حضور ہمارا دل دکھایا گیا بے آبروئی ہوتی ہے
ایسی کتاب کو شائع ہونے سے روکدیا جائے - الحاصل آجتک کسی عالم اہلسنت کو
یہ ہمت نہوئی کہ اس بار گران کو جو کہ متعدد کتابون کے لکھنے سے ہمارے علمانے

اُن کے سروں پر ڈالا ہے قلم اُٹھانے سے ہٹاتا یا کہ اُن علما متذکرہ صدر کے
اقوال کی اصلاح میں جسکا رد صاحب عبقات الانوار نے کیا ہی کوشش کرتا یا ایک
کافر شدہ علما کی تحریر کا سچا ہونا ثابت کر کے فتا واے کفر کو اُٹھا کر اپنی مقلدین
کو دکھا دیتا کہ وہ دیکھو ہم نے مولوی محمد قاسم جیسے فاضل جلیل القدر کو زنجیر کفر
کی پیچ بیچ بندشوں سے کسطرح نکالا ہی بحمد اللہ کہ آج تک کسی کو اسپر قدرت نہوئی
اور نہ انشاء اللہ تا قیام قیامت ہوگی مگر یہاں تصنیف جدید کا خیال ایسا سمایا
ہوا ہے کہ اُنہیں مضامین رد شدہ کو جو کہ ابواب تحفہ منتہی الکلام وآیات بینات و ہدیۃ الشیعہ
وغیرہ میں بکرات و مرات آچکے ہیں برنگ تازہ ظاہر کر کے ناواقفوں کی نظر میں موقر ہونا خیال
میں عام سجایا ہے جو کہ کتب شیعہ کا دیکھنا بحکم علما حرام جانتے ہیں اور ایراد شیعہ کی
شوکت و صولت سے پُر حذر ہو کر مثل بید کانپتے ہیں وہ فوراً سمجھ جاتے ہیں کہ
ہمارے مولوی نے کوئی نیا مضمون نادر روزگار لکھا ہے اور پہلے ان معاملات
کی نسبت کبھی کوئی مباحثہ نہیں ہوا چنانچہ یہی رفتار مولوی محمد قاسم صاحب نے اختیار
کی کہ براہ ابلہ فریبی جہلا میں اپنا رنگ جمانے اور مناظرین میں داخل ہونیکی
غرض سے سوالات پیش کر دئے اور یہ نہ سمجھے کہ اجوبہ تحفہ و ہدیۃ الشیعہ میں ہر دو
سوالات کا جواب اس عنوان وشان سے دیا گیا ہے کہ جسکا جواب نہیں چونکہ
حضرات اہل سنت خود مولوی محمد قاسم صاحب تحفہ و صاحب تحفہ کو انتہا درجہ کا
معتبر جانتے ہیں لازم تھا اُس کے تمام جوابوں کو ملاحظہ فرما کر یہ نتیجہ نکالتے کہ
اندر لجات تحفہ کی بابت شیعہ کیا جواب دہ ہوتے ہیں محض تحفہ کو سچا جانکر بلا
تحقیق و تنقیح قلم اُٹھا بیٹھے ہم بخیال آگاہی عام کچھ تحفہ کا حال بیان کئے دیتے ہیں

گوکہ اہلسنت کے نزدیک جمیع معاملات مندرجہ تحفہ شاہصاحب دہلوی کے افکار بالغہ کے نتائج ہین اور اس بنا پر اُنکا وہ عزاز و احترام ہے کہ ہر شخص تحفہ کی نسبت یہ گمان کئے ہوئے ہے کہ گویا ملہم غیبی کے الہام سے جناب شاہصاحب نے بہ مقابلہ شیعہ احتجاج فرمایا ہے مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے کتاب صواقع خواجہ نصر اللہ کابلی سے سرقۂ مضامین کر کے بسا مواقع پر بجنسہٖ ترجمہ کر دیا ہے اور بعض لا ذیعے افترآت اپنی جانب سے اضافہ کئے ہین جبکہ علمائے اعلام فرقۂ حقہ امامیہ نے انکی قلعی کھولی تب ناچار مولوی رشید الدین خانصاحب شاگرد عزیز دہلوی کو شوکت عمریہ میں نہایت پیچیدار الفاظ سے ہیر پھیر کر یہ توجیہ کرنی پڑی کہ چون کتاب صواقع بطرز بدیع واقع است لہذا کتاب خود را بر نسق آن تالیف کردہ ترتیب اکثر ابواب کہ جحج الزامیہ بر نسق آن بعمل آوردہ لہذا بعض مضامین تحفہ با بعض مضامین صواقع مماثل و منتق ہیں مگر متشاکل گشتہ نہایت شکریہ کا موقع ہے کہ حسب تحریر رشید الدین صاحب جناب شاہصاحب بلا کسی وہم و گمان کی سیدھے طریقہ سے سارق مضامین تسلیم ہو کر بے بازی چوروں مین داخل ہو گئے۔ پس ایسے سرقہ پیشہ کی تحریر کو معتبر سمجھکر گام فرسائی منازل مناظرہ ہو کر ٹھوکر کھا کے منہ کے بھل گرنا ہے جیسا کہ مولوی صاحب ممدوح کا چوپٹ گر کے کمر شکستہ ہونا ناظرین انشاء اللہ معاینہ فرمالینگے واضح رہے ارباب بصیرت ہو کہ تنہا نماز روزہ حج زکوٰۃ وجہاد وغیرہ کچھ کام آمد نہیں تا وقتیکہ انکا ایفاء حسب مرضیات الٰہی نہو ہر فرع اپنی اصل پر متفرع ہوتی ہے نماز و روزہ وغیرہ چونکہ فروع دین ہیں اسکی اصل صحت ایمان و اسلام لہذا لازم ہے کہ شخص دانشمند و عاقبت اندیش پہلے اصول ایمان کو درست کرے اس جانب سے حضرات اہلسنت

نے عنانِ توجہ قطعاً منعطف کرکے محض نماز روزہ پر زور دے رکھا ہے ہا ے تعہ
افسوس مدعیانِ سُنیت سے اسوقت تک یہ نہو سکا کہ اُن اعتراضاتِ شدید کو جوکہ
اُن کی عدمِ حقیقت پر وارد کیے گئے ہیں اُٹھا سکیں میری دانست میں بحالتِ
موجودہ حضراتِ اہلسنت کا تراویح و قرآن کو پڑھکر ناحق جان کو فرسودہ کرنا اور
قوت نظری کو گھٹانا ہے مثلاً کہا جاتا ہے کہ کلکتہ کا جانیوالا بےخبری و ناواقفیت
سے اگر راہ بیابانے بادیہ پیما رہا اور راستہ میں طرح طرح کے مصائب شدائد اُٹھا کر
پہنچا تو اُسکو پشاور پہنچنے تک جو اذیت و تکالیف ہوتیں اُٹھانا ہے کیا نتیجہ دیا سفر کی
سختیوں کا تحمل اُسیوقت نفع بخش ہوتا ہے جبکہ منزل مقصود پر پہنچکر ساحلِ مراد سے
ہمکنار ہو۔ حاجیانِ بیت اللہ ہر چند کہ تکالیف بے انتہا اُٹھا کر واردِ مکہ معظمہ
ہوتے ہیں مگر بعد طوفِ کعبہ کہ وہی مقصود مرکوزِ طبائع ہوتا ہے ایسے بشاش و فرحناک
ہوجاتے ہیں کہ جسکا بیان خارج از امکان ہے۔ چنانچہ اسی جہت سے کہا گیا ہے ؎
جمالِ کعبہ مگر عذر رہ روان دارد۔ کہ جانِ خستہ دلان سوخت در بیابانش یہی
قیاس کر لینا چاہیے کہ اہلسنت جو فروع دین میں کوشان ہو کر اپنے انفاس بزرگ میں
مصائب و نوائب گوارا فرماتے ہیں چونکہ خلاف اصول ہے اُسکا کیا نتیجہ ہوگا لازمہ
شان مسلمانی و ایمانداری یہ ہے کہ پہلے اصولِ مذہب کو درست کریں بعدہ اعمال
صالحہ و بجاآوری احکام خدا و رسول سے اُسکو تزئین دین اُسوقت احکم الحاکمین
سے مفادِ اُخروی کے پوری اُمید رکھیں۔ حقیقتِ مذہب کا ادراک و دریافت نماز
و روزہ وغیرہ سے بدرجہا مقدم ہے۔ ملت کی اصلیت سے بیخبر رہنا اور فروعات
میں کوششہائے بلیغہ سے جانکو کاہیدہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ کلکتہ کا سفری

پشاور کی تاریک گھاٹیوں میں بے سود اپنی جان کو تلف کر دیوے - باعتقاد
اہل اسلام اگر غیر محمدی زہد و اتقا و راست کلامی و دیانت و امانت وغیرہ اختیار کرے
جیسا کہ بعض صاحب کئے ہوئے ہیں تو کیا اسکو کوئی عز و امتیاز اُخروی ملسکتا
ہی نہین ہرگز نہین یہی حال اہلسنت کا ہے کہ اندھا دھند نمازین پڑھے جاتے
ہین - حفظ قرآن پر شیفتہ و جان دادہ ہیں کشف و کرامات و صفائی بطون کا دعوی کر کے
بحیلہ پیری گنہگارون کی آمرزش کا ٹھیکہ لیکر شان غفاری دکھاتے ہین مگر کبھی بھولے
سے بھی یہ خیال نہین آتا کہ تحقیقات کما حقہ کر کے بنیادِ مذہب درست کر لیوین بعد اصلاح
اصول جو کرین وہ تھوڑا ہے ورنہ سب بیکار بقول سعدی ؎ خلافِ پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید * بظاہر یہ راہ نہایت پُر خطر ہے جسکو حضرات اہلسنت نے
تعمیر و تزئین مساجد و اذان و اعیاد و جمعہ وغیرہا سے بنظر ارباب ظاہر مین ملمع کا
بنا رکھا ہے ؎ ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی * کین رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است
اگر غیر اسلام والے شخص کی روبرو جس کو سُنی و شیعہ سے کوئی واسطہ نہین یہ بیان کیا
جاوے کہ اہلِ تشیع نے اہل سُنت کو یہان تک عاجز کیا ہے کہ اُنکی ممدوحین کا بجز آلِ محمد
ظالم و جابر ہونا تختِ خلافت پر بلا استحقاق جابر غاصبانہ طریقہ سے تمکن کرنا حضرت
امیر کے نزدیک اُنکا کاذب غادر و خائن و آثم ہونا خود بیان خلفا سے اُنکا منافق
رہنا انہیں کی سندی اور معتبر کتابون سے مثل روز روشن دکھا دیا ہے اور معاملات
مذکورہ کی تشریح میں متعدد کتابیں لکھکر اطراف عالم مین شائع کر دین اور تا حال
کسی عالمِ اہل سنت نے اُن اعتراضات شدیدہ کے اُٹھانے مین بلند ہمتی نہین فرمائی تو
کیا عقل باور کر سکتی ہے کہ وہ شخص ان جملہ معاملات کو سُنکر یہ فیصلہ کر دے کہ باین

عجز و درماندگی اہل سنت حق پہ نہین حاشا و کلا کبھی ممکن نہین کہ جاہل سے جاہل
شخص بھی ایسا فیصلہ صادر کرنے سے اپنی ذات پر الزام بد دیانتی قائم کرائے افسوس
ہے کہ مضامین تمہیدی نے جو قلم روک کر بخیال ملال ناظرین نہایت مختصر طور پر بیان
کئے گئے ہیں بظاہر نہایت طوالت پکڑی اب عنان شہبہ کلام ہوتے داستان
مباحثہ سلہیٹرہ منعطف کر کے اسکی حالت بیان کیجاتی ہے مولوی محمد قاسم صاحب
نے کتاب کشف الغمہ سے یہ سوال پیش کیا تھا سئل ابو جعفر علیہ السلام
عن حلیۃ السیف ہل یجوز فقال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی
اتقول ہکذا فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل الصدیق فلا
صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ
تلوار پر چاندی کا کام کرنا جائز ہے آپنے فرمایا کہ ہان جائز ہے ثبوت جواز مین فعل
ابو بکر سے استدلال کیا - چونکہ آپنے خلیفہ اول کو خلاف معتقدات خاندان نبوت
بلفظ صدیق یاد فرمایا لہذا راوی کو استعجاب ہوا اُس نے متعجب ہو کر پوچھا کہ کیا آپ
اُن کو صدیق کہتے ہین پس یہ سنکر بنظر تنبیہ راوی امام علیہ السلام دفعتًا اپنی جگہہ
سے اُٹھ بیٹھے اور فرمانے لگے کہ ہان وہ صدیق ہے صدیق ہے صدیق ہے جو اُنکو صدیق
نہ کہے خدا دنیا و آخرت میں اُس کے قول کو تصدیق نہ کرے - اس حدیث کے پیش
کرنے سے مولوی صاحب موصوف کا یہ منشا تھا کہ جب امام نے انکو سچا جانتے تھے اور جھوٹا سمجھنے
والے کو دعا بد کرتے تھے تو شیعہ چونکہ خلیفہ ابو بکر کو برا کہتے ہیں لہذا مخالف امام ہین پیشی
سید الطاف حسین خانصاحب بہادر رئیس قصبہ سلہیٹرہ ضلع مظفر نگر کے مکان پہ
یہ سوال مع سوال ثانی جو کہ آئندہ مذکور ہوگا پیش ہوا تھا سنی و شیعہ کا قریب پانچسو آدمیون

کے مجمع ہوا مولوی سید بہادر علیشاہ صاحب پنجابی سے جواب لینا تجویز ہوا تھا
لہذا مولوی صاحب موصوف حسب قواعد مقررین ملک پنجاب استادہ ہوتے
مگر حضرت ممدوح کو کشف الغمہ کی دیکھنے کا جس کے حوالہ سے سوال مذکور پیش کیا
گیا تھا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا - اون کو عنوان سوال اور راوی کے طرز بیان سے
یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ روایت ساختہ و موضوعہ ہے ممکن نہیں کہ ائمہ دوازدہ گانہ
سے کوئی امام خلفا کو صدیق فاروق سمجھیں لہذا درپے تکذیب اہل روایت ہوتے
اس بنا پر کہ صحاح ستہ میں چونکہ یہ روایت مندرج نہیں بلکہ بخلاف اسکے ایسے
مضامین کی روایتیں وارد ہوتی ہیں کہ جن سے صدیق کا کاذب ہونا بلا کسی توہم کے
ثابت ہوتا ہے پس درحالیکہ حضرات خلفا اپنے مریدان و مقلدان کے جناب میں یہ
شان رفیع و مرتبہ بلند رکھتی ہیں تو کتب شیعہ میں کیونکر صدیق مانے گئے جنکو
اپنے گھر میں عزت نہیں وہ غیر ملک میں کب وقعت پاسکتے ہیں اور فی الواقع جناب
مولوی سید بہادر علیشاہ صاحب کا یہ مقولہ نہایت ہی صحیح اور قابل قدر تھا کہ انہوں
نے بفراست ذاتی یہ قیاس کرلیا کہ ہرگزم باور نمی آید روے اعتقاد آل اطہار سے
کوئی بزرگ ایسے شخص یا اشخاص کو جنکو سیدالوصیین و امام المتقین جھوٹا و دغاباز
جانتے تھے بخلاف طریقہ آبائے کرام خود سچا جانیں - خاتمہ کلام پر انشاء اللہ ناظرین
کو پوری حقیقت واضح ہوجائے گی - شاہ صاحب موصوف کذب و نفاق شیخین کے
مضامین کو بہت طوالت کے ساتھ بیان کرنا چاہتے تھے اور مجلس [illegible] کچھ
کہا بھی تھا کہ مدمقابل یعنی مولوی محمد قاسم نے حقیقت مطلب کو سمجھکر روک دیا
اور بخلاف داب مناظرہ دائرہ کلام کو تنگ کرکے یہ کہا کہ میں صرف اسقدر پوچھتا

ہون کہ کتاب کشف الغمہ شیعہ کی ہے یا نہیں اور اُسمین مضمون مستفسرہ درج ہے
یا کیا دیر تک اس بات پر بحث ہوتی رہی کہ شاہ صاحب کو بیان کرنیمیں آزادی
دیجاتے نتیجہ بحث پہ ظاہر ہوجائیگا کہ جواب کس شان کا ہے مگر مولوی محمد قاسم صاحب
نے محدود کر لیا کہ فقط اسقدر ہی بیان کرو چونکہ مولوی بہادر علیشاہ صاحب نے اصل
کتابِ کشف الغمہ کو ملاحظہ نہ فرمایا تھا گو کہ مضمونِ محولہ کتابِ موصوف کو من بعض
الوجوہ کہ جنکا ذکر اوپر آچکا ہے غلط قیاس کئے ہوئے تھے لہذا اُسکی ردّ و قبول پر احتیاط
جو کہ لازمہ شان علمائے شیعہ ہے مانع ہوئی اتفاقاتِ حسنہ سے اُس جلسہ میں جناب
مولانا و مقتدانا مرجع انام السید مولوی محمد حسن صاحب لکھنوی برادر بزرگ جناب
قبلہ و کعبہ سید محمد حسین صاحب مجتہد و ذاکر جناب امام حسین علیہ السلام بھی موجود
تھے اور غالبًا وہ اُسیوقت کسی سفر سے بخطِ مستقیم تشریف فرما ہو کر شریک جلسہ
مذکورہ ہوتے تھے لیکن اُنہوں نے سوالات کو پہلے نہ دیکھا تھا اور نہ مولوی سید
بہادر علیشاہ صاحب کو اُنسے مشورہ کرنیکا موقع ملا تھا مولوی صاحب ممدوح
نے اول بہ طرفداری حمایتِ مولوی صاحب پنجابی گفتگو کی اور اس بات میں بسبب
شدومد کوشان ہوتے کہ اُنکے بیان مین دخل در معقولات نہ دیا جاتے۔ مگر
چونکہ مولوی محمد قاسم صاحب فقط مُرغی کے وہی ایک ٹانگ کہی جاتے تھے کہ کتاب
و عبارت کا ردّ و تسلیم کر لیا جائے اور اس بنا پر وہ بجائے خود ایک نوع کا غلبہ
سمجھے ہوئے تھے اُسوقت جناب مولوی محمد حسین صاحب مقدم الوصف کو یارائے ضبط
نہ رہا فریق مخالف کو جری اور مولوی بہادر علیشاہ صاحب کو بنظر احتیاط تسلیم عبارت
میں متفکر دیکھکر فورًا ادر دین سے جواب دیا کہ فی الواقع کشف الغمہ ہمارے مذہب کی

ایک فاضلِ جلیل کی تالیف کردہ ہی اور یہ مضمون بذیل ایک طولانی عبارت کے
اُسمین درج ہے مگر صاحب کتاب نے لکھدیا ہی کہ ہم اقوال مخالف و موالف سب لکھتے
ہین تاکہ فریق مخالف کو اُس کے دیکھنے سے کچھ باک نہو پس صاحب کشف الغمہ نے
یہ روایت ابن جوزی سے جو کہ کبرائی علمائے اہل سُنت سے گزرے ہیں نقل کی ہی
اور خاتمۂ کلام پر بنظر توضیح لکھدیا ہے کہ آخر کلام ابن الجوزی فی ہذا الباب اندرین
صورت اہلسنت کا قول شیعہ کے مقابلہ میں یا شیعہ کا مقولہ سحق اہل سنت قابل
احتجاج نہین ہو سکتا۔ پس ہم منکر محض ہیں کہ یہ قول امام باقر علیہ السّلام کا نہیں
اور نہ کسی کتاب شیعہ میں اُسکا وجود پایا جاتا ہی ابن جوزی نے اپنی ہم طریق لوگون
کی تقویت عقیدت کے لئے یہ مضمون تراشا ہے اور مثل اسکی خلفاء ثلاثہ کی بڑی
بڑی تعریفین علمائے اہلسنت نے آئمہ علیہ السلام سے منسوب کی ہین تاکہ اُن کو
مریدون پر ظاہر ہو جائے کہ خاندانِ نبوت کو حضراتِ خلفاء سے کوئی بدظنی یا ستو
المزاجی نہ تھی بلکہ ایسا اتحاد و اختصاص تھا کہ اُنکے مدّاح و معترف ہی تھے ناظرین
آپ کی طبایع صافیہ پر غالبًا یہ امر روشن و منجلی ہو گیا ہو گا کہ سوال پیش کردہ جو کہ
صاحب موصوف فرقۂ حقہ امامیہ کے اِس عقیدہ صحیح کو کہ جناب ابوبکر ابن قحافہ صدیق
نہ تھے ہرگز مضرت رسان نہیں ہی۔ بلکہ اگر کارفرمائے انصاف ہون تو حضرات
اہلسنت بھی روایت مذکورہ کی نسبت یہ خیال فرما لینے کی بہت آسانی سے ساتھ
گنجائش رکھتے ہین کہ جناب ابنِ جوزی نے اپنی جودت طبیعت سے ایک مضمون
بے سر و پا تراش کر امام باقر علیہ السّلام سے منسوب کیا ہی تاکہ اشخاصِ ظاہربین کی
نگاہ میں ایک نوع کی منزلت و مقدرت خلیفہ صاحب کو حاصل ہو کر اہل سُنت کی

عزت و وقعت کا سبب ہو۔ اگر بخاطر داشت اہل سنت ہم تسلیم بھی کر لیوین کہ یہ کلام امام باقر علیہ السلام ہے تب بھی اُنکو یہ استحقاق حاصل نہین ہو سکتا کہ شیعہ کے گلے پر چھری رکھکر اُنکو مجبور کرین کہ آپ بھی بدل خواستہ و ناخواستہ ہمارے خلیفہ جی کو صدیق کہو کیونکہ قرینہ کلام خود شہادت دے رہا ہے کہ اصل راوی سُنی تھا ورنہ تعجباً دریافت نہ کرتا کہ کیا آپ بھی اُنکو صدیق جانتے ہین کیونکہ اگر کوئی شخص خواص شیعہ سے ایسا کلمہ خلیفہ صاحب کی شان مین زبان امام سے سماعت کرتا تو اُسکو کیا ضرورت لاحق ہوتی تھی کہ خلیفہ صاحب کی نسبت باین لفظ اَتقول ھکذا امام علیہ السلام سے اُنکا اعتقاد دریافت کرتا اصحاب با اختصاص کو پورے طور پر اِس بات کا علم رہتے تھے کہ معصومین شیخین اور اُنکے اتباع کو نفس الامر مین خارج الایمان جانتے ہین مگر بوقتِ ضرورت حسب مصالح موقعہ تقیۃً اُن حضرات کو با الفاظِ دیگر یاد فرماتے ہین۔ لیکن تابعین خلفا چونکہ بخوبی جانتے او نیز سُنتے رہتے تھے کہ اولاد علیؑ کو حضرات خلفا سے قاطبۃً بیزاری ہے اور اسوقت زبانِ امام سے صدیق سُنا جو کہ خاص معتقداتِ اہل سنت سے ہے۔ بنا بران اُسکو تعجب ہوا لہذا پوچھ بیٹھا درحقیقت وہ زمانہ نہایت نازک تھا سلاطین جور برابر یہ کوشش کر رہے تھے کہ خاندانِ نبوت کو بالکل مٹا دیا جاوے اکثر آدمی منافقانہ بظاہر معتقد بنکر اماموں کے پاس کچا حال معلوم کرنیکی غرض سے آتے تھے اور جب حالِ خود ائمہ علیہم السلام سے جواب پاتے تھے چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ جلسہ واحد مین مخالف و موافق کی آمد و برآمد سے اُن بزرگواران نے حسب مصلحت و موقع وقت ایک مسئلہ مین دو دو تین تین حکم بظاہر مختلف دیتے ہیں اور جبکہ تخلیہ

عن الاغیار ہوا اُس مسئلہ کا حکم اصلی اور سبب اختلاف کلامی وا انکشاف فرمادیا الحاصل بغرض صحت کلام ابن جوزی مندرجہ کشف الغمہ چونکہ بقرائن ظاہری مسئلہ حلیہ سیف کا پوچھنے والا سنی المذہب تھا لہذا آپ نے اُسی کے مذاق کے موافق فعل ابوبکر سے استدلال کیا تاکہ اُس کے ذہن نشین ہوجائے ورنہ آئمہ علیہم السلام کا یہ کام نہ تھا کہ دینیات میں غیر لوگون کے افعال و اقوال کو سنداً بیان فرمائیں اُن حضرات نے جو ارشاد فرمایا ہو اپنے آباء کرام سے سند لاتے ہیں اور عمر و بکر کا حوالہ نہیں دیا چنانچہ اُنکی نسبت کہا گیا ہے

اذا شئت ان ترضی لنفسک مذهبا		و تعلم ان الناس فی نقل اخبار
فدع عنک قول الشافعی و احمد		و مالک والمروی عن کعب احبار
و وال اناسا قولهم و حدیثهم		روی جدنا عن جبرئیل عن الباری

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر انسان مذہب اسلام اختیار کرنا چاہے اور جانے کیونکہ سوائے آئمہ علیہم السلام اجنبی آدمی نقل احادیث میں شامل ہیں پس اُسکو لازم ہے کہ اقوال شافعی و احمد و مالک و مرویات کعب احبار کو ترک کرکے اُن بزرگوان کے ارشاد ہدایت بنیاد کی محبت و تاسی کرے جنکا قول یہ ہے۔ کہ روایت فرماتے ہیں ہمارے جد بزرگوار جبرئیل علیہ السلام سے اور وہ باریتعالی سے پس یہ بات مسلم ہے کہ آئمہ معصومین علیہم السلام نے سوائے اپنے آبائے طاہرین کے اور کسی کے قول و فعل کو علت جواز قرار نہیں دیا آنحضرت سے اگر کوئی یہود و عیسائی وغیرہ مسئلہ پوچھتا تو توریت و انجیل کے احکام ارشاد فرماتے کیونکہ باعتقاد جمیع اُمت مفتی ہر چہار دفتر کے خلف الصدق تھی۔ بعنایت الٰہی مثل آفتاب نیمروز دکھادیا

کہ اگر اس روایت کا بقول ابن جوزی کچھ وجود بھی ہی تو سائل سنی کے مقابلہ میں
جبیر احتمالات گوناگون وارد ہو سکتے ہیں مگر ل جاہتا ہی کہ ارباب خرد کو اس بات
توجہ دلائی جائے کہ براہِ کرم گستری روایت مذکورہ کے سیاقِ کلام پر نظر فرماکر
اُسکی گھڑت کو ملاحظہ فرمائیں مضمون روایت بصد زبان گویا ہی کہ مثل دیگر
روایات واحادیثِ فضیلت شیخین اُسکو بہت سوچ سمجھ کر بنایا ہی عزیز کچھ اول
تو حلیہ سیف کا مسئلہ ایسا اہم تھا کہ جس کے استفسار کی نوبت امام تک پہنچی ہو
کیونکہ حلیہ سیف کے کرنے یا نہ کرنے سے مرتکب پر کوئی الزام شرعی عاید نہیں ہو سکتا
تلوار کی خوبی اور اُسکا زیور تیزش ہی سو فی الواقع خلیفہ صاحب کی تلوار میں یہ
بات کہان تھی کیونکہ فرار عن الزحف جسکا بیان انشاءاللہ حصہ دوم میں بخوبی
کیا جائیگا جناب ابوبکر کی تلوار سے اُن صفات کا دفع کرنیوالا ہے جو کہ مردان
نبرد آزما کی تیغ کے لئے زیبا ہے ایسی مفرورین جہاد کی تلوار واقعی یہی قابلیت
رکھتی ہے کہ اُسکو چاندی و سونے سے نقش و نگار کرکے صندوق مین رکھدیا جائے
تلوار کو مکلل و مذہب کرکے مصروفِ زینت رہنا ایسا ہی ہی جیسا کہ مرد کو چوڑیان
پہنا یا کہ بعض مردان نسوان مزاج کا مسی کی اُداہٹ پر پان کی سُرخی کا اثر
چڑھانا سوائے ازین جو جواب کہ امام علیہ السّلام کی طرف منسوب کیا گیا ہی وہ حسب باب
کلام خلاف قواعد معلوم ہوتا ہی جیسا کہ ابنِ جوزی لکھتے ہیں کہ امام صاحب فوراً
جگہ سے اُٹھ بیٹھے اور منکرِ صدیق کو ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا بد دینے لگے سوچنا چاہئے
کہ بقول جناب ابن جوزی مندرجہ کتاب صفوۃ الصفوہ سائل نے یہی کہا تھا کہ آپ
بھی انکو صدیق جانتے ہیں اُسکا جواب بقاعدہ تہذیب آدمیت یہ ہی تھا کہ ایں

کیا کلام ہے وہ صدّیق ہی بھلا یہ کیا قرینہ انسانیت تھا کہ ایسے نرم استفسار پر
امام مضطر ہو کر دفعتاً چونک پڑے اور جگہ سے اُٹھ بیٹھے اور روبقبلہ ہو کر کوسنا
شروع کر دیا۔ غرضیکہ اس روایت ساختہ و موضوعہ مین فقط ایک لفظ صدیق
اہلسنت کے دل لگتا ہوا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس صفتِ موصوف
کی صلیت ظاہر کر دیجاتے کہ جناب ابو بکر کی ذات کو اُس سے کہانتک تعلق ہے
واضح ہو کہ اسلام میں وہی خطاب تمغہ ایمان و اقتدار سمجھا گیا ہے جو کہ آنحضرت کی
زبان معجز بیان سے کسی کو عنایت ہُوا ہو جا رخود غرض لوگوں نے اگر اپنے اغراض ذاتی
سے کسی کو کوئی خطاب جلیل عطا فرما کر خلائق کو اُسکے استعمال کرنے و کہنے پر تحریص و ترغیب
دلائی ہو تو وہ لقب کسی طرح اُس خطاب کے درجہ پر نہیں پہنچ سکتا جو کہ عنایت
کردہ نبوی ہی قرآن پاک میں لفظ صدیق انبیا علیہ السلام کے لئے آیا ہے جو کہ بالاتفاق
جمیع اُمت معصوم ہیں جناب ابو بکر کے باب میں اُن کے سوالیان کو قطعی انکار ہے
کہ معصوم نہ تھے پس کیونکر ہو سکتا ہی کہ غیر معصوم صفاتِ معصوم کا حامل ہو
عصمت بجائے خود رہی اُنکی تو خلافت کیلئے بھی جسپر اہل سُنّت بہزار جان شیفتہ
ہیں کوئی حکم نبوی اِس وقت تک دستیاب نہین ہوا چنانچہ شاہ صاحب تحفہ میں لکھتی
ہیں کہ خلفاً ثلاثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص پس خلافت غیر منصوصہ کے حاملین کو
جنکو عصمت و طہارت سے کوئی تعلق نہیں صدیق و فاروق سمجھکر نعلین بجانا
بمقابلہ خصم اپنے مُنہ سے میان مٹھو بننا ہے میں نہایت حیران ہون کہ امام نجم
نے منکر صدیقیت کے حق مین الفاظ نفرین آمیز کیون استعمال فرمائے۔ اگر حضرت
ابو بکر کے لئے خطاب صوف آسمان سے نازل ہو کر صاحب ما ینطق عن الہوےٰ

کے زبان مبارک سے جاری ہو کر سنت موکدہ ہو جاتا تو اُس کے ترک کرنے پر
امام محمد باقر علیہ السلام دعا بد فرما سکتے تھے اور جبکہ نفس الامر میں خلیفہ صاحب
بالذات ایسے خطاب جلیل کی لیاقت ہی نہ رکھتے تھے بلکہ بوجہ عدم معصومیت
سمتائے رتبۂ انبیا ہونا اُنکے لئے عقلاً ممتنع تھا تو امام محمد باقر علیہ السلام ایسا کیون
ارشاد فرماتے کہ جو اُنکو صدیق نہ جانے خدا اُسکو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے اصلیت یہ
ہے کہ جب ریاست عامہ ان بزرگواران سے متعلق ہوئی تو خلافت کے ساتھ حضرت
امیر کے القاب بھی معرض ضبطی میں آگئے۔ کوئی صدیق بنا اور کوئی فاروق بنا
جو جسکو پسند آیا اپنی ذات کے لئے گھڑ لیا اور اسوقت تک کثرت استعمال سے
زبان زد ہوتے ہوتے ایک مستقل اصطلاح مابین سُنیہ ہو گئی ورنہ حقیقت صدیق
اکبر و فاروق اعظم وغیرہ یہ سب خطاب حضرت امیر علیہ السلام کے بروایات
موثقہ و معتبرہ اہل سُنت مین یہ بات طے شدہ ہے کہ سوائے جناب امیر علیہ السلام کے
اور کوئی شخص اُمت احمدی مین صدیق جسکو ہمتائے رتبۂ نبوت سمجھنا چاہئے نہیں ہے
طبرانی نے جو کہ اکابر محدثین سُنیہ سے ہین حضرت سلمان فارسی و ابوذر غفاری سے
روایت کی ہے کہ آنحضرت نے بحق جناب علیؑ ارشاد فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے کہ سب سے
پہلے ایمان لایا اور قیامت کو سب سے اول میرے ساتھ مصافحہ کریگا۔ اور صدیق یہ
ہے اس اُمت کا اور افتراق حق و باطل کرنیوالا ہے مومن کے لئے بمنزلہ یعسوب کے
شہد کی مکھیون مین ایک مگس کلان ہوتی ہے جسکو بزبان عربی یعسوب بولتے
ہین وہ بحکم قدرت چھتے کے دروازہ پر جہان مکھیون کے آمد و برآمد ہے اپنا مقام
رکھتی ہے جو مکھیان کہ باہر شہد لینے کے واسطے جاتی ہین بوقت دخول اگر اُنکے مُنہ سے

بوتے خوش گوار آتے تو اجازت داخلہ دیتی ہے اور اگر کسی مکھی نے خراب
بو دار درختون کے پہول پتون سے شہد حاصل کیا ہے تو اُسکو ٹکڑہ ٹکڑہ کر دیتی
ہے یہی حال حضرت امیر علیہ السّلام کا ہے چونکہ آپ باب علوم ہیں لہٰذا جن لوگونمین
بعد قیامت بوئے ایمان نہ دیکھیں گے خمتی مرتبت تک پہنچنے دین گے اور پہلے ہی
دروازہ پر منافقین و مرتابین کی قطع برید ہو جائیگی۔ عبارت یہ ہے اخرجہ
الطبرانی عن سلمان و ابو ذر رضی اللہ عنہما ان النبی صلعم قال لعلی ان ھذا اول آمن
و ھو اول یصافحنی یوم القیامۃ و ھذا صدیق اکبر و فاروق ھذہ الامۃ یفرق بین
الحق و الباطل و ھذا یعسوب الدین مضمون بالا کی وہ حدیث صحیح بھی جو بطور
تائید کرتی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ بعہد رسالت مآب علیہ الصلوۃ و السلام امتیاز
مومن و منافق محبت و عداوت مرتضوی سے ہوا کرتا تہا دوسری حدیث بھی
ہم مضمون طبرانی عرض کیجاتی ہے اخرج النسائی و الحاکم عن عباد بن عبداللہ
قال سمعت علیا یقول انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ و انا الصدیق اکبر امام نسائی نے اپنی
صحیح مین اور حاکم نے کتاب مستدرک میں عباد بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ اس نے
کہا مینے حضرت علیؑ سے سنا ہے کہ مین بندہ خدا اور رسول اکرم کا بھائی صدیق
اکبر ہون سوائے ازین حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیا مین اور فخر رازی نے تفسیر
کبیر و امام ثعلبی نے اپنی تفسیر و احمد بن حنبل نے مسند و ابن شیرویہ نے کتاب الفردوس
و ابن مغازلی نے بکتاب مناقب سیوطی و ابن نجار نے روایت کی ہے کہ صدیق تین
شخص ہیں۔ حبیب نجار و خرقیل کہ مومن آل فرعون ہیں اور حضرت مرتضوی کہ
سرکردہ آل طٰہٰ ہیں اور یہ ان دونون سے افضل ہیں امام فخر رازی کی عبارت مندرجہ

تفسیر کبیر ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے الصدیقون ثلاثۃ حبیب نجار و مؤمن ال فرعون
حیث قال اتقتلون رجلا یقول ربی اللہ والثالث علی بن ابیطالب وھو افضلھم خطاب صدیق و فاروق
کی حقیقت تو ظاہر ہوگئی کہ سوائے جناب امیر علیہ السلام کے اور کوئی صاحب اس کے
مستحق نہ تھے اب براہ مہربانی یہ بھی دیکھ لیجئے کہ جناب عمر صاحب کو تمغہ فاروقیت
کہاں سے عنایت ہوا۔ شیخ جمال الدین محدث نے روضۃ الاحباب میں لکھا ہے
کہ یہ خطاب مستطاب حضرت عمر کو پیشگاہ یہود سے عطا ہوا ہے اور رسول صلعم سے
اس تسمیہ کی نسبت کوئی روایت نہیں ہے مسلمان جو عمر صاحب کو فاروق کہتے
ہیں متابعت یہود کرتے ہیں۔ عبارت کتاب مذکور یہ ہے عن سعد ابن الکاتب
الواقدی عن الزھری انہ قال بلغنا ان الیھود سمیہ فاروق ثم تابعوھم المسلمین
ولم تبلغنا عن النبی صلعم فی ذالک شئ تسمیۃ ہم گروہ شیعہ اسی
بات کے تابع ہیں جو کہ بہ سند صحیح و مستقل رسول صلعم سے مروی ہے ہمکو کیا
ضرورت ہے کہ اطاعت یہود و دیگر کفار کرکے اپنا نام جریدہ اسلام سے خارج کرائیں
ایک اور روایت ہدیۂ خدمت کیجاتی ہے جس کے مطالب پر نظر کرنے سے سربرآ ب
حق پر باحسن الوجوہ روشن ہوسکتا ہے کہ بوجہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ہونیکے
جناب امیرؑ کو ہدایت اُمت کا منصب مرحمت ہوا ہے محمد بن یوسف گنجی شافعی نے کتاب
کفایۃ الطالب میں لکھا ہے کہ رسالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا
ستکون بعدی فتنۃ فاقتدوا علیا والزموہ لعلی بن ابیطالب اول من یرانی واول
من یصافحنی یوم القیامۃ وھو الصدیق اکبر و فاروق ھذہ الامۃ یفرق بین الحق
والباطل وھو یعسوب المؤمنین و امام المتقین خلاصہ کلام یہ ہے کہ رسول صلعم نے بنظر

تنبیہ الغافلین بطور پیشین گوئی فرمایا ہو کہ بہت قریب ہے کہ میری اُمت میں فتنہ پیدا ہوگا پس ای اہل اسلام اُسوقت تمکو علی المرتضیٰ کی پیروی اطاعت کرنی چاہئی کیونکہ میرے تابعین میں یہ پہلا شخص ہو جو کہ مجھسے بروز قیامت ملاقی ہوگا اور سب سے اوّل یہی میرے ساتھ مصافحہ کریگا کیونکہ یہ اس امت کا صدیق اکبر و فاروق اعظم ہو افتراق حق و باطل گویا اس کی ذاتیات و فرائض منصبیہ سے ہو مومنان و متقیان کی سرداری او مقدمۃ الجیش اسی سے علاقہ رکھتی ہو اس روایت نے سوائے فوائد عدیدہ و کثیرہ کے ایک بڑا فائدہ یہ دکھایا کہ عند الاختلافات و منازعات و وقوع فتن جناب امیر علیہ السلام کی اطاعت و فرمانبرداری کشتی ایمان کو محیط تباہی سے ساحل نجات پر پہنچانے والی ہو خوشا حال اُن مومنین کا کہ جنہوں نے بوقت تشاجر و تخاصم صحابہ امیر کلام کا دامن دولت مضبوط پکڑکر حضیض ذلت سے اوج عزت پر ترفع حاصل کیا نحیف نے اس رسالہ کے حصہ دوم میں نہایت شرح و بسط کے ساتھ بذیل حدیث صحیح مسلم ثابت کردیا ہو کہ وہ زمانہ جسمیں فتنہ و فساد کے جز دیگر آنحضرت نے امت کو وصیت باطاعت مرتضوی فرمائی تھی ثلاثہ کرام کا تھا۔ جن کتب میں حضرت امیر کے صدیقیت و فاروقیت کا نشان بہ نقل عبارات دیا گیا ہے انکا ہرجگہہ ملنا دشوار ہو لیکن میں بخیال تسکین ناظرین مزید تمکین ایسی کتاب کا نشان دیتا ہوں جو کہ بآسانی ملسکتی ہے اور اہل سنت کے نزدیک باعتبار صحت نہایت سندی سمجھی جاتی ہے صاحب مدارج النبوۃ و وسیلۃ النجات در باب حالات ولادت مرتضوی رقمطراز ہیں کہ تسمیہ کرو اورا ابو طالب بعلی و تسمیہ نمود پیغمبر

آنرا بہ تصدیق ولقب کرد بامین و شریف وہادی و مہدی و اُذن واعیہ و
یعسوب الدین وغیرہ ہر چند کہ زبانِ معجز بیان ختمی مرتبت سے حضرت امیر کا
صدیق و فاروق ہونا بایں وجوہ وصحیحہ ثابت کیا گیاہے کہ حضراتِ اہل سنت
کو بجز اسکے کوئی چارہ کار نہیں کہ بدل خواستہ و ناخواستہ اُسکو تسلیم فرما کر جناب
ابوبکر کے صدیق ہونے سے بعد تحسر دست کش ہوں مگر چونکہ اُنکے نزدیک جناب
شاہ عبدالعزیز دہلوی کا کلام غایت درجہ قابل وثوق ہے لہذا اپنے بیان سنجیدہ
وسنگین پر ایک جھینکی اور چڑھا کر زیادہ وزنی کئے دیتا ہوں تاکہ اربابِ عدالت
کے میزان عقل میں ہمارا تمام تر بیان پکی تول کا اُترے شاہصاحب کے مجموعہ
فتاوے سے جو کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے دفتر میں موجود ہیں
ایک مضمون نقل کیا جاتا ہے کسی سائل نے حضورِ ممدوح سے دریافت کیا
تھا کہ جناب امیر علیہ السلام کو مرتضی کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے اُسکا جواب یہ دیا
گیا تھا کہ در احادیث صحیحہ کنیت ایشان با بوتراب و ابوریحانتین و تلقیب ایشان
بذو القرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و یعسوب الامۃ و یعسوب قریش
و بیضۃ البلد امین و شریف و ہادی و مہدی و ذی الاذن الواعی مروی و ثابت
است و مرزا محمد بن معتمد خان حارثی مورخ مشہور این شہر یعنی دہلی در رسائل
فضائل خلفاء و مناقب اہلبیت کہ این ہر دو رسالہ از عمدہ تصانیف اوست تلقیب
ایشان بمرتضی نیز ذکر نمودہ اما این وقت فقیر را یاد نیست کہ بکدام حدیث درین
باب تمسک کردہ تھی پس بوجوہات متذکرہ صدر ثابت و محقق ہوگیا کہ جناب
ابوبکر کیلئے کوئی خطاب صدیق بارگاہ نبوی سے عطا نہیں ہوا بلکہ اس امت

کے صدیق و فاروق حضرت امیر علیہ السّلام ہیں اور جناب عمر جو فاروق اعظم
بولے جاتے ہیں وہ باتبّاع یہود اس لقب سے نامزد ہیں اندرینصورت کبھی یہ
گمان نہیں ہوسکتا کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے جناب ابوبکر کو صدیق فرمایا ہو
یا کہ صدیق نہ سمجھنے والے کو بد دعا کی ہو محض ابن جوزی صاحب کی بناوٹ ہے کہ
لوگوں کی شوق دلانیکو ایسے ایسے الفاظ گرم وضع فرماتے ہیں جناب امیر علیہ السلام
نے حسب روایات اہل سُنت فرمایا ہے انا الصدیق الاکبر لا یقول بعدی الا کذاب
یعنی میں صدیق اکبر ہوں جو کوئی بعد میرے اس لقب کو اپنی ذات سے نسبت کرے وہ
جھوٹا ہے لہذا نونہال حدیقۂ سنت اعنی مولوی مہدی علیخان صاحب بہادر مولف
آیات بینات نے بہ تقلید وکاسہ لیسی رشید الدین خان تلمیذ شاہ صاحب غایت
باریک بینی و نکتہ رسی و دقیقہ سنجی سے عجیب مضمون دلفریب پیدا کیا ہے آپ فرماتے
ہیں کہ حضرت امیر کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنسے پہلے کوئی صدیق تھا کیونکہ
جناب شیر خدا نے اپنے زمانہ ما بعد کے لئے مدعی صدیق کو کاذب فرمایا ہے اور زمانہ
ما قبل کو بقید بہ عدم وجود صدیق نہیں فرمایا نظر بران طبقہ اولی میں ابوبکر ہیں
ہمکو اس توجیہ غیر موجّہ کے تسلیم کرنے میں تامل نہوتا مگر سخت لاچاری ہے کہ ایک
مولوی مہدی علی خان صاحب کی خاطر داشت بڑی بڑی علماء سنیہ کے ہیچ کنی کا
سبب ہوتی ہے کیونکہ بحوالہ فخر رازی و تفسیر ثعلبی امام احمد بن حنبل وغیرہ پہلے نقل
ہوچکا ہے الصدیقون ثلاثۃ حبیب نجار و حزقیل و علی بن ابی طالب
پس حصر صدیقیت بقول اکابر سنیہ تین شخصوں میں ہوا منجملہ اُن کے
دو صاحب حضرت امیر سے پہلے ہیں پس کیوں نہیں جائز ہے

آنرا بہ تصدیق و لقب کرد بہ امین و شریف و ہادی و مہدی و اُذن واعیہ و یعسوب الدین وغیرہ ہر چند کہ زبانِ معجز بیان ختمی مرتبت سے حضرت امیرؑ کا صدیق و فاروق ہونا باین وجوہِ و صحیحہ ثابت کیا گیا ہے کہ حضراتِ اہل سنت کو بجز اسکے کوئی چارۂ کار نہین کہ بدل خواستہ و ناخواستہ اُسکو تسلیم فرما کر جناب ابوبکر کے صدیق ہونے سے بصد تحسر دست کش ہون مگر چونکہ اُنکے نزدیک جناب شاہ عبدالعزیز دہلوی کا کلام غایت درجہ قابلِ وثوق ہے لہذا اپنے بیان سنجیدہ و سنگین پر ایک چھٹنکی اور چڑھا کر زیادہ وزنی کئے دیتا ہون تاکہ اربابِ عدالت کے میزان عقل میں ہمارا تمام تر بیان پکّی تول کا اُترے شاہ صاحب کے مجموعۂ فتاوے سے جو کہ مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کے دفتر میں موجود ہین ایک مضمون نقل کیا جاتا ہے کسی سائل نے حضورِ ممدوح سے دریافت کیا تھا کہ جناب امیر علیہ السّلام کو مرتضیٰ کہنے کی وجہ تسمیہ کیا ہے اُسکا جواب یہ دیا گیا تھا کہ در احادیث صحیحہ کنیت ایشان با بوتراب و ابوریحانتین و تلقیب ایشان بذوالقرنین و یعسوب الدین و صدیق و فاروق و یعسوب الامۃ و یعسوب قریش و بیضۃ البلد امین و شریف و ہادی و مہدی و ذی الاذن الواعی مروی و ثابت است و مرزا محمد بن معتمد خان حارثی مورخ مشہور این شہر یعنی دہلی در رسائل فضائل خلفاء و مناقب اہلبیت کہ این ہر دو رسالہ از عمدہ تصانیف او ست تلقیب ایشان بمرتضیٰ نیز ذکر نمودہ اما این وقت فقیر را یاد نیست کہ بکدام حدیث درین باب تمسک کردہ انتہی پس بوجوہات متذکرہ صدر ثابت و محقق ہوگیا کہ جناب ابوبکر کے لئے کوئی خطاب صدیق بارگاہ نبوی سے عطا نہین ہوا بلکہ اس اُمت

کے صدیق و فاروق حضرت امیر علیہ السّلام ہیں اور جناب عمر جو فاروق اعظم بولے جاتے ہیں وہ باتباع یہود اس لقب سے نامزد ہیں اندرینصورت کبھی یہ گمان نہیں ہو سکتا کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے جناب ابو بکر کو صدیق فرمایا ہو یا کہ صدیق نہ سمجھنے والے کو بد دعا کی ہو محض ابن جوزی صاحب کی بناوٹ ہے کہ لوگوں کی شوق دلانیکو ایسے ایسے الفاظ گرم وضع فرماتے ہیں جناب امیر علیہ السّلام نے حسب روایات اہل سُنّت فرمایا ہے انا الصدیق الاکبر لا یقول بعدی الا کذاب یعنی میں صدیق اکبر ہوں جو کوئی بعد میرے اس لقب کو اپنی ذات سے نسبت کرے وہ جھوٹا ہے لہذا الو نہال حدیقہ سُنّت یعنی مولوی مہدی علیخان صاحب بہادر مولف آیات بینات نے بہ تقلید و کاسہ لیسی رشید الدین خان تلمیذ شاہصاحب غایت باریک بینی و نکتہ رسی و دقیقہ سنجی سے عجیب مضمون دلفریب پیدا کیا ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر کے ارشاد سے ثابت ہوتا ہے کہ اُنسے پہلے کوئی صدیق تھا کیونکہ جناب شیر خدا نے اپنے زمانہ ما بعد کے لئے مدعی صدیق کو کاذب فرمایا ہے اور زمانہ ماقبل کو بقید بہ عدم وجود صدیق نہیں فرمایا نظر بران طبقہ اولی میں ابو بکر ہیں ہمکو اس توجیہ غیر موجہ کے تسلیم کرنے میں تامل نہوتا مگر سخت لاچاری ہے کہ ایک مولوی مہدی علی خان صاحب کی خاطر داشت بڑی بڑی علماء سُنّیہ کے ہیچ کئی سبب ہوتی ہے کیونکہ بحوالہ فخر رازی و تفسیر ثعلبی امام احمد بن حنبل وغیرہ میں نقل ہو چکا ہے الصدیقون ثلاثۃ حبیب نجار و حزقیل و علی بن ابی طالب پس حصر صدیقیت بقول اکابر سُنّیہ تین شخصوں میں ہوا منجملہ اُن کے دو صاحب حضرت امیر سے پہلے ہیں پس کیوں نہیں جائز ہے

کہ نظر بزمانہ ما قبل مراد حضرت امیر حبیب نجار و مومن آل فرعون یعنی حزقیل
سے ہو حضرات اہل سنت کو اختیار ہے کہ فخر رازی وغیرہ علمائے متقدمین کو سچا
کہیں یا کہ مولوی مہدی علیخاں صاحب جدید سنی کو فخر رازی وغیرہ نے صداقت کو
حبیب نجار وغیرہ کی ذات پر منحصر کرکے مولوی مہدی علی خانصاحب بہادر کے
اس تاویل علیل کو کہ حضرت امیر نے خلیفہ ابو بکر کو پہلے زمانہ کا صدیق سمجھ کر شرط
مابعد لگائی ہے بالکل باطل کردیا پس ظاہر ہو گیا کہ لفظ بعدی سے حضرت امیر کے
یہہ مراد نہ تھی کہ قبل ہمارے دوسرے صدیق یعنی خلیفہ اول گزر چکے ہیں کیونکہ خلیفہ
موصوف کا شمار اشخاص گذشتگان میں نہیں ہو سکتا وہ حضرت امیر کے ہمزمانہ
تھے اہل عقل خوب جانتے ہیں کہ مایہ فخر و مباہات وہی بات ہوتی ہے جسکو بوجہ
ندرت معدومیت ہو چنانچہ کہا گیا ہے النادر کالمعدوم درحالیکہ امت محمدی
میں حسب معتقدات اہل سنت جناب ابو بکر بھی صدیق تھے تو حضرت امیر کو یہہ
تفتخر و ناز و دعوی فردیت کیوں ہوا۔ جبکہ ایک استاد کے دو شاگرد یا ایک پیر کے
دو مرید کسی کمال خاص میں درجہ مساوات رکھتے ہوں تو عقل باور نہیں کرتی
کہ منجملہ اُن دو شاگردوں یا مریدوں کے کسی ایک کو کوس انانیت بجانیکا منصب
حاصل ہو سکے حضرت امیر کے ارشاد باسناد اور روایات متذکرہ صدر سے بوجوہ
کما ینبغی ثابت و متحقق ہو گیا کہ آپنے تمام امت احمدی میں اپنے نفس مقدس کو
لباس صدق سے آراستہ پا کر ایسا بلند دعوی فرمایا ہے رہی شق ثانی یعنی لعنت
جس کے بھروسہ پر مولوی مہدی علیخاں نے وقت نظری سے جہلاء گم
گردہ خرد کے لئے یہ راہ پرفریب نکالی ہے اُسکی حقیقت یہ ہے کہ محاورات عرب میں

بمقام ہیچ لفظ بعد سے کا استعمال کرتے ہیں مُراد اُس سے نفس غیر کے نفی ہوتی ہے
جیسا کہ حسب روایات متفقہ جناب امیرؑ نے فرمایا ہے انا اخو رسول اللہ لا یقول
بعدی الا کذاب مراد یہ ہے کہ اگر سوائے میری ذات کے دوسرا شخص اخوت
رسول پاک کا دعویٰ کرے وہ کاذب ہے نہ یہ کہ جو میری وفات کے بعد ایسا دعویٰ
کرے جناب امیرؑ کے ارشاد بالا کی تائید اُس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسکو ابن
عبدالبر نے کتاب استیعاب میں لفظ بعدی کو قائمقام غیری سمجھ کر باین الفاظ لکھا
ہے قال علی علیہ السلام انا عبداللہ واخو رسول اللہ لا یقولہا غیری الا
کذاب چونکہ حضرت جعفر طیار و جناب عقیل بھی مثل جناب علیؑ المرتضیٰ آنحضرت
کے بھائی تھے لہذا معترض کو گنجایش کلام ملسکتی ہے کہ باوصف موجود ہونے
اور چند اشخاص کے جناب امیرؑ نے یہ تخصیص کیون فرمائی اُسکا جواب یہ ہے کہ خود آنحضرت
نے بحق مرتضوی فرمایا ہے کہ یا علی انت اخی فی الدنیا والآخرۃ یعنی ای شیر خدا تم
دنیا و آخرت مین میرے بھائی ہو یہ خویشی و برادری کمالیت ایمان و ایقان پر
دلالت کرتی ہے جیسا کہ جناب ہارون کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تھی
الحاصل لفظ بعدی کا جو کہ اِسوقت محل نزاع میں ہے بمعنی غیر سے مستعمل ہونا
قرآن پاک سے بھی ثابت ہے۔ صاحب تفسیر مدارک کہتے ہیں رب اغفرلی وھب لی
ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی ای دونی وانما سئل بھذہ الصفۃ
لیکون معجزۃ لہ لاحد پس صاحب مدارک کا لفظ بعدی کو بلفظ
دونی تفسیر کرنا کہ صریحاً بمعنی غیر و سوا ہے اِس بات پر دلالت کرتا ہے کہ لفظ
بعدی کو بمقام غیر سے بھی بولتے ہین قصہ کوتاہ ہزار ہزار رنگ بدلکر حضرات

اہل سنت درپے اثبات صدیقیت خلیفہ اول ہوتے ہیں مگر کیا امکان کہ صداقت
کی ہوا بھی آجائے علمائے سنیہ نے بہ حمایت سقیفہ پروانان ہر طرح سے زور
لگا کر القاب عظیمہ و جلیلہ و فخیمہ سے خلفاء کا موصوف ہونا چاہا مگر بالو کی دیوار کا
سیل فلک کے مقابلہ میں کیا دقار ہوتا ہے شیعہ نے دو چار ہی چھینٹوں میں جڑ سے
گرا دیا چونکہ روایت نعم الصدیق کا منبع حقیقی کتاب صفوۃ الصفوۃ مولفہ
ابن جوزی ہے لہذا شیعہ پر کوئی جواب دینا لازم نہیں ہاں اگر صاحب کشف الغمہ
روایت موصوفہ کا سلسلہ کسی راوی شیعہ سے بیان فرماتے تو البتہ جواب دینا
لازم تھا۔ رہا یہ معاملہ کہ عالم شیعہ نے اس قصہ کو اپنی کتاب میں کیوں وارد
کیا اس کی حقیقت واقعی یہ ہے کہ صاحب کشف الغمہ نے بغرض اظہار معرفت
آئمہ علیہم السلام اپنی کتاب کو ترتیب دیکر دونوں فرقہ کے اقوال نقل کئے ہیں
تاکہ دیکھنے والے کو تعصب دامنگیر نہوا ور بایں خیال کہ الفضل ما شھدت بہ
الاعداء کتب سنیہ سے بیشتر مضامین جنکا صفات آئمہ سے تعلق ہے
بیان فرماتے ہیں۔ ابن جوزی نے امام ابوجعفر یعنی محمد باقر علیہ السلام کے
حالات برکت آیات نہایت شرح و بسط سے لکھے ہیں صاحب کشف الغمہ نے
اُس کل عبارت کو بتمامہ نقل فرما دیا ہے اسمیں ضمناً ابن جوزی صاحب نے روایت
نعم الصدیق کا تذکرہ کیا ہے لہذا صاحب کشف الغمہ نے اُس تمام عبارت کو لکھدیا
اگر روایت موصوفہ کو بیچ میں سے نکال ڈالتے تو آپ پر اسقاط کلام کا اعتراض
وارد ہوتا پوری عبارت بلا تصرف خود حوالہ قلم کرکے آخر میں بہ نظر آگاہی علیحدہ اتنا
لکھدیا کہ انتہا سخن آخر کلام ابن جوزی تاکہ دیکھنے والے پر یہ بات واضح ہوجائے

کہ یہ تمام کلام ابن جوزی کا ہے اور شیعہ کو اس کی پابندی سے آزادی ہے۔ اصل ہمارے علما کا یہ کام نہیں کہ کسی کی عبارت کو کاٹ چھانٹ کر آدھا تیہا آدھا بتیر کر لیں نقل عبارت میں خیانت کرنا اُسکا کام ہے جو کہ خائن کو اپنا پیشوا جانتا ہے جناب شاہصاحب نے تحفہ کے متعدد مقامات پر کسی خوف سے نقل عبارات میں اپنا تصرف کر کے ایسا کچھ تغیر و تبدل کیا ہو کہ جس کی وجہ سے اجوبہ تحفہ میں اُنپر سخت دار و گیر ہو رہی ہے۔ اگر ہمارے عالم بھی ایسا کرتے تو مقلدان شاہصاحب اتنا شور مچاتے کہ پناہ بخدا۔ المختصر موقعہ مباحثہ پر کتاب کشف الغمہ موجود نہ تھی تو مولوی محمد قاسم صاحب پر بار ڈالا گیا کہ آپ مدعی ہیں اور ہمیشہ ثبوت مقدمہ بذمہ مدعی ہوا کرتا ہے کتاب بہم پہنچا کر ثابت کیجئے کہ یہ کلام ابن جوزی کا نہیں ہے مولوی صاحب نے بڑی تلاش سے کتاب مشکاتی اور ابن جوزی کا حوالہ دیکھکر فرط ندامت سے ایسی خاموشی اختیار کی کہ جواب ندارد۔ حقیر نے مولوی صاحب کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جسکو انشاء اللہ عنقریب نقل کرنیوالا ہوں اس کے پہلے حصہ میں مینے مباحثہ سلہیڑہ کا ذکر کیا تھا اور دوسرے حصہ میں ایک سوال پیش کیا تھا جسپر دوبارہ بنا مناظرہ قائم ہوئی تھی۔ مولوی صاحب نے سوال الخفیف کا تو جواب دیا مگر سلہیڑہ کی بابت کچھ تذکرہ نہ فرمایا۔ اے ناظرین خوش تمیز پہلے سوال کی حقیقت و وقعت تو آپ پر ظاہر ہو گئی مہربانی فرما کر دوسرے سوال کو بھی ایک نظر دیکھ لیجئے اور پھر رسالہ مولفہ حقیر اور اُس کے جواب و رد و تردید او مناظرہ کو ملاحظہ فرمائیے *

سوال دوم جو کہ نہج البلاغہ سے پیش ہوا تھا

عن امیرالمؤمنین انه قال لله بلاد فلان لقد قوم الاود وداوی العمد اقام السنة وخلف البدعة ذهب نقی الثوب قلیل العیب اصاب خیرها و سبق شرها ادی الی الله طاعته واتقاه بحقه رحل وترکهم فی طرق متشعبة لا یهتدی فیها الضال ولا یستیقن المهتدی

اسکا ترجمہ حسب مراد حضرات سنیان ذیشان مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولف ہدیۃ الشیعہ نے اسطرح فرمایا ہے کہ خدا ہی کے واسطے ہیں شہر ابوبکر کے یعنی ابوبکر میں خداداد خوبیاں ہیں پس قسم ہے خدا کی کہ اُنہوں نے سیدھا کر دیا ستون کو اور قایم کیا سُنت کو اور پس پشت ڈالا اُنہوں نے بدعت کو پاکدامن بے عیب گئے خوبی خلافت کی اُنکو نصیب ہوئی اور آگے چلد تے خلافت کے فساد و سے ادا کی اُنہوں نے خداوند کریم کی طاعت پرہیزگار رہے حق پرہیزگاری کا چلدئے اور مختلف رستوں مین حیران ہین کہ نہ گمراہونکو راہ ملتی ہے اور نہ ہدایت والون کو ہدایت کا یقین ہے مولوی صاحب نے باتباع شاہ عبدالعزیز دہلوی بقولے نقل را چہ عقل تحفہ سے خطبہ موصوف نقل کرکے پیش کیا اور یہ نہ سمجھا کہ شاہصاحب نے خیانت فرماکر لفظ فلان مندرجہ خطبہ کو ابوبکر سے بدلکر با قرار خود تحریف کی ہے چنانچہ تحفہ میں قمطراز ہیں کہ سید رضی برائے حفظ مذہب خود تصرفے کردہ لفظ ابوبکر را حذف نمودہ بجائے او لفظ فلاں آوردہ تا اہل سنت متمسک نتوانند نمود پس مولویصاحب پر لازم تھا کہ شاہصاحب کی تحریر کو معائنہ فرماکر اُنکی خود رفتاری وخیانت شعاری سے سر در گریبان ہوکر اصل کتاب مستطاب نہج البلاغہ کے موافق عبارت نقل فرماتے تو وہ خفت سر جلسہ نہ اُٹھاتے کہ جسکو آگے بیان

کیا جاتا ہے جسوقت کہ جناب مولوی محمد حسن صاحب قبلہ نے فلان کی جگہ ابوبکر
دیکھا مولوی محمد قاسم صاحب سے تعجباً پوچھا کہ کیا اصل کتاب نہج البلاغہ میں اسیطرح
لکھا ہے اُنہوں نے جواب دیا کہ ہان ایسے ہی ہے مولویصاحب نے فرمایا کہ خطبہ
مندرجہ نہج البلاغہ میں للّٰہ بلاد فلان ہے آپ للّٰہ بلاد ابوبکر کسطرح فرماتے ہیں
مولوی محمد قاسم صاحب چونکہ تحفہ سے ایک پرچہ پر خطبہ نقل کرکے لائے تھے اور
اصل نہج البلاغہ کو اُنہوں نے نہ دیکھا تھا لہذا باعتبار تحریر شاہصاحب نہایت تحکم
و وثوق سے یہ دعوی کر بیٹھے کہ ہماری تحریر اصل کتاب کے موافق ہے چونکہ مولوی
صاحب کا آستین چڑھا کر ایسا بیان فرمانا بالکل خلاف واقع تھا لہذا جناب
مولوی محمد حسن صاحب نے نہایت استقلال سے بکشادہ پیشانی حتماً و جزماً یہ عادہ کیا کہ
اگر متن نہج البلاغہ میں بجائے فلان ابوبکر ہے تو مین سُنی ہوجاونگا۔ وقعہ باختتام
پر نہج البلاغہ موجود نہ تھی مدعی صاحب سے کہا گیا کہ مثل کشف الغمہ نہج البلاغہ بھی
بہم پُہنچا کر دکھائے کہ فلان ہے یا ابوبکر مگر ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ جس مطلب سے آپ
خطبہ کو پیش کرنا چاہتے ہیں وہ حاصل نہوگا۔ کیونکہ اس سے کوئی تعریف پیدا نہین
ہوسکتی بلکہ سراسر مذمت ہی اُسوقت خطبہ کی بابت زیادہ گفتگو نہوئی اور جلسہ ختم
ہوگیا۔ بعد دستیابی نہج البلاغہ متن خطبہ میں للّٰہ بلاد فلان دیکھکر سائل صاحب
اپنی جرأت بیمحل سے ایسی ندامتکش و خجالت زدہ ہوئے کہ پھر کبھی بھولے سے
بھی نام نہ لیا۔ افسوس ہے کہ مولویصاحب نے شاہصاحب کی تحریر کو سچا باور کرکے
بر سر جلسہ اُس مباحثہ میں وہ خفت شدید اُٹھائی کہ آجتک لوگ بنظر تمسخر و استہزا
یہ ہی کہے جاتے ہین کہ جناب مولویصاحب روایت نجم الصدیق کشف الغمہ میں

بحوالہ ابن جوزی درج ہے یا کیا اور نہج البلاغۃ میں لفظ فلان ہے یا ابوبکر بجائے
مولویہ صاحب سوائے اسکے کہ دل ہی دلمیں حضرت شاہ عبدالعزیز رحمت اللہ علیہ کو
کوس لیں اور کچھ جواب وہ نہیں ہوسکتے بھلا شاہصاحب کا تو یہ مذہب تھا کہ
جھوٹی کتابوں کا شیعہ کی طرف منسوب کرنا یا کہ بعض کتب شیعہ کے ایسی عبارتیں
جنسے اہل سنت کا صریحاً ضرر تھا کانٹ چھانٹ کر رد و بدل کر دینا مطالب مفید شیعہ
مندرجہ کتب سنیہ سے قطعاً انکار کرکے یہ لکھدینا کہ این روایت ہیچ جا سے از
کتب اہل سنت موجود نیست و لو بطریق ضعیف مگر تعجب ہے کہ مولوی صاحبنے تو
پہلے ہی دائرہ مناظرہ میں قدم رکھا ہے ابتدا کلام میں ایسی فرو گذاشت برتے
آئندہ بڑی دقت پیدا کریگی ہنوز دلی دور ہے فن مناظرہ معرکتہ الآرا شمار
کیا گیا ہے منزل مقصود تک پہنچنے میں ایک ایک قدم ہفتخوان رستم و اسفندیار
سے صعب تر ہے جناب ممدوح کو لازم تہا کہ اجوبہ تحفہ کو ملاحظہ فرماکر بحکم فاعتبروا
یا اولی الابصار تنبیہ پذیر ہوتے کہ بجرم خیانت کلام و تحریفات عبارات و انکار
بدیہات شاہصاحبنے متکلمین شیعہ کی زبان و قلم سے کیا کچھ انعام پایا ہے اور یہ
تماشا دیکھئے خود را فضیحت و دیگر را نصیحت جناب شاہصاحب عبارت نہج البلاغۃ
میں فلان کا تبادلہ ابوبکر سے کرکے اپنے تصرف و خیانت سے اغماض فرماکر
بقولے الٹا چور کوتوال کو ڈانڈے جناب سید رضی علیہ الرحمہ پر الزام حذف
و اسقاط لفظ ابوبکر قائم فرماکر حملہ آور ہوتے ہیں اُنپر حسب واب مناظرہ لازم
تھا کہ کسی کتاب شیعہ کا پتہ دیتے کہ فلان کتاب فرقہ حقہ امامیہ میں للہ بلاد ابوبکر لکھا
ہوا تھا سید رضی نے بخیال حفظ و صیانت مذہب خود رہرو مسلک خیانت ہوکر

بجائے ابوبکر فلان جما دیا ہے نہ کسی کتاب کا نشان دیا نہ اور کوئی ثبوت قابل تسلیم
پیش فرمایا محض اپنے ذہنی خیالات سے سید بزرگ کو جن کی تعریف و توصیف میں ابن
خلکان و دیگر علمائے سنیان رطب اللسان ہوتے ہیں معاذاللہ بجرم خیانت مجرم
قطعی قرار دیدیا قاعدہ کا یہ ہے کہ فرد قرار داد جرم اسوقت سنا کر صفائی طلب کیجاتی
ہے جبکہ پورے طور پر ملزم کی ذات ارتکاب جرم سے ملوث ثابت ہو۔ اہل انصاف غور
فرمائیں کہ جناب شاہصاحب نے سید رضی اعلی اللہ مقامہ پر سوائے اپنے اظہار کے
کہ جسپر صدگونہ احتمالات خلاف بیانی ناشی ہو سکتے ہیں اور کیا ثبوت پیش فرمایا البتہ
جرم تصرف و خیانت و حذف الفاظ و اسقاط عبارات اسکو کہتے ہیں جیسا کہ ہمارے
علمائے اعلام و فضلائے ذی احتشام نے اجوبہ تحفہ و منتہی الکلام میں شاہصاحب
و مولوی حیدر علی صاحب کی ذات بابرکات پر عاید فرما کر انکے مقلدان و مریدان کو
ایسا مضمحل و پابگل کیا ہے کہ جس کی صفائی باوصف امتداد مدت و انقراض زمانہ
کثیر آجتک نہیں ہو سکی اور نہ قیامت تک ممکن ہے اہل عقل جانتے ہیں کہ جن بیچارے
مجرمان کی صفائی پیروکاران نہیں دیسکتے انکے مقدمات ناقابل الضمانت میں بزمانہ
تحقیقات طول حوالات سے کیا کیفیت ہوتی ہے ملزمان بجرم خلاف نویسی استقصاء الافحام
و تشئید المطاعن و عبقات الانوار وغیرہ کے سخت پہرہ میں مشت و لگد کھا رہے ہیں اور بیچارے
پیروکاران و ہوا خواہان حوالات کے مستحکم و استوار حصار کو بہ نگاہ حسرت معائنہ فرما کر اپنی
کوتہ دستی و بے بسی سے سر بجیب تفکر میں کوئی صفائی نہیں دیسکتے عام اہل اسلام آگاہ ہوں کہ
جناب شاہ صاحب حیدر علیصاحب وغیرہ پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے ایسے چند اشخاص بے
حیائی اعانت کی کہ جنہوں نے ہنگام وفات اپنے بادشاہ و خداوند نعمت کے حکم سے سرتابی کر کے اسکو

اُسکو بیہودہ گو قرار دیکر رنج و غصہ دلایا دفعتاً تمام حقوقِ نمک خواری کو فراموش کرکے
ایسی کجروی اختیار کی کہ اپنے بادشاہ لازم الاطاعت کی نصیحت و وصیت آخری کو جسپر
کُل مملکت کا انتظام مربوط و منوط تھا رد کردیا۔ اُسکو بیدفن و کفن چھوڑکر بلا ادائے
نماز جنازہ باستحقاق ناجائز ملک بانٹنے کی فکر مین پڑگئے جس ولیعہد کو بادشاہ کی حیات مین
مسند نشینی پر مبارکباد دے چکے تھے اُس کے ملک خداداد مین مداخلت بیجا کرکے دستِ ظلم دراز
کیا اپنے ولینعمی کی بیٹی کو درحالیکہ وہ مرگ پدری سے متألم ہوکر مبتلائے نوحہ و شیون
تھی دہمکایا کہ تیرے گھر کو آگ لگاکر خاک سیاہ کردین گے بادشاہ جو اپنی بیٹی اور نواسون
کے لئے اوقات بسری کا بحکم خدا انتظام کرگیا تھا اُسکو بوجوہات ناموجہہ توڑ ڈالا ایسا
پختہ انتظام کیا کہ اُس بادشاہ کے خاندان کا جہاز موج آفات و صدمات سے تباہ و برباد
ہوکر تختہ تختہ ہوگیا دینی سلطنت مین دنیاوی رموز و حکمت کو دخل دیکر وہ وہ
باریکیان پیدا کین کہ پھر با من و آسایش اُس بادشاہ کی اولاد کو سلطنت کرنا
نصیب نہوا شاہ کے ذی عزت مصاحبونکو جنکا گوشۂ خاطر سلطانی خاندان کی طرف
مائل تھا اونے غلامون سے پٹواکر خارج از بلد کردیا۔ قانون کی متعدد کتابونکو
پھونکدیا شاہ کی پیاری بیٹی کے شکم پر صدمۂ ضرب پہنچاکر معصوم بچہ کو مار ڈالا اپنے خداوند
نعمت کی بیٹی کو متواتر ایسے صدمات جانگزا پہنچائے کہ جس سے اُسکو اس بات کی وصیت
کرنیکی ضرورت پڑی کہ وہ آزادہ منش اُسکے جنازہ پر نہ آئین وغیرہ وغیرہ پس ایسے اشخاص کی
ذات سے جرائم متذکرہ بالا کا اُٹھانا بازیچۂ اطفال نہ تھا پیر و کاران ہاتھ چھوڑکر
بیٹھ رہے مکانون کے دروازے بند کرلئے۔ چونکہ موالیان خلفا و شاہصاحب وغیرہم
باوصف مہلت ہائے کثیر اسوقت تک کوئی صفائی پیش نہیں کرسکے لہذا بنظر

اہتمام بحث اشتہارات جاری کئے گئے پچیس ہزار روپیہ کی طمع دلائی گئی کہ اسقدر
روپیہ لیکر اپنے مرشدوں کے ذمہ سے الزام خیانت و افترا اُٹھا کر خلفا کا با ایمان ہونا
ثابت کرو مگر سب سو گئے اور روپوشی اختیار کی متواتر احکام جاری ہوتے ہیں سپاہیونکو
تاکیدی پروانے دئے جاتے ہیں کہ پیرو کاران کو اطلاع دو حوالاتی بنا ریلا کی طوالت
سے گھبرائے جاتے ہیں اگر اب بھی اُن کی صفائی مین کچھ پیش ہو سکتا ہے تو داخل کرو ورنہ
مقدمہ تجویز کر دیا جائیگا - کارپردازان دفاتر تحقیقات اعانت کنندگان ہواخواہان
شاہصاحب حیدر علی صاحب وغیرہ کے دروازوں کو تیغہ کیا ہوا دیکھ کر بند مکانون
کے دیوار و نیز اطلاعنامہ و اشتہارات چسپان کر کے واپس چلے آتے ہیں پیرو کاران
کے محلون میں عجیب سیر و تماشا ہو رہا ہے جسطرف نگاہ کرو کہیں استقصا لٹکی ہوئی
نظر آتی ہے کسی جگہہ عبقات الانوار کہیں طعن الرماح دلدوزی کر رہی ہے اور
کسی دروازہ پر ضربت حیدریہ ذوالفقار کی چمک کھا رہی ہے - خیر بارے چند از ین قصہ
راحت ہے جسقدر یہ بلائیں پڑے رہیں جلد ہی ہے کیا ابھی تو پڑے ہیں پڑے ہیں
دشمنانِ اہلبیت کے حمایت نے دنیا میں جناب شاہصاحب وغیرہ کو یہ نتیجہ دکھایا کہ اُن
کے اقوال پر جو ایراد کیا گیا ہے اُسکا کوئی دفع کرنیوالا نہیں اور جبکہ بروز قیامت
آلِ احمدؐ دادخواہ ہو گی کہ خدایا یہ لوگ زبان و قلم سے ہمارے معاندین کے ممد و
معاون ہوتے تھے اُسوقت بارگاہِ جبار و قہار سے سوختہ برداروں کے نام
یہ حکم شدید تاکید انفاذ پذیر ہو گا کہ ایسے تمام تر علما و متکلمین کو جنھوں نے معاندین
و مبغضین خاندانِ نبوت کی زبان و قلم سے امداد کی ہی خوارج کے ساتھ پیش کیا جاوے
ناظرین اوراق ہذا و نیز ماہران اجوبہ تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ

وغیرہ پر مثل آفتاب نیمروز روشن و تابان ہے کہ اہل سنت شاہصاحب حیدر علی صاحب وغیرہم کی بابت اسوقت تک کسی قسم کی صفائی پیش نہیں کرسکے۔ پس واضح ہوگیا کہ ملزم کی ذات سے الزام کے اُٹھانے میں قاصر رہنا بہ بدزبان اُسکے مجرم ہونیکا اقرار کرنا ہے۔ سیدھی بات ہے کہ اگر جناب شاہصاحب وغیرہ متکلمان سنیان نے برسر راستی ہوکر شیعہ کا مقابلہ کیا تہا تو بالضرور علمائے اہل سنت سے کوئی نہ کوئی کمر ہمت چست باندھکر جواب الجواب لکھنے پر آمادگی ظاہر کرتا۔ جناب مولوی خلیل احمد صاحب ہدایات الرشید مین عدم جوابدہی اجوبہ تحفہ وغیرہ پر باین الفاظ قمطراز ہیں کہ تحفہ کے جوابونکا کیا جواب دیا جاوے وہ کتابیں یہ قابلیت ہی نہیں رکھتی کہ کوئی عالم اہل سنت لقمدیعہ جواب اُٹھا کر اپنا وقت گرانمایہ صرف کرے۔ پہاں اہل عقل سے بہزار ادب بلکہ بصد منت متمنی و ملتجی ہوکر مستفسر ہوں کہ خدارا گام نرسائی کو چہ انصاف ہوکر ارشاد فرما دین کہ صاحب ہدایات الرشید کا یہ عذر اُس لومڑی کے بیان سے کتنا ملتا ہوا ہے۔ جس نے اپنے کوتاہ دستی سے لہلہاتے ہوتے خوشئہ انگور چھوڑ کر منہ پھیر لیا تہا۔ کہتے ہیں کہ ایک لومڑی تختہ انگور میں پہنچی عمدہ عمدہ انگور دیکھکر دل للچایا بہت کودی اُچھلی مگر پہنچ نہ سکی آخر خستہ ہوکر کہنے لگی کہ کون وقت ضائع کرے۔ موئے انگور کھٹے ہیں۔ بلاتشبیہ یہی حالت جناب مولوی خلیل احمد صاحب کی ہے متکلمین اہل سنت نے بہت کچھ کوشش کی کہ تحفہ و منتہی الکلام کے جوابوں کا رد لکھا جائے۔ مگر استغفر اللہ کیا امکان کہ ایک بات کا بھی جواب دیسکیں۔ اگر حضرات اہلسنت سے ممکن ہوتا تو کبھی کوتاہی نہ کرتے مگر بیچارے بھوسہ پر کہانتک لیاقت کہسائی کریں ایسے گل حلقت میں ہو بیٹھے ہو جاتے ہیں

آخر تھک کر بیٹھ رہے اور مثل روباہ مذکور عذرات لاطائل کرنے لگے اگر صاحب
آیات الرشید اپنے بیان میں سچے تھے تو مطاعن شیخین سے کسی طعن کو اٹھاتے فدک ہبہ
جو دعوی ہبہ ہو کر حضرت امیرؑ و حسنینؑ کی گواہی بیشگاہِ خلیفہ اول سے ناقص و
ناقابل تسلیم تجویز ہوئی۔ اسکی کوئی علت صحیح بیان فرماتے سیدہؑ کے گھر پر جو آگ لعد
لکڑیاں لیکر جناب عمر تشریف لے گئے تھے اسکے جواز میں دلیل قائم فرماتے حضرت
شیخین پر جو بترک رفاقت اسامہ تازیانہ لگایا گیا اسکا نشان مٹاتے تبلیغ سورۂ
برات سے جو حضرت ابوبکر کی معزولی عمل میں آئی اسکے وجوہ دلنشین ارشاد فرماتے
خامہ و قرطاس کے مقدمہ میں جو حضرت عمر کی روک ٹوک حسب تسلیم شاہ صاحب
فعل شیطانی سے تعبیر کی گئی اسکی درستی فرماتے مالک بن نویرہ کے مقتول ہونے
پر جو حضرت خالد سیف اللہ سے ارتکاب زنا ہوا کسی وجہ موجہ سے جائز فرماتے
حدیث انا معاشر الانبیاء لانرث ولا نورث کا تطابق قرآن سے فرماکر
خلیفہ صاحب کو سچا بناتے۔ ابن مسعود صحابی جلیل القدر پر جو درباب اخذ و گرفت
قرآن مار دھاڑ ہوئی اسکا سبب صحیح بیان فرماتے۔ ابوذر غفاری کے جلا وطن
کرنیکا حال ظاہر کرتے شاہ صاحب نے جو حدیث طیر و حدیث تشبیہ وغیرہ کے وجود کو
کتب سنیہ میں باین الفاظ مفقود ظاہر فرمایا ہے کہ این حدیث در ہیچ کتابے از
کتب اہلسنت موجود نیست۔ ولو بطریق ضعیف اُن کی حقیقت مثلیث مجلدات
عبقات الانوار میں معائنہ فرماکر کوئی عذر واجب التسلیم پیش فرماتے صاحب عبقات
نے حدیث طیر و حدیث تشبیہ و حدیث منزلت و حدیث ولایت و حدیث نور و
حدیث غدیر وغیرہ کو برد توجیہات شاہ صاحب اس وضاحت سے ثابت کیا ہے

کہ ہر حدیث متذکرہ صدر کو متعدد علما کے بیان سے مع توثیق راویان ظاہر کر کے
شاہ صاحب کے کلام صدق نظام کا نقشہ دکھا دیا ہے۔ صاحب ہدایات الرشید
پر واجب تھا کہ منجملہ امورات مذکورہ بالا کے کسی ایک ہی معاملہ کو صاف کر کے
ارباب نظر کو دکھا دیتے کہ ہمنے شاہ صاحب کی ذات ستودہ صفات سے الزام کذب و
غلط نویسی باین عنوان اُٹھا دیا کہ جسکا ابطال ممکن نہین حضرت نے غضب کیا ہے
ایک ہی فقرہ میں عقب گزاری کر لی اور یہ نہ سمجھے کہ شیعہ نے اس مضبوطی سے پھنسا
دیا ہے کہ قیامت تک چھٹکارا ممکن نہین۔ میں مؤلف ہدایات الرشید کے موافقین
و مخالفین سے پوچھتا ہون کہ کیا اُنکا یہ عذر ایسا صحیح قیاس کیا جاسکتا ہے کہ جس
تحفہ کے جوابون کا استرداد منجانب سنیہ غیر ضروری متصور ہو ہم برین بنا ایسی جملہ
کتابون کی بابت جو کہ کسی کے رد مذہب میں لکھی گئی ہون محض اتنی بات کہنے کی
گنجایش مل سکتی ہے کہ کیا خاک جواب دیا جاوے وہ کتاب اس پایہ و رتبہ کی نہین ہے
کہ اُس کے مقابلہ مین قلم اُٹھا کر عمر عزیز و گران بہا وقت کو فضول طور پر ضائع و
برباد کیا جاوے بین تعجب کرتا ہون کہ مؤلف موصوف نے میر فرزند علی صاحب کی
کتاب کا جواب لکھکر کیون حرج اوقات کیا فقط اتنا مشتہر فرما دیتے کہ اہل سنت گھبرائے
نہیں ہم ضرور جواب لکھتے مگر چونکہ مرد شیعی کی تحریر بمصداق ع آنت جوابش کہ
جوابش ندہی۔ ناقابل التفات ہے لہذا تضیع اوقات سمجھکر اغماض کیا گیا بجناب
مولوی احتشام الدین صاحب مُرادآبادی مولف رسالہ نصیحۃ الشیعہ نے جو سنہ تساون
میں یہ دعویٰ کر کے کہ ہم اُن کتب شیعہ کا جو کہ برد تحفہ و منتہی الکلام لکھے گئے ہین جواب
دینے والے ہیں۔ اہل سنت کو اُمیدوار بودہ بدانند بنا کر انکے ارادونکی کشت پژمردہ

کو آبیاری دوات و قلم سے بطور رُستمی اشاداب کیاہے حسب تجویز صاحب
ہدایات الرشید بڑی ٹھوکر کھاتی صاف لکھدیتے کہ ہمارے مذہب کا ایک ادنیٰ آدمی تحفہ
منتہی الکلام و آیات بینات و ہدیۃ الشیعہ و ضربت حیدریہ وغیرہ کے جوابوں کا رد
قلم برداشتہ لکھکر پھینکدیتا۔ مگر چونکہ وہ جواب ایسے ہیں کہ انکے مقابلہ میں قلم اٹھانا
مطبع کا پتھر گھسانا ہے بنابران سکوت کیا گیا۔ مجھکو فقط اتنی بات دکھانی
منظور تھی کہ متکلمین سُنیہ پر جو بجرم کذب نویسی و غلط گوئی و حق پوشی منجانب
شیعہ دار و گیر ہوتی ہے اسکا حضرات اہل سُنت تا حال کچھ تصفیہ نہیں کرسکے اور
بجدے عاجز و درماندہ ہیں کہ خلاف عقل و نقل و سیرت علما و داب علم کلام عدم
جوابدہی کے اولویت داوقفیت ثابت کرنے پر بدلائل پوچ و لچر آمادہ ہیں حاصل
کلام بقول معروف المرء یقیس علے نفسہ یعنی ہر آدمی اپنی حالت پر دوسرے کی عادت
قیاس کرتا ہے سچے کو تمام جہان سچا اور جھوٹے کو جھوٹا نظر آتا ہے خدام جناب
شاہصاحب نے سید رضی اعلی اللہ مقامہ پر حسب عادت خود خطبہ للہ بلاد فلان
مندرجہ نہج البلاغہ میں بلا اقامت دلیل حذف و اسقاط ابوبکر کا الزام قائم کر کے
اپنے مریدان و مقلدان کو بجہہ سے شادان فرمایا کہ جسکا پایان نہیں۔ حقیر پہلے
عرض کرچکا ہے کہ حضرت شاہصاحب نے جو سید پاک سرشت پر ابوبکر کے اڑا دینے کا
اعتراض وارد فرمایا ہے انپر واجب تھا کہ حسب داب مناظرہ کسی ایسی کتاب شیعہ سے
جو کہ نہج البلاغہ سے مقدم ہوتی یہ بات ثابت فرما دیتے کہ فلان کتاب میں ابوبکر کا نام
لکھا تھا سید رضی جامع خطبات نے اسکو اڑا کر فلاں لکھدیا تا کہ اہل سُنت کو گنجائش
تمسک و تشبث نہ رہے ایسا دعوی بے سر و پا کہ جس سے تعلیل اسم جناب ابوبکر شاہ صاحب

پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکے کسی طرح قابل سماعت نہیں سچ بولنا ہر انسان کی فطرت
میں داخل ہے۔ پس کبھی ممکن نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص بخلاف جبلت فطرت خواہ
مخواہ جھوٹ بولے یا غلط لکھے البتہ جب کوئی غرض خاص نفس انسانی پر وارد ہوتی
ہے تو وہ جھوٹ بولنے پر بہ تقتضائے اغراض بحکم طبیعت مجبور ہو کر ارتکاب خلاف واقعہ
کرتا ہے بعد سمجھ لینے اس کلیہ کے یہ بات قابل غور ہے کہ اگر درحقیقت خطبہ میں زبان
گوہر فشان حضرت امیر علیہ السلام سے جناب ابوبکر کا نام جاری ہوا تو سید پاک تربت کو
اظہار اسمیت میں کون وجہ مانع ہوئی جس سے خلاف قاعدہ فطرت جھوٹ کہنے پر جبلت
و مبادرت کی بالا غور و خوض یہ نتیجہ مستفاد ہوتا ہے کہ اگر مضمون خطبہ محتوی و مشتمل
تعریف ہے تو بے شبہ جامع خطبات نے بنظر حق پوشی حضرت ابوبکر کا نام گم کر کے بنظر
ابہام لفظ فلان لکھدیا تاکہ حضرات اہلسنت کو شیعہ کے گلوگیر ہونیکا موقعہ نہ ملے
مگر ساتھ ہی اس کے یہ خیال کرنے کی قوی گنجایش ملتی ہے کہ ایسی صورت میں ممکن تھا
کہ سید صاحب خطبہ کے مابقی جملوں کو بھی باین توہم کہ ازمنہ آیندہ میں کوئی نازک
فہم اس خطبہ کا مقصود علیہ حضرت ابوبکر کہ نہ سمجھ لیوے قلم انداز فرما دیتے مگر جو
جناب سید نے اسکو لکھا ہے لہذا بالظاہر یہی مفہوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک تمام تر
الفاظ خطبہ مذمت پر مشتمل ہیں بخیف خطبہ کے مطالب ہدیۂ ارباب نظر کے مستدعی
ہے کہ بغور و تامل اس کے مفہومات پر استدراک فرما کر یہ نتیجہ نکالیں کہ
آیا اسکا مطالب محتوی بہ تعریف ہے یا مذمت اگر بلا دخل توہم و تعصب واقعی بہت
جیّد طریقہ سے توصیف پیدا ہوتی ہے تو سید صاحب بلکہ تمام شیعہ شنیع پاک طینت
کے تیر ملامت کا نشانہ بن سکتے ہیں اور بے شبہ خلیفہ صاحب ایسے ہی تھے جیسا کہ

حضرات اہل سنت انکو مانے ہوتے ہیں اور اگر مضمون خطبہ سے مذمت و زلالت بلکہ شیلمنت پیدا ہے تو نہ سید رضی علیہ الرحمہ پر الزام خیانت عاید ہوگا ورنہ حضرات اہل سنت کو زانو ئے ندامت سے سر اٹھانیکا موقعہ ملیگا۔ دیکھئے مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مؤلف ہدیۃ الشیعہ نے خطبہ موصوف کے ترجمہ میں جو کہ آپ کو پہلے دکھایا گیا ہے کیسا دخل و معقولات کیا ہے۔ للہ بلاد فلان کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ ابوبکر میں خداداد خوبیاں ہیں حالانکہ عبارت سے یہ معنی کسی طرح پیدا نہیں ہو سکتے قلیل العیب کو بے عیب لکھا ہے ادنی عربی دان بھی جان سکتا ہے کہ اسکا یہ ترجمہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ خوبی خلافت کی انکو نصیب ہوئی یہ بھی طبع زاد ہے اسکی متعلق کوئی عبارت نہیں آگے چلد سے خلافت کے فسادوں سے یہ بھی بیجا دندہ ہے متن خطبہ کا کوئی لفظ اسبات پر دلالت نہیں کرتا۔ واضح رہے ارباب انصاف ہو کہ اس خطبہ کے چند جملے ہیں منجملہ پہلے حصہ میں حسن انتظام کی توصیف مفہوم ہوتی ہے اور ملکی انتظامات کی خوبی کا دینیات سے کچھ تعلق نہیں خطبہ متدلہ کا انشا ہونا بعد زمانہ جناب عثمان بیان کیا گیا ہے کیونکہ صاحب ہدیۃ الشیعہ کا یہ لکھنا کہ حضرت امیر اپنے زمانہ خلافت کے مفاسد پر نظر کر کے ابوبکر کے عہد حکومت کو یاد فرما کر بمقام تاسف ایسا ایسا فرماتے تھے اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ فتنہ و فساد سے جگہہ خروج بی بی عائشہ صدیقہ و طلحہ و زبیر و غیرہ مراد ہے۔ پس ایسی حالت میں ظاہر ہے کہ جابجا فساد کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے اور بیا نتک مادہ جدال جوش زن ہوا تھا کہ عورات پردہ نشین کو بھی ترنگ جنگ آگئی تھی انکی نصوص حضرت ابوبکر یا عمر کے زمانہ میں جو انتظام سلطنت رہا اور کسی نے انکے رعب و

حلال یا دیگر موانع سے خلل اندازی نہ کی امن آسائش سے تخت خلافت پر
براز یا ہوکر بیدغدغہ جسکو چاہا قتل کیا لوٹا گھر جلایا دروازہ گرایا شہر بدکیا اگر
اُن اوقات پرشورمیں حضرت امیرنے شیخین کی اس حالت کو یاد کیا ہوتو ایسے منتظم کو
کیا ثواب اُخروی ملسکتا ہے اور نہ آجتک کوئی شیعہ اسکا منکر ہوا کہ جناب عمر وابوبکر نے
باتلاف حقوق مومنین اپنی ریاست کا عمدہ انتظام نہیں کیا اور اپنے ہم مشربان شرکا
جلسۂ ارباب شوریٰ کو پورا امن واماں بلکہ راحت وآرام نہیں دیا وہ بزرگوار دین
ودنیا کو ملاکر تمدنی طور پر مدبرانہ کارروائی کرتے تھے نہ بالکل دیندار تھے اور نہ محض
دنیادار جیسا موقع دیکھتے تھے اپنی سلطنت کے استحکام میں ویسا ہی عمل کرتے تھے
نماز روزہ وحج وزکوٰۃ وجہاد وکل شرائع اسلام کو بجا لاتے تھے یتیم وبیوہ گان
اُمت کے ساتھ سلوک ومراعات فرماتے تھے۔ اگر بظاہر ایسا نہ کرتے تو لوگوں کے
طبائع اُنسے منحرف ہوکر منجر بہ بغاوت ہوجاتیں وہ سوا ئے خاندان نبوت یا اُنکے
متوسلین کے اور کسی کے دشمن نہ تھے اُنکا منشا حقیقی یہ تھا کہ زنادقہ تا فرجام تک
براحت وآرام بسر کریں مگر خاندان رسالت ایسا تباہ وبرباد ہو کہ نام ونشان تک
باقی نہ رہے اُنھوں نے اپنے ارادوں میں ہر طرح کامیابی حاصل کی حضرت علیؑ
نے بیعت سے انکار کیا گھر پر آگ اور لکڑیاں لیکر چڑھ گئے فدک کو ضبط کرلیا خمس کو
آل محمد سے روک کر محتاج محض بنا دیا۔ جناب سیدہ کے شکم مبارک پر ضرب پہنچائی
جس سے محسن معصوم شکم مادر میں شہید ہوگئے شریعت میں بدعت کی تراویح کو جاری
کیا حی علی خیر العمل کو اذان سے ساقط کرکے الصلوٰۃ خیر من النوم کو داخل
کیا متعہ کو حرام کرکے اہل اسلام کو زناکاری کا عادی بنا دیا موالیان اہلبیت

سے مالک بن نویرہ کو بہ جُرمِ محبتِ مرتضوی حیلہ رُوت پیدا کرکے قتل کرڈالا خالد
بن ولید نے اُسی شب اُس مومن مرحوم کی زوجہ سے مقاربت کی مگر خلیفہ اوّل نے
باوصف اعتراض و تنبیہ جناب عمر اُس مقدمہ کو نقشہ حرف دب) میں داخل کرکے
خارج کردیا عمارِ یاسر کو اتنا مارا کہ بیہوش ہوگئے حالانکہ بیچارے نے کوئی قصور کیا
تھا اصحاب رسول نے مجتمع ہوکر درباب معائب عثمانی ایک یادداشت مرتب
کرکے بغرض انتباہِ ثالث بالخیر بسبیل سفارت انکے حوالہ کی تھی حضرت عمار یاسر نے
دربار میں پہنچکر وہ تحریر پیش کی تھی کہ غلامانِ جناب عثمان نے مصاحب رسول پر
کفش کاری و لگدزنی کرکے پا بدستے دگرے دست بدستِ دگرے - بارہ پتھر باہر
کردیا - ابوذر غفاری کو کلمہ حق کہنے سے بعد عذاب و عقوبت ننگے اونٹ پر بٹھا کر دنکو
مدینہ سے نکالدیا چونکہ حضرت امیرؑ کی خلافت کا زمانہ بوجہ بغاوت بی بی عائشہ صدیقہ
وغیرہ غایت درجہ پُرشور تھا اور عرب میں گویا ۵۷ء کا سا حال ہو رہا تھا - لہذا
حضرت امیرؑ نے اگر اُس زمانہ شیخین کی جو کہ خواص کے لئے پُرامن و امان تھا تعریف
کی تو کیا بیجا ہے اور انتظام کرنیوالے کو اُس سے کیا شرافت دینی مل سکتی ہے قرآن
پاک میں نصاریٰ کی تعریف اس سے بھی کچھ بڑھ کر موجود ہے آیہ مبارکہ وَلَتَجِدَنَّ
اَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا
وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ملاحظہ طلب ہے جسمیں انکی عبادت* و دانائی و فروتنی
کی تعریف کی گئی ہے نوشیروان عادل کی عدالت کا کہ بالاترین اوصاف
حمیدہ و خصائل پسندیدہ ہے خود آنحضرت نے اعتراف فرماکر اسکے زمانہ حکومت
میں اپنی ولادت پر فخر و مباہات فرمایا ہے قول سعدی شاہد ہے ؎ سزد گر بدورش

بنازم خیال ہے کہ سید بدوران نوشیروان ہولیں ثابت و محقق ہوا کہ عہد کی انتظام
ریاست کی تعریف ایمان کو کوئی تقویت نہیں دے سکتی اور نہ علت خلافت کی دلیل
ہو سکتی ہے۔ بسا سلاطین کفار و فجار ایسے گزرے ہیں کہ باعتبار سیاست مدنی و تدبیر
جہانبانی بمدح و ستائش یاد کئے جاتے ہیں۔ شیخین کے زمانہ میں جو ترقی مملکت
ہوئی اس سے علویت اسلام نمایان ہوتی ہے نہ کہ انکی صحت خلافت اس لیے کہ بخاری
شریف میں حدیث صحیح موجود ہے کہ ان اللہ یؤید ہذا الدین بالرجل فاجر یعنی تحقیق کہ خدا اس
دین کی امداد کریگا بذریعہ اشخاص بدکردار و نابکار تمام اہلسنت کو اس بات پر ناز ہے کہ
حضرات خلفا کے زمانہ میں جو فتوحات ہوئیں وہ کسی کو نصیب نہیں ہوئیں پس باعتبار
ترقیات و توسیعات ممالک و حصول فتوح انکو خلیفہ جائز سمجھکر ابرار تصور کرنا بخاری
شریف کو صحاح سے خارج کرنا ہے۔ سوائے ازین خطبہ میں جسکو حضرات اہلسنت
محمول بہ توصیف فرماکر شادی کنان ہیں شخص موصوف قلیل العیب ظاہر کیا گیا ہے
بھلا کوئی عاقل اس جملہ کی بمدحت تعریف کرسکتا ہے یہ تو صاف بات ہے محاربان
نفس رسول یعنی بی بی عائشہ و طلحہ و زبیر و حضرت معاویہ وغیرہم سے جو عیوب ظاہر
ہوئے انکے مقابلہ میں وہ شخص جس سے خطبہ متعلق ہے بظاہر کم عیب کہتا تھا
پس اولی الامر کے لئے جسکی اطاعت قرآن پاک مین بذیل فرمانبرداری خدا و رسول
معدود ہوئی ہے۔ قلیل العیب ہونا کوئی صفت نہیں بلکہ سخت عیب اور مہذب
طریقہ کے مذمت ہے۔ افسوس ہے اُن مسلمانوں پر کہ معیوب جائز الخطا کو
اپنا پیشوا گردانکر اُس کی اطاعت و فرمانبرداری پر نجات اُخروی کو وابستہ سمجھیں
بقول مشہور ع خفتہ را خفتہ کے کند بیدار ع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ع فاسق

کا نتیجہ سوائے فسق و فجور اور کیا ہو سکتا ہے - اسی جہت سے کسی شاعر نے کہا ہے
سنی کہ روز حشر شفیعش عمر بود ٭ کور دگر عصا کشِ کور دگر بود
چونکہ بحکم قرآن و حدیث متفق علیہ کل خلائق بروز قیامت اپنے اپنے امام یعنی سردار
گروہ کے نام سے پکاری جائے گی - لہذا جس گروہ کے امام کا ذب غادر و خائن
و آثم و ظالم و فاجر ہوں گے وہ انکا گوشۂ دامن سنبھالے ہوتے ہونگے اور جس گروہ
کے امام امیر المومنین امام المتقین سید الوصیین یعسوب الدین و قائد الغر المحجلین
و قاتل المشرکین و محارب ناکثین و مارقین و قاسطین ہوں گے وہ زیر لوا الحمد ہو کر
بقول سعدی شیرازی ع من و دست و دامان آل رسول ٭ ذریت طاہرہ کا دامن حمیت
دونو ہاتھوں سے مضبوط پکڑے ہوئے ہونگے - ایک فقرہ یہ ہے کہ سیدھا کیا کجی کو
اور اصلاح کیا ستون دین کو اور قائم کیا سنت کو البتہ جہلا کے لئے یہ فقرات
بظاہر کچھ دلچسپ معلوم ہوتے ہیں مگر وہی مثل ہے کہ مدعی سست گواہ چست خلیفہ اول
صاحب اپنی زبان گوہر فشان سے سر دربار رعایا کے سامنے یہ الفاظ ارشاد فرماتیں کہ
ان لی شیطانا یعترینی فان استقمت فاعینونی وان زغت فقومونی یعنی مجھ پر شیطان
مسلط ہے پس اگر تم لوگ مجھکو کجی پر دیکھو تو تنبیہ کرو اور اگر راستی پر دیکھو تو میرے
معین ہو شاہ صاحب چونکہ فرزانہ کاری و عاقبت اندیشی سے واقعات و بدیہات کے
انکار کرنیمیں آندھی ہیں - لہذا شیعہ کے اس اعتراض پر - کہ خلیفہ صاحب اپنی
کجی کے خود مقر ہوتے ہیں ایسے گھبرائے کہ قطعی انکار کر بیٹھے چنانچہ بجواب طعن ششم
ارشاد فرماتے ہیں کہ - ایں روایت در کتب معتبرۂ اہل سنت صحیح نشدہ پس اگر
حضرات اہلسنت کے کتب معتبرہ سے روایت مذکور الصدر برآمد کر کے دکھا دیگئی تو پھر علاوہ

کسی مرد با انصاف کو شاہصاحب کے جھوٹے اور خلیفہ جی کے مائل بہ کجی ہونے میں کلام نرہے گا۔ کتاب ابن تیمیہ جوابِ منہاج الکرامۃ و کنز العمال و ریاض النضرہ و تاریخ طبری و تاریخ الخلفاء و صواعق محرقہ ابن حجر مکی وغیرہ میں جناب خلیفہ صاحب کا ارشادِ بالا درج شاہصاحب نے بنظرِ دور اندیشی خلیفہ کے بیانِ صدق نظام کو ظاہر و باطن مبطلِ خلافت سمجھ کر روایتِ مذکورہ کے وجود کا کتبِ سُنّیہ میں انکار کیا تہا مگر قدرتِ خدا لائق تماشا ہے کہ اسی روایت پر ابن تیمیہ سرخیل متکلمین سُنّیہ و حسنِ بصری پیشوائے صوفیہ نے نہایت ناز کرکے فضائل ابوبکر میں ایک گوشہ نکالا ہے چنانچہ عبارتِ کنز العمال ہدیۂ اربابِ بصیرت کیجاتی ہے۔ عن الحسن ان ابا بکر الصدیق خطب فقال اما واللہ ما انا بخیرکم ولقد کنت لمقامی ھذا کارھا ولوددت ان فیکم من یکفینی افتظنون انی اعمل لسنۃ رسول اللہ اذا لا اقوم بھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یعصم بالوحی وکان معہ ملک وان لی شیطانا یعترینی فاذا غضبت فاجتنبونی لا اوثر فی اشعارکم وابشارکم الا فراعونی وان استقمت فاعینونی وان زغت فقومونی قال الحسن خطبۃ واللہ ما خطب بھا بعدہ ملاحظہ ہو کہ حسن بصری نے کل مضمون مثل شیعہ روایت کرکے آخر میں بڑی مدح و ستائش جناب ابوبکر بیان فرماتی ہے اور وہ تمام تر معاملہ جس کی کتب اہلسنت میں موجود ہونے سے خوف زدہ ہو کر شاہصاحب نے انکار کیا تہا بیان فرماکر حسنِ ظن سے محمول بہ ہضمِ نفس و فروتنی کرکے قوتِ طبیعت سے ایک قرینہ توصیف نکالا ہے ہرچند کہ عجز و انکسار ہر فرد بشر اور خصوصًا ذی رتبہ و صاحبِ وجاہت کے لئے اعلیٰ درجہ کی صفات میں شمار کیا گیا ہے۔ مگر ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد کسی کمال یا جاہ

وجلال سے گردن افراشتہ ہوکر دعویٰ فردیت کرنا البتہ یہ مذموم ہے کیون ناظرین
آپنے سُنا ہے کہ سوائے جناب ابوبکر کسی امام یا مرشد و ہادی خلائق نے سر ممبر مجمع کے
سامنے اپنی ذات کو تابع شیطان و خلائق کا گمراہ کرنیوالا بیان کیا ہو سچ مانئے
کہ ابوبکر صاحب علوم دینیہ میں پاس یافتہ نہ تھے کہ جس سے حسب منشا خدا و رسول مہمات
شرعیہ کو انجام دے سکتے یہ غلوی حق ہے کہ انکی زبان سے بمقام اعتراف خود بخود
یہ کلمہ بیساختہ جاری ہوکر دستاویز شیعیان و ندامت دہ سُنیان ہو گیا بھلا جو شخص
کہ باوصف صدیق ہونیکے بلا اکراہ و اجبار اپنے اوپر تسلط شیطان کا اقرار سر ممبر کرے
اُسکو بحکم اقرار العقلا علی انفسہم مقبول کیون نہ صحیح سمجھا جاوے اور جبکہ بقول
حسن بصری مذکورہ بالا مندرجہ کنز العمال خطبہ واللہ ما خطب بہا بعدہ یہ کلمہ الیسا قابل
رکھتا تھا کہ بعد ابوبکر کسی فرد بشر نے ایسا خطبہ نہیں پڑھا تو شاہ صاحب کتب اہل
سُنّت میں اُسکے موجود ہونے سے انکار کرکے اپنا اسم سامی نام گرامی باین تبحر و
ہمہ دانی افراد دروغ گویان و کذب نویسان میں کیون درج کرایا معلوم ہوتا ہے کہ
بندگان شاہ صاحب نے اُسکو صریحاً و بدیہاً قاطع بنیاد خلافت سمجھکر راہ انکار کہ سہل
سہل تر دوسرا طریقہ ممکن نہیں اختیار فرمائی تھی۔ کاش اُنکے ذہن عالی میں حسب
منطوقہ حسن بصری یہ خطبہ داخل کسر نفسی ہوتا تو زمین و آسمان ایک کرکے وہ وہ پہلو
نکالتے کہ حضرات اہلسنّت فرط مسرت سے وجد کرکے نمونہ مشائخ صوفیہ بنجاتے مگر
خیر گزری کہ حضرت کے فہم رسا و فکر عالی نے اسطرف توجہ نہ کی الحاصل ایسا آدمی
مذہب کی خرابیونکو کیا درست کر سکتا ہے جو کہ اپنی جہالت کا خود مقر ہوا اور دین میں وہ کیا
خرابی واقع ہو گئی تھی جسکو جناب ابوبکر نے بزور تدابیر صائبہ درست کیا سو قبل نزول آیہ

الیوم اکملت لکم دینکم سے دین نبوی کامل ہو چکا تھا پھر نفس اسلام میں لفضلہ کوئی نقصان عائد نہیں ہوا اور نہ انشاء اللہ تا قیامت ہوگا پھر حضرت ابوبکر مصلح دین نبوی کیونکر سمجھے جاسکتے ہیں اور اگر حضرات اہلسنت کو یہی اصرار ہوگا کہ نہیں خلیفہ اول سے ضرور تہذیب و درستگی اسلام عمل میں آئی تب انکو چار و ناچار اقرار کرنا پڑیگا کہ آنحضرت کوئی نقص چھوڑ گئے تھے جسکو خلیفہ صاحب نے صاف کیا ہم سے سنئے وہ اور یہی خرابی آگئی تھی جسکی اصلاح کا خطبہ نہج البلاغہ میں اشارہ ہے بے شبہ اُس کجی کو خلیفہ اول اور انکے نفس ناطقہ حضرت دوم نے باین خوبی پہلو بدرست کیا کہ جماعت اہل اسلام میں سوائے اُن دو بزرگواروں کے ممکن نہ تھا کہ کوئی اور صاف کرسکتا باتفاق محدثین و ارباب سیر جناب امیر علیہ السلام خواستگار خلافت رہے مگر حضرت ابوبکر اور اُنکے ممبران کونسل نے نہ مانا۔ کاش علی المرتضیٰ خلیفہ ہوتے تو حسب عقیدہ اہل سنت دین نبوی میں رخنۂ عظیم پڑکر مسلمانی مستحین بے پانی ہو جاتی اُس خرابی کو حضرات خلفا نے غایت ہوشیاری فرزانہ کاری سے بہ تہدید خانہ سوزی و مواعید شدیدہ دفع کر دیا اگر وہ حضرات آل محمد پر ایسی سختی و بیرحمی نہ کرتے تو بیشک سیاست جسکی بنیاد سقیفہ بنی ساعدہ پر قائم ہوئی تھی برباد ہوجاتی فقرات مذکورہ بالا کسیقدر تفصیل طلب تھے اور مضمون مابعد ایسا صاف بیان کیا گیا ہے کہ جسکو محمول مدح کرنا کار سفہا و جہلا ہے ازانجملہ ایک فقرہ یہ ہے کہ خلف البدعۃ جسکے یہ معنی ہیں کہ پیچھے چھوڑ گیا بدعتوں کو گویا بجائے باقیات الصالحات خلیفہ صاحب نے بدعتوں کو یادگار چھوڑا کہ جنکا سلسلہ قیامت تک ختم نہوگا مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے ہدیۃ الشیعہ میں خلف البدعۃ کے یہ معنی لکھے ہیں کہ پس پشت ڈالگیا بدعتوں کو اس ترجمہ کی شان سے

ثابت ہوتا ہے کہ بعد حضرت ابوبکر چونکہ خلافت جناب عمر ہوئی وہ حسب ارشاد جناب
امیر سراسر مملو از بدعتہائے کثیرہ تھی۔ کیونکہ جب خلیفہ اول نے تیشارہ بدعات کو
اپنی کمر سے پھینک کر پس پشت ڈالا تو اسکے لشتیبان یعنی حضرت عمر نے ان بدعتونکو
گری پڑی چیز سمجھکر اٹھا لیا۔ پس بدعت کا چھوڑنیوالا اور چھوڑی ہوئی چیز کا
سنبھالنے والا ہر دو فاسق ہو گئے۔ اور خلافت فاسق کسیطرح قابل جواز نہیں
دحل و ترکھم فی طریق متشعبۃ لا یھتدی فیہا الضال ولا یستیقن المہتدی کا ترجمہ مولوی محمد قاسم صاحب موصوف نے
ہدیۃ الشیعہ میں نہایت بچاؤ کرکے غایت دیانت و امانت سے یہ کیا ہے۔ چلدئے اور لوگ
مختلف رستوں میں حیران ہیں کہ نہ گمراہوں کو راہ ملتی ہے اور نہ ہدایت والونکو اپنی
ہدایت کا یقین ہے۔ مولوی صاحب نے اس قرینہ کے ترجمہ سے یہ مطلب نکالنا چاہا تھا کہ
وفات ابوبکر سے اسلام پر ایسا صدمہ پڑا کہ مسلمان متحیر ہو کر رہ گئے بادیہ غوایت ہی
نتیجہ ہے کہ رحلت نبی صلعم باعث توحش و تحیر اہل اسلام ہوئی اور حضرت صدیق کی وفات
ایسی برہم زن اسلام ہوئی کہ نہ گمراہونکو راہ راست ملی اور نہ ہدایت والونکو اپنی صحت
ایمان پر یقین رہا۔ وفات کیا تھی گویا آندھی تھی کہ سب درہم و برہم ہو گئے شاہ
صاحب نے فقرۂ مذکور کا جو ترجمہ کیا ہے اسکو بھی سن لیجئے اور پھر دیکھئے کہ مولوی نانوتوی
کس حد تک راستی اور دیانت ہوئے ہیں۔ کوچ کرد و واگذاشت مردم را در راہ ہائے
شاخ در شاخ نہ ہدایت مییابد درین جا گمراہ و نہ یقین مییابد رہ یاب۔ اس عبارت کو
اردو میں اسطرح کہا جائیگا کہ چھوڑ گیا یا ڈال گیا خلقت کو ایسے ٹیڑھے رستوں پر کہ راہ
حق کا پتہ و سراغ نہیں چلتا سبحان اللہ کیا بابرکت زمانہ تھا کہ عموماً اہل اسلام ڈانواں
ڈول ہو کر حیران و سرگردان کوچہ بکوچہ پھر رہے تھے۔ فقرۂ واگذاشت مردم را در راہ ہائے

شاخ در شاخ - خود کہہ رہا ہے کہ حضرت ابوبکر نے خلافت کرکے مسلمانوں کو ایسے
پیچ پیچ راہ پر چھوڑا کہ اپنے دین و ایمان سے دست کش ہو کر مذبذب ہو گئے غیر
گمراہ ہو گئے تغیر ہونا تو بجائے خود ٹھیک ہے یہاں تو یہ بھی پڑے کہ خلفاء ثلاثہ نے اپنے دوران
خلافت میں تخم نفاق و اختلاف کی بجائے تخم ریزی کی کہ اہل ایمان بھی جادۂ ہدایت و
استقامت پر قائم نہ رہے واہ کیا خوب خلافت کی اور حضرت عمر نے کیسے اچھے زمانہ
میں چارج لیا اے اہل انصاف تمکو اسی کی قسم دیتا ہوں جسکو تم سچا خدا مانتے ہو کہ
یہ خطبہ باوصف ایسے فقرات موحش یہ قابلیت رکھتا ہے کہ اہلسنت اسکو بمقابلہ شیعہ پیش
کرکے انکو مجبور کریں کہ حضرت امیر نے خلیفہ جیو کی درحقیقت تعریف فرمائی ہے تم بھی ان
اپنے مداح و موصوف ہوں سو حاشا و کلا اس قسم کی تعریف سے ہمکو اصلا گریز ہو جہاں
تو یہ عین مذہب ہے کہ خلفاء ثلاثہ نے اپنے دوران حکومت میں وہ وہ کاروائیاں کیں کہ
اسلامی طاقت منقسم و منتشر ہو کر درجہ وفاق سے نفاق پر پہنچکر مسلمانوں کے لئے برتبہ
مضرت رسان ہوئے کہ عموماً تاریکی نے گھیر لیا - اگر یہ لوگ تخم نفاق نہ بوتے تو آج اہل اسلام
کی یہ حالت کیوں ہوتی کہ ایک کا ایک دشمن نظر آتا ہے اس خطبہ کے الفاظ اگر ہماری
نگاہ یا نظر انصاف سے دیکھے جائیں تو بلا شبہ اسکا مقصود علیہ پہلے درجہ کا بے ایمان
بلکہ ہم پلہ شیطان گردانا گیا ہے - کیونکہ یہ کام شیطان نا فرجام ہی کا ہے کہ خلائق کی
طبائع میں ایسے وساوس و توہمات پیدا کرے کہ شکوک و مذبذب ہو کر صراط مستقیم سے
روگردان ہو جائیں - بحمداللہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ سید رضی علیہ الرحمہ نے نام کا سرقہ
کرکے للہ بلاد فلان نہیں لکھا بلکہ دراصل انکو یہی الفاظ پہنچے تھے اگر ابوبکر کا نام انکو ملتا تو کیوں
چھپاتے بلکہ انکے فضیحت کرنیکی غرض سے بقلم جلی لکھتے کیونکہ یہ خطبہ بنظر تفضیح مرتب نہج البلاغہ ہوا ہے

نہ کہ مراد تعریف و توصیف معلوم ہوتا ہے کہ سید پاک تربت کو بعد ختم تحریر خطبہ یا بت ہوا
کہ مراد اسجگہہ عمر سے ہے چنانچہ اُنہوں نے اُنکا نام نہج البلاغہ میں لکھدیا۔ ابن ابی الحدید
معتزلی نے جو کہ مثل اہل سُنت معتقد صحت خلافت خلفا ثلاثہ ہے۔ شرح نہج البلاغہ میں
لکھا ہے کہ میں نے سید صاحب موصوف کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ نہج البلاغہ دیکھا ہے
جسمیں فلاں کے نیچے عمر کا نام لکھا تھا یہ قول دیکھکر بڑی حیرت ہوتی ہے کہ سید رضی کو
ابو بکر سے کیا عداوت تھی کہ اُس بیچارے کا نام کاٹکر عمر کا اسم گرامی لکھدیا با تفاق
شیعہ و سُنی جسقدر ظلم و جبر اہلبیت نبوی پر ہوا یا کہ ارشاد ہدایت بنیاد آنحضرت صلعم
الزام ہذیان لگا کر نفاذ پذیر نہونے دیا۔ یہ سب حضرت عمر کی رائے معدلت پیرائے کا نتیجہ
تھا پس ایسے موسس اساس ظلم و جور کا نام حسب تسلیم ابن ابی الحدید توضیحاً و تصریحاً زیر فلاں
لکھنا ساقط کنندۂ الزام سرقہ مصرحہ تحفہ وغیرہ ہا ہے اندریں صورت عقل کبھی مجوز نہیں
ہو سکتی کہ بخیال کتمان فضائل ابو بکر جناب سید نے حضرت عمر کا نام لکھا ہو۔ کیونکہ ہرن کا
بھائی چکارا جیسے ابو بکر ویسے ہی عمر بلکہ حضرت عمر میں اتنی فضیلت بمقابلہ جناب ابو بکر
زیادہ ہے کہ وہ حسب مرویات شیعہ فرعون آل محمدؐ و ظالم اول مانے گئے ہیں غور تو کیجیے
کہ یہی سید صاحب خطبہ شقشقیہ کو جو کہ حسب تسلیم صاحب فواموس و دراسات اللبیب سبط
ابن جوزی ابن اثیر وغیرہ حضرت امیر کا کلام ہدایت نظام ہے در نہج البلاغہ
فرما کر حضرت ابو بکر کا بحق آل نبی و خود جناب مرتضوی ظالم و جابر ہونا ظاہر کریں اور
پھر اس قسم کا مضمون بھی لکھیں کہ جس سے توصیف ابو بکر یا جناب عمر پیدا ہوتی ہو
ایسا الزام تناقض کلامی وہ اپنی ذات کے لئے کیونکر پسند فرماتے جسکو ادنیٰ عقل
والا بھی گوارہ کر نہیں سخت مضائقہ کرتا ہے۔ پس بوجوہ کما ینبغی ثابت و محقق ہو گیا کہ جنت

آرامگاہ نے حضرت ابوبکر کے نام کا سرقہ نہیں کیا بلکہ مضامین و مطالب خطبہ کو توہین و مذمت پر مشتمل سمجھ کر بنظر تذلیل و تحقیر حضرت عمر درج کتاب کیا ہے تاکہ مسلمانوں پر ظاہر ہو جاوے کہ باوصف عدیت انتظام سلطنت و ریاست حضرت امیر انکو بدتر از زندقہ و مجوس جانتے تھے یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ جناب سید رضی علیہ الرحمہ نے سنی و شیعہ دونو گروہ کے راویوں سے خطبہ جمع کرکے نہج البلاغہ کو ترتیب دیا ہے چونکہ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے بروئے اظہار حافظی سید صاحب کے دستی لکھے ہوئے نسخہ میں حضرت عمر کے نام گرامی کا موجود ہونا ظاہر کیا ہے لہذا میں اُس بیان کی تائید میں کتاب الموافقت سے ایک خطبہ بشان عمر نقل کرکے ارباب نظر کو دکھاتے دیتا ہوں کہ جیسے فقرات و الفاظ خطبہ مستدلہ مولوی محمد قاسم کے ہیں اُسی کے قریب قریب بلکہ بہت ملتے ہوتے کتاب مذکورہ میں بحق حضرت عمر درج ہیں - ابن سمان نے زفر بن حکیم سے روایت کی ہے کہ جب جناب دوم اپنے مقر اصلی کو سدھارے تو ہم لوگ حضرت علی کے پاس گئے بعد ذکر و اذکار خلیفہ صاحب کے سوانح عمری کا ذکر آیا - اُسوقت حضرت امیر نے متالم اور متاسف ہو کر فرمایا کہ لله دریاکیة عمر وا عمراه قوم الاود وداوی العمد فات نقی الثوب قلیل العیب و اعمراه ذهب بالسنة واتقی الفتنة واصاب لله ابن خطاب خیرها ونجی عن شرها ولقد نظر لله صاحبه فصار علی الطریقة ما استقامت ثم قال فقال ورحل المرکب فتشعبهم الطریق لا تهدی الضال ولا یستیقن المهتدی سبحان اللہ حضرت مرتضوی کی زبانِ گوہر فشان سے ہر دو خلفائے نامدار کو ایک ہی قسم کا خطاب قلیل العیب بدراہ کنندہ خلائق عنایت ہوا حضرت عمر نے بھی دنیا کو ترک کرکے مسلمانوں کو ایسی ہی حالت میں چھوڑا کہ نہ گمراہ ہونکو راہِ حق ملی اور نہ اہل یقین کو اپنے یقین

مسلمان و باایمان ہونیکا مظنہ رہا کتاب الموافقت کی عبارت نے عجب گل کھلایا یعنی ان
خلافتوں کو یکسر باطل کردیا۔ کیونکہ اگر حسب مزعوم اہلسنت خطبہ موصوف کا تعلق حضرت
ابوبکر سے ہے تو اُنہوں نے خلافت کو بروے وصیت منتقل فرما کر انبار بدعات حضرت
عمر کی گردن پر رکھا اور گمراہوں کو راہ حق کا نہ ملنا اور لوگوں کا مختلف اہوا میں سرگردان
ہونا اور صاحبان یقین کا اپنی صحت ملت پر وثوق کلی نہونا یہ سب عہد فاروقی میں لازم
آیگا اور اگر حسب روایت کتاب الموافقت ثقیگاہ جناب مرتضوی سے حضرت عمر بھی اسی
طرح کے خلعت فاخرہ سے مخلع ہوچکے ہیں جو کہ حسب تسلیم اکابر اہلسنت حضرت ابوبکر کو
عطا ہوچکا ہے تو انکے بعد چونکہ خلافت عثمان ہوئی ہے۔ تمام امور مذمت مندرجہ
خطبہ کا وقوع انکے وقت میں لازم آیگا۔ پس بوجوہات صدر یہ بات کما ینبغی
ثابت و محقق ہوگئی کہ نہ جناب سید رضی نے ابوبکر کے نام کا سرقہ کیا اور نہ خطبہ سے
سوائے مذمت کوئی مدحت پیدا ہے۔ بحمداللہ کہ خطبہ کے تمام متعلقات سے فراغت
پائی۔ علاوہ تمام امورات متذکرہ صدر کے ہم اہل انصاف کی رائے پر محول کرتے
ہیں کہ اُن تمام تر معاملات یعنی غصب خلافت و ضبط فدک و محرومی خمس و آتش
زنی بخانہ نبوت و تسقط محسن وغیرہ وغیرہ مندرجہ تحفہ و منتہی الکلام اور اسکے
ہوالوں کو میزان عدل کے ایک پلہ میں رکھیں اور یہ چند الفاظ خطبہ محتمل النظام کہ
جس سے بجائے تعریف ذہنی مذمت واقعی صریحا و بدیہا پیدا ہے دوسرے پلہ
میں پھر دیکھیں کہ سکنگبین و وزین کونسا ہے ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مضمون خطِ ابتدائی جو کہ منجانب مؤلف فاضلِ سُنّی کی خدمت میں مرسل ہوا

بجنابِ مستطاب مولوی محمد قاسم صاحب زاد عنایتہ بعد از سلام مسنون الاسلام
مدعا طراز عرصہ دو سال کا ہوا کہ آپنے دو سوال بمقام سلہیٹرہ بخدمت مولوی سید
بہادر علی شاہ صاحب پنجابی پیش کئے تھے ایک کشف الغمہ دوسرا نہج البلاغہ سے
سوالِ کشف الغمہ یہ تھا کہ امام محمدؑ باقر علیہ السّلام نے بجواب ایک سائل کے بجواز حلیہ
سیف خلیفہ اوّل کو صدیق بیان کیا ہے۔ اُسکا جواب منجانب مولوی محمد حسن صاحب
لکھنوی یہ ہوا تھا۔ کہ کتاب مذکور در اصل شیعہ کی ہے مگر راوی سبط ابن الجوزی
سُنّی المذہب ہے اُس کی روایت اہل تشیع کے ساکت کرنے کو کافی نہیں چنانچہ آپکی
جانب سے بعد ملاحظہ کتاب مذکورہ کوئی ردّ پیش نہوا۔ پس مفہوم ہوا کہ آپ مصدق
ہوتے نہج البلاغہ سے آپنے یہ سوال استخراج کرکے پیش کیا تھا۔ کہ خلیفہ اوّل کے زمانہ
خلافت کی حضرت امیرؑ نے تعریف کی اُسکا جواب یہ دیا گیا تہا کہ خطبہ میں لفظ فلان
ہے آپ ابوبکر کیون بیان فرماتے ہیں اور بفرض اگر اُس خطبہ کو حضرت ابوبکر سے
متعلق سمجھا ہی جائے تو خطبہ کی عبارت آپ کی ذہنی تعریف سے واقعی مذمت
میں زیادہ بڑھی ہوئی ہے چونکہ آپ مبادی فی البحث ہو چکے ہین۔ لہذا ہمکو بھی
موقعہ ملا کہ آپکے ہی کتاب کے بعض مطالب دریافت کرین اوّل یہ کہ صحیح مسلم آپ کی
صحاح میں کس درجہ پر معتبر ہے اور بصورت اعتبار اُسکی جملہ اقوال قابل استدلال

ہیں یا نہیں۔ کتاب موصوفہ میں درج ہے۔ کہ حضرت امیرؑ اور جناب عباس ایک معاملہ میراث میں بحث کرتے ہوئے خلیفہ دوم کے پاس آئے اور وہ ایسا معاملہ تھا کہ جسکو خلیفہ اوّل فیصل کر چکے تھے۔ بجواب خلیفہ صاحب نے بیان فرمایا کہ تم دونوں نے اس معاملہ کے فیصلہ میں ابی بکر کو کاذب غادر وخائن وآثم سمجھا حالانکہ وہ ایسے نہ تھے اور مجھکو بھی تم ویسا ہی جانتے ہو خدا شاہد ہے کہ میں ان جملہ صفات کا ضد حقیقی ہوں۔ چونکہ عمر صاحب کے اس بیان پر منجانب حضرت امیر کوئی عذر پیش نہیں ہوا۔ تو دریافت طلب یہ ہے کہ کیا فی الواقع حسب شہادت جناب عمر حضرت امیر علیہ السّلام ان دونوں بزرگواروں کو ایسا ہی جانتے اور سمجھتے تھے جیسا کہ حضرت عمر نے ظاہر فرمایا اور حضرت کا ایسا سمجھنا مزیل عدالت شیخین ہو سکتا ہے یا نہیں جواب باصواب عنایت ہووے فقط راقم سید سجاد حسین ۲۳ جولائی ۱۹۱۶ء

نقل مطابق اصل جواب فاضل سُنّی المذہب بنام مؤلف

سید سجاد حسین۔ بعد تسلیم صحت و وثوقِ روایت رقمزنِ مدعا ہوں کہ کلام صحیح مسلم وہم میں ڈالنے والا نسبت ثابت ہونے صفاتِ مذمومہ کا بجانب شیخین حضرت علیؓ کی طرف سے ہے اور بوجہ اس وہم کے مزیل عدالتِ شیخین نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ محض سکوت سامع صفات ذمیمہ یعنی علیؓ مرتضیٰ منجانب متکلم یعنی داماد حضرت علیؓ صراحتہً یا کنایتہً اقراراً یا انکاراً مثبت یعنی ثابت کرنیوالا ان صفاتِ ذمیمہ کا مثبت لہٗ یعنی شیخین ہو کر مزیل عدالت نہیں ہو سکتا اور اگر اقرار دیا جائے تو امام سجاد رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت حسن مثنیٰ داماد امام حسینؑ نے مجمع اصحاب

معتقدین میں اُن صفات مذموم منسوبہ سے متصف کیا کہ جسکو صاحب کشف الغمہ نے بلفظ ماترک من الاذی شیئا نقل کیا اور منجانب حضرت سجاد کوئی عذر پیش نہیں ہوا۔ نسبت اُن عیبوں کے جو آپکی طرف لگائے بلکہ رات کو مکان پر جاکر اُن صفات کی تصدیق کرکے فرمایا کہ اگر یہ سچ ہو تو خدا مجھے بخشے اور اگر جھوٹ ہو تو خدا تجھے بخشے پس سائل کے نزدیک بموجب اس روایت کے کہ اظہار صفات ذمیمہ سکوت امام صراحتاً مزیل و مخل معصومیت امام ہوسکتا ہے یا نہیں کان جوابکم فھو اجوابنا

راقم محمد قاسم

التماس مؤلف

اے حضرات ناظرین ذرا غور فرمائیے حضرت مجیب کس حد تک کار فرمائے تہذیب ہوتے ہیں۔ القاب میں فقط نحیف کا نام کہ بلا اسکے چارہ نہ تھا تحریر فرمایا ہے اور آداب میں رسم تحیت و سلام کو کہ شیوہ اہل اسلام ہے قطعاً ترک فرمایا۔ عبارت جواب میں وہ فصاحت و بلاغت دکھائی کہ جسکو ہندوستان میں باسانی غالباً کوئی عالم و غیر عالم نہ سمجھ سکے حسن شئی کے باب میں ایک بے میل تقریر کرکے اپنی لیاقت کی تصویر دکھا دی ہر چند کہ نحیف نے جواب الجواب میں جسکو آپ عنقریب دیکھنے والے ہیں مجیب صاحب کے خط کی حقیقت بصراحت بیان کی ہے۔ لیکن بحکم قصہ زمین برسر زمین یہاں بھی کچھ حال ملاحظہ فرمائیے میں نے پوچھا تھا کہ جناب امیر و حضرت عباس سے جناب عمر نے ارشاد فرمایا کہ تم مجھکو اور نیز میرے سلف حضرت ابوبکر کو جھوٹا بے ایمان دغا باز گنہگار جانتے ہو مجیب صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر واقع میں ایسا ہوا

تو کیا ہو سکتا ہے جس شنی نے بھی تو حضرت سجاد کو سر جلسہ برا کہا ہے وہ بھی
سنکر چپ ہو رہے نہ معلوم حضرت مجیب نے اس بے تکی بات اور امیر خسرو کے انمل سے
کیا مطلب نکالا ہے مجیب صاحب اگر کوئی ایسا ثبوت پیش فرماتے جس سے جناب
عمر بہ شان خود کوئی کلمہ خلاف تہذیب سنکر خاموش ہو جاتے تو شاید کچھ
مطابقت ہو جاتی - مقلدانِ مولوی صاحب خود حضرت مجیب کو ہم الٹی تمثیل
کے وارد کرنے پر آفرین و ہزار تحسین کرتے ہین حقیقت میں فضیلت ایسے ہی
لوگون کا حصہ ہے جنکو فہم کلام نہو ٭

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب الجواب بخدمت مولوی محمد قاسم صاحب سنی المذہب سکنہ قصبہ سملہیڑہ متعلقہ میرانپور ضلع مظفرنگر

فضیلت پناہ جناب مولوی محمد قاسم صاحب سلمہ تسلیم - گرامی نامہ
بجواب عریضہ مورخہ ۲۳ - جولائی ۱۸۹۱ء وصول ہو کر کاشف حالات
ہوا - ابتداءً بنظر تصریح و توضیح مطالب کچھ عرض کرنا مناسب سمجھکر نہایت
راستبازی سے ملتمس ہون عریضہ ابتدائی میں جس سلسلہ کلام ملا ہے حقیر نے
وہ مضمون درج کرکے آپسے خواہش جواب کی تھی - انجملہ ایک مضمون بابت تقیہ
گزشتہ اول و ثانی بنظر حصول جواب پیش خدمت کیا گیا تھا - آپکو یاد دلاتا ہون کہ
نیاز نامہ کے پہلے حصہ میں بعض نے سملہیڑہ کے مناظرہ کا تذکرہ کرکے یہ عرض کیا تھا کہ جب
ملاحظہ کتاب کشف الغطاء نے کوئی رد ارشاد جناب مولوی محمد حسن صاحب قبلہ لکھنؤی کا

کا ہنیں فرمایا۔ پس بآسانی سمجھ لیا گیا کہ آپ اُس جواب کے جو کہ مولوی صاحب نے
سرجلسہ دیا تہا طوعاً و کرہاً نوعیکہ ممکن ہوا مصدق ہوئے۔ دوسرے حصہ میں اُس
حدیث مسلم کی بابت مستفسر ہوا تھا کہ جسمیں کاذب و غادر وغیرہ کا ذکر ہے مگر اس
نوازشنامہ میں آپنے اُس پہلے حصہ یعنی مباحثہ سلہٹرہ کی بابت کچھ جواب نہیں
دیا۔ آپکے اس سکوت سے کہ سوائے ازیں جناب کو چارہ نہ تہا مجہکو بہات
کے یقین کرنیکی پوری گنجائش ہوگئی کہ آپنے مناظرہ اوّل میں قطعاً ناکامی حاصل
فرمائی ورنہ یہ امر یقینی ہے کہ آپ کشف الغمہ کی عبارت مخالف ارشاد جناب مولوی
صاحب ممدوح ملاحظہ فرماکر بدالنست خود زمین و آسمان کو ایک کردیتے گو کہ آپنے بعض
مصالح دنیاوی سے امر حق کو پوشیدہ فرماکر اپنے بعض مقلدین کو جو کہ حرو برد میں تمیز
نہیں کرسکتے اور اکثر کیا بلکہ عموماً وہ حضرات ناخواندہ محض ہیں یقین دلادیا ہے
کہ ہم نے علمائے شیعہ کو مغلوب کردیا مگر جسکو نوشت خواند میں فی الجملہ بھی آگہی ہے وہ بلا
معائنہ کتاب کشف الغمۃ و عریضہ حقیر و جواب سامی کو دیکھکر کہہ سکتا ہے کہ آپنے مناظرہ
ابتدائی میں بلاشبہ سخت خفت اُٹھائی۔ تفصیلت پناہا جناب تحریر منجملہ چند
قضایائے مستفسرہ کے بعض کا جواب دینا صریحاً دلیل عجز و درماندگی ہے۔ اگر آپنے
حسب اشتہار خود واقعی علمائے شیعہ پر غلبہ حاصل کیا تہا تو لازم تھا کہ حقیر کی تعریض
اوّل پر جواب عنایت فرماتے کہ کشف الغمہ میں بحوالہ ابن جوزی یہ روایت درج
نہیں یا یہ کہ بصورت موجودگی روایت ابن جوزی اُسکی یہ تاویل ہے گو کہ وہ
علیل ہی کیوں ہوتی۔ مگر آپنے ایسی خاموشی اختیار فرمائی کہ جواب ندارد
خیر اگر بوجہ فراموشکاری کہ لازمہ شان انسانیت ہے آپسے ہنگام تحریر جواب

سہو واقع ہوا تو میں آپکو مہلت داوگا یعنی داخل کرکے توسیع وقت کرتا ہوں
کہ اگر کتاب ممدوح میں مضمون مستفسرہ عالی بہ روایت ابن الجوزی درج نہیں
ہے تو معاذ اللہ تکذیب مولوی صاحب کرکے جواب جداگانہ عنایت فرمائے
بصورت دیگر جس[له] بزرگ کے منقول عنہ کو مستند سمجھکر آپنے سوال قائم کرکے
جلسہ عام میں داد واقفیت حاصل فرمائی اور تا بقائے تحریر ہذا بنظر عامۃ الناس
آپکے اعتبار و اقتدار میں سقم عائد ہوا اُسکو برابر غلط گو سمجھئے کیونکہ آپنے اُسکی
تحقیقات کو صحیح سمجھکر جرأت گفتگو فرمائی اور فضول طور پر ندامت اُٹھائی پس
میں براہ خیر اندیشی و نیاز مندی عرض کرتا ہوں کہ آپ کبھی ایسے شخص کے اقوال
کو سند نہ سمجھئے اور ہمیشہ اُس سے کنارہ کش رہئے کیونکہ آپ کو اپنے ہی گھر میں
یعنی خاص فرا سکونت پر اُسکی شامت تحریر سے سخت خجالت ہوئی مگر مجھکو آپکی
سادگی پر نہایت عجب ہے بہرحال آپ مولوی مشہور ہیں اور اتفاق کتب بینی
بھی ہوتا ہوگا خصوصًا بخاری و مسلم چونکہ کتب احادیث صحاح ستہ سے ہیں ضرور
زیر ملاحظہ آئی ہونگی اور مضمون کاذب و غادر بھی کہیں نہ کہیں نظر کیمیا اثر سے
گزرا ہوگا - پس جبکہ بشہادت حضرت عمر حسب تصریح و ایمائے مسلم و بخاری شیخین
کی ذات مقدس ابو الائمہ یعنی حضرت امیر کے نزدیک بحدے ارفع تھی کہ کذب و غدر
کی حد نہایت سے گزری ہوئی تھی تو جناب امام محمد باقر علیہ السلام کی حضور سے بروایات
معتبرہ شیعہ اُنکو تمغہ صداقت کیونکر ملسکتا ہے آپنے اس بات پر غور نہ فرمایا کہ
جناب ابوبکر و عمر کو درحالیکہ حضرت امیر نے حسب روایات کتب موثقہ سنیہ دنیز
شیعہ جھوٹا و خائن جانا تو بخلاف اُسکے امام پنجم کیوں سچا سمجھتے بھلا یہ کب ممکن ہو سکتا ہے

[له] اس موقع پر شاہ صاحب سے مراد ہے کیونکہ اُسی بزرگ کی تقلید سے مولوی محمد قاسم نے تحفہ سے سوال نکالا تھا ۱۲

کہ دادا جھوٹا جانے اور پوتا سچا۔ کاش یہی خیال پیش نہاد خاطر عاطر فرما کر اول اصل کتاب یعنی کشف الغمہ سے مطابق فرما لیتے تو آپکو یہ خفت نہوتی چونکہ آپ باصطلاح عوام باسم مولوی معروف ہیں لہذا مجھکو اپنے ملکی فاضل کے سر جلسہ اہانت اٹھانیکا گونہ ملال ہوا۔ میں خدائے پاک کو صفات مخصوصہ سے یاد کرکے بالکل صحیح لکھتا ہون کہ مجھکو اور نیز تمام گروہ شیعہ کو حضرات اہلسنت سے کوئی تعصب بالذات نہیں ورنہ جناب ابوبکر و عمر سے خواہ مخواہ کوئی عداوت ہے اور نہ ہماری آن خاص کو اُن بزرگواران سے کوئی نقصان مالی و جانی پہنچا کہ بلا وجہ لاابالی طور پر ان کو بدمذہب و نامسلمان خیال کریں۔ حقیقت واقعی یہ ہے کہ ہمکو خاندان رسالت سے پوری تاسی ہے پس جیسا کہ اُس خانوادہ معظم نے اُنکو اور انکی امثال کو سمجھا ویسا ہی ہم لوگ چونکہ تابعین خاندانِ رسول اکرم ہیں جانتے اور سمجھتے ہیں اور باتفاق جملہ اہل اسلام جسکو ختمی مآب و ولایت انتساب نے جھوٹا وغیرہ جانا وہ بلا شبہ جہنمی ہے اور شک نہیں کہ اگر بوجوہات معقول دلائل ذہن نشین ہمارے دعوی کو باطل کردیا جاوے تو بلا خیال نابہت اُسکو مان لیا جاویگا اب نیازمند اُس حصہ دومی کی بابت عرض کرتا ہے کہ جسکا جواب آپنے نہایت طمطراق سے مرحمت فرمایا ہے۔ وہو ہذا +

بعد وصول مکرمت نامہ آپکی کسی قدر راستبازی نے جیسا کہ روایت مسلم کے صحت و وثوق کی نسبت رقمطرازی ہوئی ہے جوشِ انصاف نے مجھکو ادائے شکریہ پر مجبور کیا۔ نتیجہ آپکی تحریر سے یہ مستفاد ہوا کہ عبارت صحیح مسلم سے یہ توہم پیدا ہوتا ہے کہ حضرت امیر بقول عمر جناب ابوبکر و خود عمر کو جھوٹا وغیرہ جانتے تھے لہذا بوجہ وقوع

وہم عدالت شیخین زائل نہیں ہو سکتی بعدہ آپنے ایک تقریر الزامی سے اپنے دعوی کو تقویت دی ہے پہلے اسکا مقدمہ لکھا ہے بعدش گفتگوے الزامی کی ہے جسکا ماحصل یہ ہے کہ عمر کی زبانی کذب و غدر وغیرہ سنکر حضرت امیر کا سکوت کرنا واقعاً اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ حضرت علیؑ فی الحقیقت حضور ابوبکر و عمر کو جھوٹا وغیرہ الفاظ مندرجہ حدیث سے تعبیر فرماتے تھے مگر باایں ہمہ انکا عز واقتدار و منزلت و وقار زائل نہیں ہو سکتا جیسا کہ بروایت کشف الغمہ حسن مثنیٰؓ کے برا کہنے پر سکوت وصموت جناب سجاد علیہ السلام حسب عقائد شیعہ مزیل و مخل عصمت نہوا جواباً گذارش کیا جاتا ہے کہ آپنے دوامر مذکورہ بالا یعنی حصول وہم از عبارت مسلم و تقریر الزامی کو دلیل محکم سمجھکر حفظ عدالت شیخین کیا ہے لہذا اس معاملہ میں بھی دو امر تنقیح طلب قرار دئے گئے +

فرد تنقیح

اول یہ کہ عبارت صحیح مسلم میں صرف ایسا وہم وکھٹکا ہی پیدا ہوتا ہے کہ جس سے جناب ابوبکر و عمر کا حضرت امیر علیہ السلام کے نزدیک جھوٹا وغیرہ ہونا محتمل و مفہوم ہو سکے یا یہ کہ الفاظ مندرجہ صحیح مسلم بلا کسی ایہام و خدشہ واحتمال وغیرہ کے بصراحت تمام تر شیخین کے کذب و غدر وغیرہ پر دلالت کرتے ہیں اور درحالیکہ جمہور علماے سنیہ نے کتاب مسلم کو باعتبار صدق کلامی لفظ صحیح کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے پس ایسی علوے شان کتاب صحیح میں ایسی عبارت کا درج ہونا کہ جس سے ناظرین کو توہم پیدا ہو کر جادۂ ایمان سے منحرف کرے اصل کتاب کے اعتبار میں کیا اثر رکھتا ہے +

دویم یہ کہ تقریر الزامی نفس مطلب سے جیسا کہ چاہئے موافق ہے یا مخالف اوس

درصورت مخالفت اسکا کیا نتیجہ ہوگا۔ خوب سمجھ لیجئے کہ اگر دلائل مذکورہ پیش کردہ سامی کا
ابطال بوجوہ کاملہ نہایت آسانی سے کردیا گیا تو شیخین عظام کی عدالت بالکل ضائع
و برباد ہو کر ان دونوں کو بدترین مدارج فسق پر فائز کریگی بندہ اول تقریر الزمی
کے ابطال میں قلم فرسائی کرتا ہے اور اسکو تین طریقوں سے باطل کرنا چاہتا ہے
اول یہ کہ قاعدہ کلیہ ہے کہ ہمیشہ معارضہ بالمثل سے ہوا کرتا ہے اور یہ معارضہ
کسی طرح اور کسی نوع سے بالمثل قرار نہیں پاسکتا کیونکہ مخیف نے کتاب مسلم سے کہ جسکو
شاہ صاحب تحفہ میں بایں الفاظ لکھتے ہیں کہ صحیح ترین کتب نزد اہلسنت صحیح مسلم است
مضمون کذب غادر و غیرہ بہ نسبت شیخین پیش کیا تھا اور مسلم و بخاری چونکہ بصفت
صحیحین موصوف ہیں لہذا انکی مجموع اندراجات مابین دفتین پر اگر کوئی مسلمان قسم
کھاتے تو حسب اعتقادات سنیہ ذیشان حانث و گنہگار نہیں ہوسکتا اور کشف الغمہ
جس سے جناب نے روایت پیش فرمائی اسکا صحیح اصطلاحی ہونا نزد شیعہ مسلم نہیں کیونکہ
اسمیں از قسم مراسیل و منقطع و ضعیف و حسن و موثق و صحیح سب طرح کی روائتیں
موجود ہیں اور ہماری کتب احادیث اکثر اسی نوع کی ہیں قواعد علم درایت و رجال سے امتیاز
صحت و غیر صحت ہوا کرتا ہے یہ ضرور نہیں کہ محض کسی ایسی روایت کا درج کتب ہونا ہمکو
پابند کر سکتا و جتبکہ حسب معتقد و عمل و آئمہ شیعہ ثابت نہو مقدم تر لازمہ شان امیر اسید
تھا کہ بموجب قواعد مقررہ علمائے شیعہ تنقیح و تنقید کرکے روایت تحریر فرماتے تب
محض اتنا کہا جاسکتا تھا کہ معارضہ بالمثل ہے۔ دوم یہ کہ مسلم و بخاری میں مشاجرت و
مخاصمت مابین شیخین و حضرت امیر و جناب عباس ماثور و منقول ہے اور حسب معتقدات
اہلسنت ہر چہار بزرگواران موصوف بالا کا آن واحد کے لئے بھی متصف

بکذب خیانت ہونا ممکن نہیں بروقت اِس نزاع کے جسپر حدیث دلالت کرتی ہے
اور نہ اسکے مابعد و ما قبل اور بفرض محال بعد صحت روایت کشف الغمہ اگر بہ نسبت
حسن مثنیٰ بدگوئی ثابت بھی ہوجاوے تو بلا شبہ حسب عقیدہ شیعہ سُوفت و فاسق
ملکہ بدتر قرار پائینگے اور برطبق مذہب سُنیہ بھی وہ ثقہ او رعادل نہ مانے جائینگے
حضرات سُنت جماعت ائمہ اثنا عشر کو معصوم نہیں تو لا اقل محفوظ جانتے ہیں لیکن ایسے
دو شخص کا مخاصمہ کہ جو باہم کوئی مساوات نہیں رکھتے معارضہ بالمثل نہیں کہا
جا سکتا حسن مثنیٰ کا انجام بخیر ہو کر ایمان صحیح پر مرنا ہمارے نزدیک ثابت ہے ممکن
ہے کہ بعد اس گستاخی و بیجابی کے تائب ہوئے ہوں جیسا کہ بعد زجر و تنبیہ سورۂ
تحریم عائشہ صدیقہ و حفصہ کا تائب ہونا آپ بیان کرتے ہیں مگر اسمیں شک نہیں
کہ ہنگام نزول سورہ موصوف سخت معتوب تھیں ایسے ہی حسن مثنیٰ ہنگام توسع
بدکلامی بشرطیکہ ثابت ہو فریقین کے نزدیک فاسق اور بعد توبہ و عفو معصوم مومن کامل
مگر آپ یہ بات کہاں سے کہہ سکتے ہیں اور کونسا قرینہ عقلی و نقلی اسکا مقتضی ہے کہ
کسی بدگو و گستہ مہار کے ناجائز طور پر بدکلام ہونے سے اُسکا سُننے والا یعنی جسکو
ناجائز طریقہ سے بُرا کہا جاوے محض سکوت بالمصلحت سے گنہگار و بے اقتدار و
بدکردار قرار دیا جاوے۔ خاصانِ بارگاہ خدا و برگزیدگان رب العلیٰ کا یہ خاصہ
جاری رہا ہے کہ شدائد و نوائب پر صبر و تحمل فرماتے رہے ہیں۔ مگر آجتک کسی نے
یہ اعتراض نہیں کیا کہ انبیا و اولیا کا بمقابلہ مخالفین سکوت فرمانا اُنکے عزل منصب
کا سبب ہو یہ مضمون بھی آپکے ہی حصہ کا تھا۔ مارے گھٹنا پھوٹے آنکھ حسن مثنیٰ
بفرض صحت روایت گستاخی کریں اور سید الساجدین علیہ السّلام محض تحمل فرمانے سے

کہ لازمہ شانِ اوصیا و اتقیا ہے دائرۂ عصمت و طہارت سے نکلجاتیں پس جب
مذاق سامی لازم ہوا کہ جناب عمر ابن خطاب نے جسوقت کہ با جلالت و شان رو بروئے
خیر الانام ہنگام طلب داشت خامہ و قرطاس ان ہذا الرجل لیہجر یعنی یہ شخص شدت
مرض میں کلمات بیمعنی جسکو حسب تصریح اہل لغت ہذیان کہتے ہیں ارشاد فرمایا اور
ختمی مرتبت نے اُس عالم درماندگی و بیکسی میں کہ گریہ عباس کما فی البخاری سے
ہویدا ہے بمقتضائے خلق عظیم کوئی کلمہ سخت و درشت سوائے ازین کہ میرے پاس
سے اٹھ جاؤ نہ فرمایا تو کیا منصب جلیلہ نبوت عامہ سے نکل گئے اب فرمائیے کہ معارضہ
بالمثل رہا یا گیا - دو وجوہ مذکورہ بالا ختم کرکے وجہ ثالث اس نوع کی عرض کرتا ہوں
کہ دلیل الزامی سوائے نقص عدم معارضہ بالمثل نفس معاملہ و مطالب کے بھی حقیقتاً
مخالف و متباین ہے کیونکہ دلیل مذکورہ کا انطباق جب ہو سکتا تھا کہ حضرت
امیر مثل حسن غنی بالمشافہ حضرت ابوبکر و عمر جلسہ عام میں فرماتے کہ آپ کاذب غادر
و خائن ہیں اور وہ بزرگوار مثل سکوت جناب سجاد حلم و وقار سے ہضم نفس فرما کر کچھ
چون و چرا نہ فرماتے تب آپ بروقت صدور کلمہ ناجائز بعد ثبوت عدالت و وثوق حسن
غنی عند الشیعہ مثل جناب سجاد علیہ السلام یہ کہنے کی فی الجملہ گنجائش رکھتی تھی بیان
قضیہ منعکس ہے عمر صاحب اپنی نصفت شعاری و شان فاروقی سے خود معترف ہیں کہ آپ
مجھکو اور ابوبکر کو چنان و چنین سمجھتے ہو پس سکوت جناب امیر مثل تحمل جناب سجاد اس موقع
پر کہاں سمجھا جا سکتا ہے اور حقیر نے لفظ سکوت کب لکھا ہے عریضہ ابتدائی مورخہ
۲۳ جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کے ملاحظہ پر آپکو توجہ دلا کر مترصد ہوں کہ بچشم حقیقت بیں اُسکے
معائنہ فرمائیے حقیر نے یہ عبارت لکھی ہے خلیفہ صاحب کے اس بیان پر منجانب حضرت

امیر کوئی عذر پیش نہیں ہوا - معروضہ حقیر شل کلام صاحب مسلم و ہم میں قرانی والا نہیں بلکہ اِن الفاظ کا صاف صریح یہ مطلب ہے کہ بسا اوقات ہر آدمی شکایت کنندہ و الزام دہندہ کے ایسے بیان پر ادباً و تہذیباً بشرطیکہ موانع خاص نہو تکذیب قولِ خود کرکے اُس تقریر شکایتی کے غیر واقع ہونے پر عذرات کیا کرتا ہے او بمقتضائے مروت و اہلیت مصلحتاً بطور دفع الوقتی کہا کرتا ہے کہ واللہ ثم باللہ استغفر اللہ میں آپ کو نہایت اچھا اور سچا پکا ایماندار جانتا ہوں یا یہ کہ جیسا موقع ہو گفتگو کیجاتی ہے مگر چونکہ حضرت امیر جیسے مہذب متورع شخص کا اس رواج عام و معمول اہل زمانہ سے خلاف کرنا سوادِ حجتِ شیعہ کو ترقی دینا تھا بنا بران آپنے حضرت عمر کے اُس حصہ بیان کو کہ جسکا خیال کرنا آپکی طرف نسبت دیا گیا تہا یعنی کاذب غادر وغیرہ سچا اور مطابق واقع سمجھکر بسمع رضا و طیب خاطر سنا اور کوئی عذر بنائے ردّ و تضعیف قول مذکور نہ فرمایا - اگر حضرت امیر باتباع رواجِ زمانہ کا فرمائے مروت و اخلاق ہو کر کہ خاصہ مزاجِ اقدس تہا اس موقع پر عذر و لجاجت فرماتے تو ہمارے لئے بمقابلہ معاندین دائرہ کلام تنگ ہو جاتا لیکن فعل معصوم حجۃ اللہ کسی حالت میں خالی از مصلحت نہیں ہوتا حضرت نے بایں خیال کہ اسوقت پابندیٔ رواج زمانہ عذرات کرنا برائے آئندہ دستاویزِ مخالفین ہوگا کوئی عذر نہ فرمایا اور محو تماشائے قدرت باری ہوئے کہ خود بخود کیا حق بر زبان جاری ہو رہا ہے جناب میں آپکی تقریر کی مطابقت اس سامع صفاتِ ذمیمہ کے سکوت سے ہو گی کہ جسکی ذات پر اثر ذایم ہو جیسا کہ حسب روایت پیش کردہ عالی جناب ثلثی کے بُرا کہنے سے جناب سجاد علیہ السّلام کی ذاتِ بزرگ متاذی ہوئی آپنے زبردستی ایکسے

غیر مطابق تقریر سے غلفاتے کی گلو خلاصی بند کذب وغیرہ سے کہ بد ترین صفات
مذمومہ ہے کرنی چاہی تھی اسکو میں کب مانتا ہون جناب والا ذرا ہوش کیجئے اور
کچھ سوچ سمجھکر لکھتے اسجگہ نہ کوئی شِل حسن ظنی مسلم کلمات جلیلیہ و واسیہ ہے
اور نہ شل جناب سجاد اُسکا سامع - بلکہ خلیفہ عمر با ین معنی کہ حضرت امیرؑ انکو اور نیز
حضرت ابو بکر صدیق کو جھوٹا وغیرہ جانتے تھے اپنا سوء ظن یا نفس سوال کا مطلب
واقعی بیان فرماتے ہیں دو حال سے خالی نہیں *
اوّل یہ کہ حضرت امیرؑ درحقیقت انکو جھوٹا ہی جانتے تھے یا یہ کہ صدیق اکبر کے نائب نے
بخلاف ظنوا بالمومنین خیرا - ظان بنظن واہی ہوکر ختم المرسلین کے وصی برحق کو
جھوٹا الزام دیا - افسوس ہے کہ ذات بابرکات خلافت مآب سے الزام کذب پھر بھی دفع
نہوا جو کہ اصل منشا جمیع رذائل و خباثت ہے اگر دلیل الزامی حسب معلوم عالی درست
ہوجاتی تو شاید یہ اثر ہوتا کہ صیانت عدالت شیخین آپکے نزدیک کچھ ہوجاتی چونکہ
وہ دلیل ناکافی و غیر مطابق رہی لہذا لازم آیا کہ اگر کوئی حرج خاص نہو تو بحکم الحق
مع علیؑ و علیؑ مع الحق ملازمت حق بذات حضرت امیر لغتی خیال فرماکر رہرو مسلک کفر
ہوکر حضرت عمر و ابو بکر کو ویسا ہی خیال فرمائیں جیسا کہ حسب شہادت عمر جناب امیرؑ
انکو جانتے اور سمجھتے تھے بحمد اللہ تقریر الزامی ایسی منصفانہ و غیر متعصبانہ وجوہ
سے باطل و مضمحل کیگئی کہ جسکا ابطال بشرط انصاف امکان انسانی سے باہر ہے
اب ردِ توہمات کیجانب متوجہ ہوتا ہون سبحان اللہ گرامی نامہ کے خطبہ میں یہ
الفاظ رقم فرماکر کہ بعد تسلیم صحت و وثوق روایت رقمزن مدعا ہون اور پھر بفاصلہ
قلیل یہ لکھنا کہ کلام مسلم و سہم میں ڈالنے والا ہے عجیب پرلطف قصہ ہے واہ حضرت ذرا سلم

میں تناقض و تہافت جس روایت کو آپ صحت کے ساتھ تسلیم فرماتے ہیں اُسی کو
خالق وہم قرار دیتے ہیں کیا ایک روایت دو اثر رکھتی ہے بقولے یک بام و دو ہوا
صاحب ہیں عبارت مسلم کو بعد تسلیم صحت و وثوق موہم بیان کرنا بیچارہ عوام الناس کو
دھوکا اور مغالطہ میں ڈالنا اور اس حیلہ سے اپنی ذات کو مذہب حق سمجھنا
آپکی شانِ عدالت و فضیلت سے نہایت بعید ہے معاملہ کی بات ہے غصہ
نہ فرمائیے اور بقول جعفر زٹلی دہلوی السنّی ثابت کنندۂ مذہب باطل بزور جدال
و اب مجاہدانہ سے مثبت ناجائز نہوجیے کیونکہ آپ کی اور ہماری جسقدر قیل و
قال ہے کسی دنیاوی جائداد پر نہیں بلکہ حقیقتِ دین پر ہے اگر تبرا سبی و قتداً حضر
امیر کہ بوجہ لزوم حق اطاعت و مواساتِ آنجناب عند السنیہ بھی منصوص من اللہ
والرسول ہو کر عین ایمان ہے ہم لوگ ظاہر بلکہ نفسِ عبارت مسلم پر عامل ہو کر کہ
جسکا باطن سوائے بطن مولف و فہم سامی معدوم ہے خلیفتین کو اُن جملہ صفات
اربعہ یعنی کذب غدر وغیرہ کا مصدر گردان کر باعتبار احکام کا ذبین مندرجۂ قرآن
مبین و دو کاذبوں کو ایک جگہ جمع کرکے حسب قواعد عربی جملہ کاذبین بنائیں
اور وہ حکم قرآنی جو کہ متعلق بکاذبین ہے نیاہ بخدا شیخین عظام اور انکی تابعان پر
وارد کریں تو کیا اس قاعدہ سے ہم معتوب ہو سکتے ہیں یا یہ سبب ہم اندازی امام مسلم
یا عبارتِ صاف صریح کے موہم معنی بیان کرنے سے مجرم دھوکہ دہی خلائق جناب
والا آخرانِ طبقاتِ ثلثہ میں سے کونسا طبقہ مورد لعن و طعن ہوگا مقام عجب ہے
کہ نام الیا شستہ یعنی صحیح مسلم اور مضمون خالق وہم کتاب صحیح میں ایسی عبارت
کہ جس سے وہم و خدشہ ہو کب داخل ہوسکتی ہے بزعم و اعتقاد حضرات سُنیہ

منجملہ کتب ستہ ہر کتاب بجائے خود یا سالکان بادیہ غوایت کو صراط مستقیم پر پہنچانے
والی ہے یا کہ حسب تحقیقات سامی پیچیدگی عبارت و فور توہمات سے گرداب ضلالت
میں ڈالنے والی ایسی کتب کی عبارت ظاہرا کچھ اور مطالب پیدا کرتے ہوں
اور باطنا کچھ اور کسی عاقل کی عقل سلیم کیا بلکہ جاہل کا خیال ضعیف بھی پسند نہیں
کر سکتا اگر بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں تو حقیر کے ایک ہی سوال نے جو کہ آپکی کتاب
مستند سے پیش ہوا ہے آپکے تمام اصول اور جملہ دعاوی باطل مضمحل کر دئے
بقول عمر جناب امیر فاروق اعظم و صدیق اکبر کو صفات چہارگانہ سے متصف
سمجھتے تھے حقیر اُن صفات مذکورہ کی تشریح کرتا ہے کہ ہر ایک کا کیا مطلب ہے اور خلفا
سے وہ کیا معاملات انکے زمانہ حکومت میں وقوع پذیر ہوئے کہ حضرت امیر کو اُنکی
نسبت ایسا یقین کرنے یعنی کاذب وغیرہ سمجھنے کی گنجائش ملی - پس صاحبان
ایمان کو یہی ایک امر کافی ہے عقل سلیم کو حکم کرکے حق و باطل میں تمیز کرنی چاہئے
کہ آیا جن لوگوں کو حسب تسلیم و تصدیق انہیں کے حضرت امیر جیسے زاہد و
بے لگاؤ شخص نے جھوٹا سمجھا وہ کسی طرح بھی مسلمان باایمان کہے جا سکتے
ہیں ہیں ہرگز نہیں بلکہ ضرور ہے کہ ایسے آدمی جنکو نفس رسول و زوج بتول نے
جھوٹا اور بدعہد و خائن و گنہگار جانا وہ سوائے خوارج و نواصب کے اور جمیع
طرق اسلام کے نزدیک بدتر از سگ و خوک و زندقہ مجوس ہیں و بفضلہ آپ بھی
اس باب میں ہمداستان نحیف ہیں کیونکہ آپنے عدم زوال عدالت شیخین کے لئے قضیہ
حسن ظنی و توہم عبارت مسلم کو سپر فولادی گردانا ہے پس ہر دو امور پیش کردہ
جناب کے ابطال پر نظر کرنے سے آپ کو بوجہ ایمانداری و حمیت اسلامی

حسب وعدہ خودنا گویرا ماننا پڑیگا۔ کہ فی الواقع خلفا نامدار ایسے ہی تھے جیسا کہ فاروق حضرت علیؑ انکو جانتے تھے۔ تقریر الزامی اول باطل کر چکا ہون اور دفع ابطال وہم بطور تمہید ایک تقریر مجمل جسکو مفصل پر فوق ہے عرض کیگئی مگر چونکہ بقول مشہور وہم کے علاج سے لقمان عاجز ہے اور آپ اس مرض مزمن میں مجدے مبتلا ہیں کہ بالکل وہمی ہو گئے ہیں بنا بران واجب ہوا کہ تنقیہ دماغ اول تدبیر اخراج مادہ وہم کرکے کہ خلط پختی ہے بعدہ معاجین ہوش افزا پیش خدمت کرون تب آپ کو تصفیۂ باطنی ہو کر واضح ہو جائیگا کہ سوقت ہوش توہمات مانع ادراک حقیقت و واقعیت ہا ورنہ محض سمجھ کی غلطی تھی ذرا اتنا بھی خیال ہے کہ آپکی استدلال کا ڈیڑہ نمبر ساقط ہو گیا کیونکہ تقریر الزامی جسپر آپنے نہایت ناز کرکے قلم اٹھایا تہا اور عالم جوش و خروش میں خیال اطراف و جوانب ہیجان سواد تولائی بکری و عداوت مرتضوی سے مدہوش بلکہ خود فراموش ہو کر ایک تقریر بے سروپا کی تھی اسکو بوجوہات عدیدہ ایسی صراحت و لطافت سے توڑ دیا گیا کہ اگر مثل ستارگان آسمان خلائق جمع ہو کر ایک دوسرے کی پشتیبان ہو تب بھی جواب ممکن نہین۔ اور ترکیب وہم بھی زائل ہو چکی مگر اسکو اجمالاً بیان کیا ہے لیکن ایسے وجوہ عالیہ جیسا کہ بطلان وہم میں مجملاً بیان کیگئی ہیں روشن دماغ لوگونکی سمجھنے کی ہیں اور آپکا قلب و دماغ و فور تخیلات فاسدہ و توہمات باردہ سے ایسا تیرہ ہو گیا ہے کہ جس سکے لئے انتہا درجہ کی صفائی کلام مطلوب ہے لہذا وہی طریقہ اختیار کرتا ہون کہ آپکا فہم بیہودہ وہم قبول کرلیو صاحب من مجھکو بڑا تعجب ہے کہ لفظ وہم آپنے کس معنی مین مستعمل کر کے لکھا ہے کیونکہ بظاہر آپکا اقرار وہم فریب دہ

جہاں ہے خوب لوگوں کو تذبذب تردد میں ڈالا اس موقع متنازعہ حدیث ذراتیماہ
کے چند منٹ کہ جنکو تعبیر بوہم کیا جاتا ہو سکتے تھے مگر اس حالت میں کہ اس حدیث
کا ذنب غادر وغیرہ کی بابت گفتگو ہو کر اہلسنت کو پہلے ساکت ہی کیا گیا ہو تا عوام
بیچاروں کو کیا خبر ہے کہ اعتراض کذب غدر وغیرہ نے معرض بحث میں آکر شیخین
کرام کے گڑھے ہوئے کو پہلے کہاں تک کھاڑے ہیں اور فضلائے کاملین اہلسنت
کو کیسا کیسا تھکایا ہے کیا آپکے باین دعوی فضیلت لبیاردانی معلوم نہیں کہ
اسی بحث میں رشید الدین تلمیذ شاہصاحب کے بذریعہ رسالہ نفاق الشیخین بحکم
صحیحین بالکل پایہ گل کردیا ہے ذرا رسالہ مذکور ملاحظہ فرما کر انصاف کیجیے کہ
خاصان دین رہ فرش رانده اند * بلا احصی از تنگ فرو مانده اند * ہم سے وہم کی
تاویں سنئے محققین سابقین سے جس کسیکو اس حدیث میں وہم و خدشہ پیدا ہوا ہے
وہ یہ نہ تھا کہ ہر بنا اندراج مسلم الزام کذب بغیرہ شیخین پر قائم نہیں ہو سکتا بلکہ
باعتبار سیاق کلام انکو پورے طور پر تیقن ہوگیا تھا کہ بادی النظر میں ادنی
عربی دان سمجھ جائیگا کہ حضرت امیر نے مقدمہ وراثت جناب فاطمہ میں ابوبکر و عمر کو جھوٹا
سمجھا ایس انکو یہ وہم ہوا کہ ایسے الفاظ صاف روشن کا کتب ثقہ میں لکھا جانا
مبطل دین سنیہ ہوگا لہذا بنظر حفظ دین تجویزی یہ بندوبست کیا گیا کہ اول
ان الفاظ و فقرات ہی کو اڑا دیا جاوے منتظمان دین سنیہ میں سب سے پہلے مولف
بخاری کو بیداری ہوئی کہ بجائے غادر و خائن کذلو کذا لکھدیا جسکو مدارج آگے
بتفصیل عرض کرونگا اور یہ اہتمام دو سبب سے کیا اول یہ کہ کتب میں ایسا لکھا جانا
یقینی طور پر دلالت و رہنمونی کریگا کہ بے شبہ حضرت علیؑ کے نزدیک ہر دو خلفا

جھوٹے اور خیانت شعار تھے اور تمام منصفین امت کے نزدیک باعتبار فضائل
ذاتی و کمالات نفسانی جمیع صحابہ سے حضرت علی مدابع علیا پر شمار کئے گئے ہیں
پس جلیل الشان عظیم القدر کا خلفا کو جھوٹا اور دغاباز سمجھنا صلحاء امت کو
مجبور کریگا کہ بتقلید حضرت امیر وہ بھی خلفا نامدار کو جھوٹا سمجھنے لگیں دوم یہ کہ
جو لوگ کاذب غادر و خائن ہوں عام اس سے کہ بظاہر کیسے ہی افعال حسنہ
مثل صوم و صلوٰۃ وغیرہ کے پابند ہو کر دعویٰ مسلمانی کرتے ہوں بخاری کے نزدیک
حسب الارشاد ختمی مآب منافق ہیں بنابران انکو یہ کھٹکا ہوا کہ اگر صاف طور پر غادر
و خائن لکھا گیا تو پرنباء اسکے منافق ماننا پڑیگا پس اُس مضمون ہی کو ساقط کر دیا
امام مسلم کچھ سیدھے سادے معلوم ہوتے ہیں انکی نظر عواقب امور پر نہ پہنچی اور نادانستگی سے کاذب غادر بھی لکھا اور بمقام دیگر انہیں صفات کو علامات منافقین
میں بیان کر کے گروہ مومنین کو اپنا شکر گذار کیا ہماری دانست میں حضرت بخاری
سے بڑی چوک ہوئی اگر وہ تمامتر مضامین ظلم و جور شیخین جو کہ مخالفت اہلبیت
درج کئے ہیں یک قلم اڑا دیتے تو مولوی حیدر علی صاحب فیض آبادی مصنف
منتہی الکلام کو ازالۃ الغین و اثارۃ العین میں غصب جناب سیدہ اور پھر انکی
رضامندی کی روایتوں کے جھوٹا ظاہر کرنیکا اہتمام نہ کرنا پڑتا مولوی صاحب
موصوف نے مسلم و بخاری کی دو تین حدیثیں کہ جن سے تمام بنیاد ملت سنیہ متعلق
تھا موضوع قرار دیکر کل کتب شیعی سابقین متضمن روایات مذکورہ کو غلط کر دیا
مبرہن مدعا خاص اور ضمناً بالاختصاص اس موقع پر اتنی طول کلامی سے یہ ہے
کہ جمیع اعتراضات شیعہ کے غیر صحیح ہونے کا حضرات اہلسنت کو توہم نہیں ہوا

بلکہ اُن کی صحت پر ارکانِ مذہب کے متزلزل ہونیکا واہمہ ہوا ہے اور بقدرِ امکان جہلا فریبی کے لئے اسکا انتظام بھی کیا ہے مگر حضرات شیعہ نے سب کو ہَبا ًمنثورا بنادیا اور یہی حال شاہصاحب دہلوی کا ہے کہ باتباع خواجہ نصر اللہ کابلی کتاب منہاج السالکین سے کہ جسکا وجود از مصنفات شیعہ آج اسوقت دنیا میں موجود نہیں ہے جناب سیدہ کی رضامندی کے ثبوتِ مصنوعی کے بہم پہنچانیکی کوشش بلیغ نہ فرماتے یہ تمام وبال و نکال برگردن بخاری و مسلم ہے کہ اُنہوں نے مضامین غصب فدک و غصب جناب سیدہ درج صحاح کرکے علمائے مذکور کو سخت ضیق و پیچیدگی میں ڈالدیا مولوی حیدر علی صاحب نے انکار رنجیدگی و رضامندی جناب سیدہ سے صحیحین کو کہ جنکی صحت روایت پر اہلسنت فریفتہ و دلدادہ ہیں درجہ صدق و ثاقب سے خاک مذلت میں ملا کر شاہصاحب کو بھی کہ غضبنا کی کے مصدق ہوکر درپے اثبات رضامندی ہوتے ہیں صحیحین کے ساتھ کاذب محض قرار دیدیا اگر جناب امیرؑ کا عہد حضرت ابوبکر و عمر و عثمان میں مسعود بدار ہونا یا یہ ثبوت کو نہ پہنچتا جیسا کہ کتب معتمدہ میں مندرج ہے اور بعفضلہ بغرض آگاہی عامۃ الناس مفصل آگے بیان ہوگا تو شاید کسی بلید و غبی الذہن کو توہم ہوجاتا مگر مسئلہ خلافت میں متواتر ایک وضع سے مستغیث ہونا اور پھر وہم باقی رہنا یہ کیا معنی بنیے ان معاملات کو احتمالات کی تشریح میں بہت توضیح سے بیان کیا ہے منتظر رہیئے آپکی نظر تو ہم اثر سے عنقریب گذرنیوالا ہے جناب من یہ قصہ ایسا صحیح اور متواتر ہے کہ وہم کی بو بھی نہیں آسکتی البتہ جو لوگ کہ دیدہ و دانستہ حق پوشی کرکے جملہ خبریہ کو انشائیہ بنائیں یعنی جملہ فرا یتماہ گفتہ عمر کو حمل باستفہام کرکے یہ معنی نکالیں کہ اے علیؑ و عباسؓ کیا تمنے ابوبکر کو جھوٹا جانا

انکا بطلانِ وہم اگر حضرت علیؓ و عباسؓ کے بکرات و مرات دعویٰ کرنے سے نہیں ہوا
تو واجب ہے کہ فصد کرائیں یا بریلی جائیں لہ وہمیانِ عقل و ہوش باختہ صفاتم
بجھا اگر گریہ و بکا کرو اہلِ حدیث کی قلم سے الفاظِ دافعِ وہم چھوٹ گئے اب کیا ہو سکتا ہے
اگر الفاظ مختلف ہوتے تو شاید گنجائشِ وہم نکل آتی جیسا کہ قصۂ قرطاس میں رواۃ نے
اختلافاتِ لفظی کر کے انّ ھذا الرجل لیھجر میں توہم استفہام پیدا کر دیا بہر حال آپکو
لازم تھا کہ کوئی قرینہ وہم بھی تو بیان فرما دیتے کہ عبارتِ مسلم میں فلان موقع پر یہ امر
سببِ وہم پیدا ہوتا ہے محض ایک سر و دُم بریدہ لفظ وہم لکھکر آپنے بعض اہلسنت کو
بھی جو فی الجملہ متانت رکھتے ہیں تزلزل میں ڈالدیا کلام بادلیل ہٹیلہ مطبوع طبائع
اہلِ عقل ہوا کرتا ہے اور دعوئے بدلیل خوار و ذلیل آپکا اقرار وہم میرے استفسارات
متین کے مقابلہ میں بالکل ایسا ہے کہ جیسا مرغفر کے سامنے وبالی و ال بندہ نواز حضرت
امیر کا برابر مستغیث ہونا بجمیع الوجوہ مثبت کذب و غدر شیخین ہو گیا اسمین کوئی وہم
نہیں ہے اور اگر ہو سکتا ہے تو مبہم نہ رکھئے مفصل بیان فرماتے یہ بھی واضح رہے
کہ اس مقام تک مجھکو نصف سے زیادہ ڈگری مل گئی ہے اور خاتمہ کلام پر انشاء اللہ
میرا کل دعویٰ سرسبز ہو گا مگر بالفعل جو نتیجہ پیدا ہو چکا اُسکو بھی ذہن نشین فرما لیجئے
کہ بوجہ عدم مطابقت تقریر الزامی ایک حصہ سے زیادہ عدالتِ شیخین زائل ہو گئی
اور جبکہ عدالتِ مفروضہ برباد ہوئے عام اُس سے کہ کسیقدر ہو ہر دو خلفاء
نامدار عامۃ الناس میں داخل ہو کر تحتِ حکم العوام گئے اور جبکہ زمرۃ انعام میں
جو کہ عبارت سے وحشیان و چوپایہ وغیرہ سے شمار کئے گئے تو کوئی وقعت
باقی نہ رہی اب میں اُس تمہید کی تکمیل کرتا ہوں کہ جسکا پہلے وعدہ کر چکا ہوں یعنی

لہ [illegible] ۱۲

الفاظِ کذب غدر وغیرہ کی تفسیر وہ اسطرح ہے کہ جناب عمرؓ نے بمخاطبہ حضرت علیؓ و عباسؓ سر جلسہ ارشاد فرمایا کہ ابوبکر سے معاملہ فدک میں بدلیل لا نورث حکم اخیر سنکر تم دونون نے اُسکو اور چونکہ میری حکومت بھی اُنہیں کی عنایت سے متفرع ہے لہذا مجھکو بھی کاذب غادر وغیرہ سمجھا۔ واضح رہے کہ حدیث مسلم میں چار الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ کاذب۔ غادر۔ خائن۔ آثم۔ ہر لفظ کے معانی لغوی اس قرینہ وعبارات واضحہ سے بیان کرتا ہون کہ انشاء اللہ مقبول طبائع منصفین ہو ٭

کاذب اُسکو کہتے ہیں جو کہ امر خلاف واقع بیان کرے۔ نظر بران بدالنسبت حضرت امیر جملہ بیانات شیخین خصوصاً جہانتک کہ اخذ خلافت وغصاب حقوق خاندانِ نبوت سے متعلق تھے جھوٹا اور بے بنیاد سمجھتے تھے۔ غادر غدر کرنیوالے کو کہتے ہیں اور حسب تصریح روایت محمد بن اسمعیل بخاری بہ گردہ وہ ہے کہ عہد وپیمان کرکے وفا نہ کرے چونکہ شیخین نے باوصف عہود موثقہ عہد غدیر[1] کہ کلمہ باجاہ وجلال و میمنت اشتمال بخ بخ سے ثابت ہے ایفا نہ فرمایا نظر بران جناب امیرؑ نے چونکہ اپنی ذات بابرکات کو بعد ختمی مرتبت خلیفہ بلا فصل وسلطان لازم الاطاعت جانتے تھے مدعیان خلافت کو غادر یعنی بدعہد سمجھا۔ خائن خلفائے ثلاثہ نے چونکہ تمکن ناجائز کرکے سلب حقوق اہلبیت بعض مواقع پر خودسری ومطلق العنانی سے تغیر احکام شریعت کیا اور اُسکا نام تابعین وتبع تابعین نے سیرت صحابہ وسنت شیخین رکھا جیسا کہ منع متعہ وایجاد تراویح بجماعت وزیادتی اذان نماز جمعہ وازدیادتی ارکانِ اذان بجملہ الصلوٰۃ خیر من النوم واسقاط حی علی خیر العمل از اذان تجویز حق غصبیہ انتزاع فدک منع حقوق ذوی القربیٰ اشل خمس ومال فے وغیرہ بنابران ایسے افعال قبیحہ کے ارتکاب

[1] حقیقت بیعت غدیر کا حال رسالہ ازالۃ الغین بر خلافت میں بڑی توضیح و تفصیل سے عرض کیا ہے ۱۲

سے ہادم بنیاد ملت احمدی کہے گئے یہ بزرگواران حسب عقیدہ ومزعوم عامۃ الناس
باسباب ظاہر بوجہ تعلقات سیاست مدنی امناء دین خدا گنے جاتے تھے گو کہ کسی طریقہ
سے ہوں کاش اہلبیتؑ عظام کے بھی حقوق تلف کرکے امانت خدا ورسول میں جو کہ
عبارت ہے شریعت پاک سے ایجاد وعقل آرائی نہ فرماتے اور نبی کریم کے قدم بقدم
چلتے اور امور دینی میں متابعت ثقلین کرتے تو خائن نہ کہلاتے بلکہ غاصب محض
قرار پاتے۔ آتم جبکہ حضرات ثلاثہ یہ مراحل مشکلہ یعنی منازل سہ گانہ متذکرہ بالا بالائے
بلاخوف وغدغہ بازپرس طے فرما چکے تھے تب پورے گنہگار اور اسکے سزاوار ہوگئے
کہ جسکے صاف طور پر لکھنے سے قلم ادب شیم سوختہ ہوا جاتا ہے یہاں تک جواب الجواب
تھا مگر چونکہ امورات دینیہ میں دائرہ کلام تنگ کرنا اور تحقیقات وتدقیقات انیقہ
ورشیقہ سے ہر فقرہ کیطرف باایان انصاف غور فرمانہونا بعید از شان وآئین
ایمانداری ہے بنا بران حقیر اول حدیث مسلم کی حقیقت اور علمائے اہلسنت نے جو اسکی
اصلاح میں کوشش کی ہے اسکی صلیت بیان کرنیکے بعد تھوڑے تھوڑے حالات
متعلقہ بحث کا ذب وغیرہ کتب کلامیہ سے استنباط کرکے پیش خدمت کرتا ہے۔ اگر
بترک تعصب باعتساف نظر فرما ہوگے تو آپ پر واضح ہوجائیگا کہ حق وناحق کیا چیز ہے
خدا کرے کہ برادران اسلامی فی الجملہ توجہ فرما کر تحریر ہذا کے نتائج اصلی اور علت غائی تہہ
غور کرکے استفادہ دینی اٹھائیں اور یہ ہیچ میرز وسیہ کار ذیل جامیان ملت احمدیؐ
وطریقہ جعفری محسوب معدود ہو کر ماجور ومثاب ہو آمین ثم آمین +
جاننا چاہئے کہ حدیث مسلم جسپر سلسلہ کلام جاری ہوا ہے بخاری ومسلم ہر دو کتاب
میں بتغیر الفاظ واتحاد مطلب درج ہے روایت بہت طولانی ہے کل عبارت عربی

کا نقل کرنا باعث طول سمجھکر اُسکے دو حصے کرتا ہون ایک حصہ کا مضمون بجنسہٖ اُردو
میں بیان کرکے باقی اصل عبارت نقل کرونگا حدیث کے پہلے حصہ کا ترجمہ یہ ہے
زہری سے بحوالہ مالک ابن اوس مروی ہے کہ ایک روز خلیفہ عمر اپنے دولت سرا میں
تشریف رکھتے تھے کہ یرفع غلام عمر نے اطلاع دی کہ عثمان و عبدالرحمن و زبیر و سعد
اجازت حضوری طلب کرتے ہیں خلیفہ صاحب نے حکم دیا کہ آئے وہ اُسکے متعاقب غلام عمر نے
خبر دی کہ علیؑ و عباس بھی موجود ہیں حکم ہوا کہ وہ بھی آئیں پس دونو صاحب داخل
ہوتے عباس نے دربار میں پہونچکر عرض کیا کہ اے امیرالمومنین مجھمیں اور معاذاللہ اس علی
کاذب غادر و خائن و آثم میں فیصلہ کرو تب عثمان وغیرہ نے بھی سفارش کی اور کہا
واقعی انمیں فیصلہ ہی کرا دینا مناسب ہے پس عمر نے عثمان اور اُنکے ساتھیوں سے
یہ فرمایا کہ آپ صاحب خالق ارض و سما کی قسم کھا کر کہیں کہ تم نے رسول پاک سے
حدیث انا معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث وماترکناہ صدقۃ سُنی ہے تب سب نے
بیان کیا کہ بیشک سُنا ہے پھر علیؑ و عباس کیطرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آپ بھی بحلف
بیان کیجیے کہ اس حدیث کو رسول صلعم سے سُنا ہے تب اُنہوں نے بھی حدیث کے
سُننے سے اقبال کیا اُسوقت عمر نے آیہ فے؎ تلاوت کرکے اموال بنی النضیر و ما
افاء اللہ کا طرز تقسیم بعہد رسول اللہ بیان فرما کر جملہ حاضرین دربار سے حلف ضابطہ
لیا من بعد ارشاد فرمایا۔ فلما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما
تطلب میراثک من ابن اخیک و یطلب هذا میراث امرأته من ابیها فقال ابوبکر
قال رسول اللہ لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ کاذبا آثما غادرا خائنا واللہ یعلم انہ لصادق
بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر و انا ولی رسول اللہ و ولی ابوبکر فرایتمانی

؎ آیۂ فئے کی تقسیم کا ذکر حصّہ تفسیر میں ہے +

کاذباغادراخائنا اثما واللہ یعلم انی لصادق بار راشد تابع للحق فولیتہا حتی
جئتنی انت وھذا وانتما جمیع امرکما واحد فقلتما ادفعہا الینا فقلت ان شئتم دفعتہا
الیکم علی ان علیکما عہد اللہ ان تعملا فیہا بالذی کان یعمل رسول اللہ فاخذتماھا بذلک قال
کذلک قال نعم قال ثم جئتمانی لاقضی بینکما واللہ لا اقضی بینکما بغیر ذلک حتی تقوم
الساعۃ فان عجزتما عنہا فرد لہا الی انتہی خلیفہ عمر بمواجہ جناب علیؓ وعباس ارشاد فرماتے
ہیں کہ جس وقت رسول پاک نے وفات پائی تو کہا ابوبکر نے کہ میں ہوں خلیفہ رسول
صلعم کا پس آئے تم دونوں اے علیؓ وعباس کہ طلب کرتا تھا تو اے عباس میراث اپنے
بھتیجے سے اور طلب کرتا تھا یہ علی المرتضیٰ میراث اپنی زوجہ کی اسکے باپ کیجانب سے
بجواب ابوبکر نے کہا کہ رسول خدا نے ارشاد فرمایا کہ نہیں ہمارا وارث ہوتا ہے کوئی جو کچھ
کہ ہم یعنی انبیا چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے پس اس بات کے کہنے سے تمنے اسکو جھوٹا
دغاباز خائن گنہگار جانا خدا جانتا ہے کہ وہ سچا نیک ہمتا تابع واسطے حق کے تھا جب
مرگیا ابوبکر اور میں خلیفہ ہوا رسول خدا اور ابوبکر کا پس جانا تمنے مجھکو جھوٹا اور بدعہد و
خیانت کرنے والا اور گنہگار خدا جانتا ہے کہ میں سچا نیک ہمتا تابع واسطے حق کے ہوں
پس چلے گئے تم اور پھر تم دونوں میرے پاس آئے درحالیکہ تم دونوں ایک تھے اور
تمہارے کلام میں اتفاق تھا سو تم نے کہا کہ یہ ترکہ ہمارے حوالہ کردو تب میں نے کہا کہ
اس شرط سے دیتا ہوں کہ تم خدا سے عہد کرو کہ اسمیں وہی کچھ جو رسول صلعم کیا کرتے
تھے چنانچہ آپ ہردو صاحبان نے قبول کرکے ترکہ مذکور اسی شرط پر لیا سچ کہو
جیسے کہ میں کہتا ہوں اسی طرح ہے یا کچھ اور اسوقت آپ نے کہا کہ ہاں اسی طرح
ہے اب آپ میرے پاس پھر آئے قضیہ لیکر اسواسطے کہ میں آپ کا فیصلہ کردوں

پس جو کچھ کہ میں پہلے کر چکا ہون اُسکے خلاف مجھ سے تا قیامت نہ ہوگا اگر تم
سے انجام تولیت نہیں ہو سکتا تو مجھکو واپس دیدو واس حدیث کے مضمون پر
نظر کرنے سے چند موقع مشتبہ و مخدوش معلوم ہوتے - لہذا جملہ مقامات مخدوشہ
کی تصریح کرتا ہون تین جملے حدیث مسلم کے قابل توجہ ارباب انصاف ہیں پہلا جملہ
یہ ہے کہ جناب عباس نے مجمع عام اصحاب میں حضرت علیؓ کو معاذ اللہ کاذب وغیرہ
کہکر حضرت عمر سے انصاف چاہا دوسرا جملہ یہ ہے کہ حضرت عثمان و عبد الرحمن و
زبیر و علیؓ و عباس کا زبان فیض ترجمان نبی صلعم سے نحن معاشر الانبیاء الخ سنکر
گواہی دینا اور جناب امیرؑ و عباس کا برعکس اپنی شہادت کے عہد صدیق و فاروق
میں برینا وراثت نبوی باستدلال استحقاق خود ہا دعویدار ہونا اور جناب عمر سے
اموال بنی النضیر و ما افاء اللہ کا رسول مقبول کے زمانہ میں طرز تقسیم سنکر بحلف
تصدیق کرنا اور خود عمل نہ کرنا ہونا بلکہ حجت ہائے بالغہ و دلائل کاملہ سے بعہد صدیق
وفاروق اس بات کے درپئے ہونا کہ ما افاء اللہ و مال بنی النضیر ترکہ نبوی سے
بحکم قرآن جریان وراثت ہونا چاہئے - تیسرا جملہ یہ ہے کہ عمر کا ابوبکر و ذات خود
کو نا ولی رسول اللہ کہنا حالانکہ باعتقاد سنیہ نبی معصوم نے زمانہ حیات میں ابوبکر
و عمر یا کسی اور شخص کو خلیفہ نہیں بنایا ہر سہ فقر ہائے متذکرہ پر جو شبہات و محامل
کہ بادی النظر میں پیدا ہوتے ہیں اُنکو تفصیلوار عرض کرتا ہون احتمال جملہ اول
نہایت حیرت خیز واقع ہے کہ جناب عباس نے بایں شایستگی و اہلیت حضرت امیرؑ کو
الفاظ بد و نالایق سے کیوں نسبت دی ایسے بیہودہ کلمات ارازل بھی ایکدوسرے
کو سر جلسہ کہنا سخت معیوب سمجھتے ہیں شائستہ و تہذیب یافتہ لوگون کا یہ شعار

دکردار نہیں کہ باہم ایسے غیر مہذبانہ و پاجیانہ گفتگو کریں کمال تعجب انگیز قصہ ہے کہ جناب عباس نے اپنے برادر زادہ کو درحالیکہ حسب روایت بشان آیہ مباہلہ میں نفس رسول و سورۂ تحریم میں صالح المومنین سے کہ جسکا مافوق ممکن نہیں وہی مقصود ہیں جھوٹا اور بے ایمان کیوں کہا اور وہ کونسا حق موروث و مکسوب جناب عباس کا حضرت علیؑ نے باین زہد و تورع ضبط کرکے خیانت مجرمانہ کی تھی کہ جسکے پاداش میں ایسے کلمات ناگفتنی و ناشنیدنی کے مستحق ہوتے اگر بنظر دفع الوقتی کہا جاوے جیسا کہ بعض اہلسنت نے کہا ہے کہ جناب عباس نے چونکہ آپکے چچا تھے واب بزرگانہ سے یہ خشونت کی تو کسی طرح عقل باور نہیں کر سکتی کیونکہ ارباب کیاست و لیاقت کے یہ کوئی معمولی بات نہیں کر یکے بادیگرے بیہودہ کلامی کریں یا آنکہ کوئی مرد بزرگ اپنے ایسے خورد کو جو بجز کمی سن بجمیع الوجوہ اُس بزرگ سے اعلی و افضل ہو بالزام بیجا سخنان ناصواب کہے اور نہ ایسا کوئی قاعدہ ہے کہ محض لمبی ڈاڑھی ہونیکے اعتبار سے کوئی شخص اپنے چھوٹوں کو بنظر جبر بزرگانہ بیش سلطان عادل و حضور اخیار عین دار الشریعت میں ایسے الفاظ کہے جنکو بمقابلہ کفار بھی کہنے میں تامل ہو۔ چونکہ یہ جملے حالات حضرات اہل سُنت کی سندی کتاب میں مندرج ہیں لہذا آپ ہی اُسکے ہر فقرہ کے جرح کے جواب دہ ہیں اور ہمارے ذمہ کوئی الزام نہیں کیونکہ مجموعہ اندراجات اور فقرات صحاح کے شیعہ قائل نہیں ہیں جو حدیث کہ اسوقت معرض بحث میں ہے ہمارے نزدیک اسکا اتنا ہی مضمون درست ہے کہ جسقدر جناب عمر نے حضرت علیؑ سے درباب کاذب و خائن وغیرہ بیان کیا اور باقی مضامین مصلحتاً اضافہ کئے گئے ہیں چنانچہ عبارات زائدہ

وبیفائدہ کے وجوہاتِ اندراج انشاء اللہ بیان کئے جاوینگے اب مین جناب سے خصوصًا و دیگر حضرات اہلِ علم وایمان سے عمومًا عرض کرتا ہون کہ جناب امیر نے باین کرم وصلہ رحم کہ جس کے تصدیق مین بطون کتب حدیث و سیر مملو و مشحون و ثقات اُمت رطب اللسان ہین جناب عباس کے ساتھ کوئی زیادتی کی تھی اور اُنکے کسی حق واجب و جائز کو بقول صاحب تحفہ و ہدیۃ الشیعہ غاصبہ پاکر و بالیا تہا اگر حسب اعتقاد ہر دو علمائے موصوف کہ جنکو مولویان حضرات سنیہ بڑا محقق استاد خیال فرماتے ہین حضرت علیؑ نے حقیقتًا جناب عباس کو بیدست و پا سمجہکر نالائق رکہا اور اُس تمام جائداد مین جوکہ تینگاہ حضرت عمر سے بصیغہ تولیت اُن کے سپردگی مین تھی اپنا قبضہ وتصرف بخلافِ شرائط مندرجہ حدیث مسلم کر لیا چونکہ ہنگام حصولِ سند تولیت عمر سے حلف کیا تہا کہ ہم اِن اراضیات مین وہی عملدرآمد پیش نہادِ خاطر رکہینگے جیسا کہ عہد رسُول مقبول مین تہا اور بعد مین حرص نفسانیت سے قول و قسم پر کچھ اعتنا نہ کیا تابو پاکر سب دبا بیٹھے اندرین حالت حضرت علیؑ کو کیون عادل و باایمان کہین و معاذ اللہ حسب مقولہ جناب عباس مندرجہ بخاری و مسلم و باتباع مولوی محمد قاسم نانوتوی و شاہ عبد العزیز دہلوی فاسق نہ سمجہین اور بصورت عدم وقوع خیانت وغیرہ بالزام بیجا و سخنان ناصواب جناب عباس کو کس دلیل سے جہوٹا اور مفتری نہ خیال کرین اگر دونون بزرگوارون کی نسبت بظاہر حکم تفسیق دینا خلافِ شان مسلمانی ہو توپھر کیا کرین اُسوقت چار و ناچار لازم آئیگا کہ بخاری و مسلم کو صحیح ترین کتب بعد کتاب باری کیا بلکہ کتاب خالق باری سے بھی بیست تر سمجہین اور حسب اجماع علمائے اہلسنت انکی تمامی احادیث کو پھینکا چھوڑا ہو

یعنی صاف شدہ نہ خیال کریں بلکہ بخلاف اسکے اُن کے جمیع ایسے مطالب کو کہ جن کی
تصدیق سے نفس صاحبان ایمان پر حرف آتے بالکل جھوٹا اور موضوع تصور کریں
اور شاہ صاحب مؤلف ہدیۃ الشیعہ کو چونکہ معتقد بخلیفہ علی علیہ السلام ہیں سراسر رنجش
سمجھیں واضح رہے کہ اس موقع پر کوئی تاویل ہی نہیں ہوسکتی تاکہ بزور عقلیات اصلاح
کرکے حضرت امیرؑ و جناب عباسؓ و صحیحین و صاحب تحفہ و ہدیۃ الشیعہ کو الزام سخت سے
بچایا جاوے بہرحال منجملہ تین با اعتبار چیزوں کے ایک سے ضرور استعفا دینا ہوگا۔ یا
علیؑ و عباسؓ کو معاذ اللہ جھوٹا اور خائن کہو یا مسلم و بخاری کے صحت اور حضرت
شاہ صاحب و نانوتوی کے وثوق و اعتبار و عزو وقار و اقتدار کا کبھی بھولے سے بھی نام
نہ لو امام نووی شارح مسلم اس موقع پر سخت پیچیدگی لاحق ہوئی آخر کار نہایت پیچ ہوکر
ستر با تاویل کیا اور راویان حدیث کو جھوٹا کہدیا ہم لوگ امام نووی کا تہ دل سے
شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے تکذیب روایت ہی پر اکتفا کیا شاہ صاحب وغیرہ علمائے
متاخرین کیطرح بیدھڑک ہوکر جناب امیرؑ پر الزام غلبہ نہیں لگایا چونکہ حضرت علیؑ کی
شان میں باعتبار صولت و شجاعت و فتوحات و قلعہ کشائی غالب کل غالب آیا ہے عجب نہیں
کہ شاہ صاحب بہادر نے غالب کے یہی معنی سمجھے ہوں کہ اپنے عزیزان و بزرگان کو انکے
حقوق واجبہ بیدخل کرکے غلبہ حاصل کیا جاوے۔ ولئے برین ایمان و علوی
شان بہ ثبوت اس امر کے کہ امام نووی شارح مسلم نے راویان حدیث کی طرف
نسبت کذب کی ذیل میں عبارت نقل کیجاتی ہے مطابق فرمائی جاوے عبارت عربی
مندرجہ شرح مسلم کتاب الجہاد باب حکم الفئی امام نووی شارح مسلم نے ازرہِ نقل
کیا ہے ان هذا اللفظ الذی وقع لا یلیق ظاهره بالعباس و حاشا لعلیؓ ان یکون فیه بعض

هذہ الاوصاف الی ان قال واذا انسدت طرق تاویلہا نسبنا الکذب الی رواتہا
و قد حمل ہذا المعنے بعض الناس علی ان ازال ہذا اللفظ من نسخۃ تورعًا
عین اثبات مثل ہذا انتہی حاصل کلام نووی یہ ہے کہ یہ لفظ یعنی کاذب
غادر وغیرہ جو روایت میں وارد ہے ظاہر حال جناب عباس کے مناسب نہیں اور
معاذ اللہ کہ علیؑ ابن ابیطالب میں یہ بعض اوصاف ہوں یہانتک کہ آگے چلکر نووی نے
کہا جب اہیں تاویل کی سب بند ہو گئیں ہم راویان حدیث کی تکذیب کرتے ہیں کیونکہ
بعض اور آدمیوں کو اسی خیال نے اسپر برانگیختہ کر دیا ہے کہ اس لفظ قبیح کو اصل کتاب سے
نکال ڈالا ہے بنظر اسی احتیاط کے جو ایسے کلمہ کی نسبت دینے میں عائد ہوتے
ہیں حقیر اس قصہ پر غصہ کا شان نزول بیان کرتا ہے۔ کہ کیوں ایسا سخت
فقرہ جناب عباس کی ذات سے منسوب کیا گیا اصل مطلب یہ ہے کہ کوئی اس قسم کا
معاملہ نہ تھا کہ حضرت امیرؑ کی ذات سے جناب عباس کو رنج پہنچا ہو یا آنکہ ولایت مآب نے
اپنے چچا کو انکے کسی حق شرعی سے غلبہ پاکے بے دخل کیا ہو اور نہ انہیں در باب انقسام
جائداد تنازعہ و تکرار تھا جیسا کہ صاحب ہدیۃ الشیعہ باتباع شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ
حضرت عمر نے جناب علیؑ و عباس کو فدک وغیرہ کا متولی کر دیا تھا ہر دو متولیان کی
رائے میں اختلاف ہو کر منجر بنزاع و تکرار ہوا اور نہ کبھی جناب عباس نے اپنے ایسے ذی حقیقت
و کامل الایمان برادر زادہ کو جسکے بحور علم کے قطرہ اور دانے تلامذہ ہونیکا انکے
بیٹے بعبد فخر و مباہات دعوی کرتے تھے صفات مندرجہ حدیث مذکورہ سے تعبیر کیا
بلکہ بروایت جناب ابن عباس حضرت علیؑ اُن جملہ آیات قرآنیہ کے جو کہ مُبشرہ ثواب
دار القرار ہیں اس رئیس سمجھے گئے ہیں اور آیات مذمت و عتاب جو کہ مجملاً بحق صحابہ

وارد ہیں اُن سے بری ہیں خدارا غور کیجئے اور اپنے کتب مستندہ سے استخراج و استنباط فرمائیے کہ حضرت عبداللہ جناب عباس کے خلف سعید و رشید حضرت امیرؑ کی ایسی تعریف فرمائیں کہ آیات رحمت کے نزول کا مقصد اصلی قرار دیں اور آیات مذمت و عتاب و خشم آمیز سے بالکل جدا بیان کریں اور حسب تسلیم سبط ابن جوزی مندرجہ کتاب تذکرہ خواص الامتہ جناب امیر کو سید الصادقین بیان کریں چنانچہ آیۂ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصادقین کی تشریح میں علامہ موصوف نے لکھا ہے قال علماء السیر معناہ کونوا مع الصادقین علی علیہ السلام و اھلبیتہ قال ابن عباس علی علیہ السلام سید الصادقین اور ایک موقعہ پر انکے پدر بزرگوار اس درجہ مذمت کریں کہ ہم پلہ کفار بدکردار کر دیویں۔ اگر حضرت امیرؑ نے جناب عباس کو کوئی اذیت پہنچائی ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اُنکے صاحبزادے جو کہ باپ کے سامنے عاقل و بالغ ہو چکے تھے اُسکو فراموش کر کے حضرت علیؑ کے مدّاح و متوصّف ہوتے۔ مگر قدرت خدا قابل دید فی ہے کہ رجمًا بالغیب اسی حدیث کے فقرات آخری میں بقولے حافظ نیاشد امام مسلم کی قلم سے نکل گیا ہے ثم جئتنی انت وھذا وانتما جمیع و امرکما واحد یعنی عمر نے کہا کہ اے عباس تم اور یہ یعنی علی المرتضیٰؑ دونو میرے پاس آئے درحالیکہ باہم متفق تھے اور بات تمہاری ایک تھی سو اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ خدانخواستہ چچا بھتیجے میں کوئی ملال و خرخشہ نہ تھا نہایت افسوس کی بات ہے کہ خلفا کی بیہودہ باتوں کی اصلاح کے لئے اناپ شناپ جو کچھ زبان قلم پر آیا بلا خیال اطراف و جوانب آنکھ بند کر کے لکھدیا یہ نہ سمجھا کہ آخر کسی دیانتدار با انصاف کی نظر سے گزریگا تو پرخچے اُڑ جائیں گے اصلیت یہ ہے کہ یہ فقرہ تنازعہ علیؑ و عباس کا اِس مصلحت سے بڑھایا گیا

ہے کہ حضرت امیر کو متعصب لوگونکی نگاہونمیں بے وقار کیا جاوے اور چونکہ جناب ولایت مآب شیخین کو بقول اُنہیں کے کاذب وغیرہ جانتے تھے بنابران اگر کوئی شخص بمقتضائے دردِ دین اعتراض کرے کہ حضرت علیؑ کو جناب عباس نے سر دربار ایسا کیون کہا تو اُسکو یہ جواب بکراشک شوئی کیجاوے کہ اگر علی المرتضیٰ خلیفتین کو کاذب وغیرہ جانتے تھے تو کونسا رکن کعبہ کا ٹوٹا ہوگیا اُنہین حضرت علیؑ کو عباس عمِ رسول نیک کردار برسر جلسۂ عام میں بُرا کہتے تھے پس حضرت علیؑ باین عیوب ِ ذاتی اگر کسی مرد صادق و بار و راشد کو جھوٹا خیال کرین تو کب لائق اعتنا ہے اگر کسی نے اس جواب کو دوراز صواب سمجھکر زیادہ تشریح و توضیح چاہی تو اُسکو یہ کہکر ٹال دیا کہ میان بزرگانِ دین کے معاملہ میں ہمارے عقول کو دخل نہیں ورنہ ہم اسیر مامور ہیں کہ اُنکی دھول جوتی لپا ڈگی یا اختلافاتِ مشاجرات پر نظر کرین ہمکو بہر نہج یہی زیبا ہے کہ اُنکے تنازعات کو محمول بقضایا متحدانہ کرین اور اپنی زبان سے کسی بُرے کو بھی بُرا نہ کہیں اظہار الہدیٰ مولفہ مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جو کہ برائے نام جواب انوار الہدیٰ مصنفہ جناب مولانا شیخ احمد صاحب دیوبندی ہے اُسکے صفحہ ۱۴۱ میں سطر ۸ ملاحظہ طلب ہے جسمیں وہ نہایت نرم زبان سے سرِ قلم نیچا کرکے بدونکے بُرا کہنے سے بیزاری ظاہر فرماتے ہیں معلوم مولوی صاحب اِس عقیدہ کی پابندی سے آیۂ وافی ہدایہ یلعنهم الله و یلعنهم اللاعنون کس گروہ سے متعلق فرمائین گے ہرچند کہ خلاف مبحوث عنہ ہے مگر یہ نکتہ بلیغ اس محل پر قابل اندراج معلوم ہوتا ہے کہ سوائے شیعہ مرتضوی اور جمیع طرق اسلام کو مسلمان پر کیا بلکہ کفار لیام پر بھی لعن کرنےمیں کف اللسانی ہے اور شیعیان حیدر کرار صفت تبرا سے ایسے مخصوص کئے گئے ہیں کہ محتاج بیان نہیں پس عاقل خبیر کو یہ

دیکھنا لازم ہے کہ قرآن پاک میں جابجا کاذب ظالم پر خدائے پاک نے لعن وارد فرمایا ہے اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ یہ لعن کاذبین ظالمین اہل اسلام سے متعلق ہے اگر تعبیر بکفار کیا جاوے تو مسلمان کو جھوٹ بولنے اور ظلم کرنے میں پوری آزادی ہے پھر تو اعملوا ما شئتم یعنی جو چاہو سو کرو اہل بدر کیلئے حسب مقولہ اہلسنت مندرجہ آیات بینات نہایت ہی صحیح ہو جائیگا حق یہ ہے کہ خطاب لعن سوائے کفار بد انجام بپاداش کذب و ظلم و کتمان آیات جناب احدیت اہل اسلام سے بھی ایسا ہی تعلق رکھتا ہے کہ جیسا دیگر کا تمان آیات الٰہی سے حضرات اہل سنت کے امام اعظم ابو حنیفہ سے جو درباب لعن یزید پلید استفتا کیا گیا تو انہوں نے غایت وفور ایمان سے سکوت فرمایا شاید امام صاحب کے نزدیک جناب خامس آل عبا آیات خدا میں داخل نہوں اور یزید کو بھی ظالم نہ تجویز فرماتے ہوں ایسے ذی اقتدار بانئے مذہب کے سکوت نے یہ اثر کیا کہ اہلسنت کو ارتکاب لعن میں جرارت و مبادرت نہ رہی ۱۸۷۵ء میں بمقام ڈیرہ اسمٰعیل خان نواب سرفراز خان صاحب کے مکان پر درباب جواز و عدم جواز لعن یزید علمائے سنیہ کا بہت بڑا جلسہ ہوا اور اطراف و جوانب کے علمائے و حفاظ منتخب کر کے بلائے گئے بڑے بڑے ریش دراز عالم قرآن کو حمائل کئے ہوئے بصد غیظ و غضب یہ اصرار کرتے تھے کہ بوجہ سکوت ابو حنیفہ یزید کسی طرح سے مستحق لعن نہیں ہو سکتا انجام کار انہیں کی ڈگری ہوئی اگر شک ہو تو نواب اللہ داد خان صاحب خلف الصدق نواب سرفراز علی خان صاحب بہادر رئیس اعظم ڈیرہ اسمٰعیل خان سے دریافت کر لیا جاوے پس سمجھ لینا چاہئے کہ تمامی فرقہ اسلامیہ میں سوائے گروہ شیعہ کے اور کسی کو ایسی جرأت نہیں کہ کاذب ظالم وغیرہ پر جیسا کہ خدائے اکرم لعنت کرتا ہے کریں اور صفت لاعنون سے بھی یہی گروہ

مقصود ہے جو کہ لعنت کرنیوالا ہے نہ کہ وہ لوگ جو کہ صامتوں و ساکتوں میں اصل ہیں اور
بلاشبہ وہ اہلسنت ہیں کہ اعدائے دین پر لعن و نفرین کرنے سے بفرا سنج بھاگتے
ہیں پس حضرات اہلسنت چونکہ برونکو برا کہنے سے اعتراض فرماتے ہیں تو لازم آیا کہ کتاب
اللہ کے ایک جزو پر عامل نہیں اور جس گروہ نے کسی فعل یا ترکِ فعل سے ایک جزو
قرآن پاک کو متروک العمل جانا اُسکو میں مرکب الفاظ میں نہیں کہہ سکتا کہ کیا ہے مگر
مفردات میں عرض کرتا ہوں کہ آپکے ک اف ر ہونے میں کسی کافر کو بھی شک نہیں
چونکہ یہ موقع اس بیان کا نہیں ہے کہ حضرات اہلسنت نے کسقدر قرآن کو متروک العمل کر دیا
انشاء اللہ اس رسالہ کے حصہ دوم میں وہ جملہ آیات کہ جنکے عمل سے اہلسنت کو حرمانی
ہے بیان کرونگا لیکن اتنا اور بھی ذہن نشین فرمایئے گا کہ حضرات اہلسنت نے یہ اہتمام
کیوں کیا کہ بالکل سد باب لعن فرما دیا اور تارکِ حکم قرآنی ہوئے اسمیں ایک بھاری
مطلب کی تحفظ نیری منظور تھی یعنی اگر کبھی کسی شخص نے بھولے سے بھی بیادِ اش و
مکافات سوادبی بمقابلہ خاندانِ رسالت صحابہ معیوب کی نسبت فتحِ باب جرح کیا تو
خیر ثلاثہ جو نکہ بانی ظلم و جور ہیں کسی طرح نہیں بچ سکتے یہ سارا انتظام انکی عیب پوشی و
بچاؤ کے لئے کیا گیا ہے کیونکہ خاندان نبوت پر جو شدائد مثل حق تلفی و تہدید خانہ سوزی
وغیرہ واقع ہوئیں وہ شیخین ہی کے دوران خلافت میں ہوئیں آئندہ جو سلاطین جو رمسند آرائے
حکومت ہوتے رہے وہ پچھلی یاد داشتونکو ملاحظہ فرما کر عمل کرتے رہے ہیں اس ثبوت میں کہ
صحابہ درحقیقت قابل اس ہی کے تھے کہ انکے افعال پر اعتراض کیا جاوے مگر بمصلحت
خاص سد باب تشنیع کیا گیا ہے شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ کا ایک قول پیش
کرتا ہوں جسکو انکے خلف الصدق نے آیتے من آیات اللہ و معجزہ من معجزات رسول اللہ

بیان فرمایا ہے ولی اللہ موصوف رسالہ مسمی بمقالہ وضیہ فی النصیحۃ والوصیۃ میں
اپنے ہم مذہبوں کو باین عنوان ہدایت فرماتے ہیں کہ وصیت دیگر آنکہ در حق صحاب
آنحضرت اعتقاد نیک باید داشت و زبان را بجز مناقب ایشان جاری نباید ساخت
درین مسئلہ دو صنف خطا کردہ اند قومی گمان میکنند کہ ایشان باہم سینہ صاف بودند
و ہرگز مشاجرات میان ایشان نہ گذشتہ و این ہم صرف ست زیرا کہ نقل مستفیض
شاہد ست بر مشاجرات ایشان و انکار این نقل مستفیض نمیتوان کرد و قومے
این چیزہا بدیشان منسوب دیدند زبان بہ طعن و لعن کشادند و در وادیہ ہلاک
افتادند برین فقیر ریختہ اند کہ اگرچہ اصحاب معصوم نبودند و از بعض عوام ایشان
ممکن کہ چیزہا بوجود آمدہ باشد کہ اگر از دیگران مثل آن بوجود آید مورد طعن و جرح گردد
اما ما موریم بکف اللسان از مساوی ایشان و ممنوعیم از سب و طعن تعبداً برائے مصلحتے
و آن مصلحت این ست کہ اگر فتح باب جرح در ایشان شود روایت از حضرت پیغامبر منقطع
گردد و در انقطاع روایت برہم خوردن ملت ست انتہی۔ ان چند سطور میں فوائد عدیدہ
پیدا ہوتے۔ اول یہ کہ صحابہ باہم سینہ صاف نہ تھے بلکہ بغض و عداوت و کینہ و حسد و حقد
و مشاجرات کہ بدترین عیوب ہے باہم دگر رکھتے تھے چونکہ طائفہ صحابہ کو مجموعاً عادل قرار
دیکر بغرض تکفیر شیعہ بعض صحابہ کفر قرار دیا گیا ہے۔ پس درحالیکہ صحابہ عظام ایکدوسرے
سے بغض رکھکر تشاجر و تخاصم رکھتے تھے لہذا حسب مذاق سنیہ کل کافر سمجھے جاسکتے
ہیں کیونکہ اس باب میں یہ آزادی ہنیں دیگئی کہ اصحاب کرام آپسمیں دنگہ فساد کریں تو ماجور
ہیں اور معترض معتوب۔ دوم جو لوگ کہ صحابہ کرام کے سینہ صافی اور انکے ارتباط و اتحاد
کے مدعی ہیں وہ منکر نقل مستفیض یعنی اخبار عداوت صحابہ ہو کر راہ خطا اختیار

سکتے ہوتے ہیں۔ اس مرض متعدی میں عام جہلا اہلسنت گرفتار ہیں از آنجملہ عقوق والد ماجد سے بے پروا ہو کر حضور شاہ صاحب بھی نظر وصو کہ دہی حق پوشی انکار مشاجرات صحابہ فرماتے ہیں سوم جو معاملات کہ صحابہ بیما ثلاثہ سے بمقابلہ خاندان رسالت و دیگر اصحاب مکرمت مآب مثل اخراج از بلد و جبر و قسر و سب شتم و آتلاف مال مومنین و زد و کوب وغیرہ وقوع پذیر ہوئے اور انکو نقل مستفیض سے تعبیر کیا کیوں مد نظر نہ کیا جاوے صحابہ کے بدعملی پر طعن نہ کرنے کو شاہ صاحب آبائیں تو ہم منع فرماتے ہیں کہ اگر بجرم مخاصمت باہمی انکو نشانہ تیر ملامت کیا گیا تو انقطاع خبر یعنی اسقاط سلسلہ حدیث آنحضرت سے ہوجاتیگا۔ پس ایسے حضرات کی اخبار کب معتبر ہوسکتی ہیں ممکن کیا بلکہ ضروری ہے کہ نقل روایات و احادیث میں ایسے لوگ اغراض نفسانیہ کو دخل و دیگر خلائق کو بدراہ کریں جیسا کہ انہیں اوراق میں حدیث لا نورث پر کہ جسکا سلسلہ حضرت صدیق سے ہے سخت گیر و دار ہو رہی ہے ایسی گروہ کے اقوال کبھی قابل استدلال نہیں ہو سکتے ہمنے ثلاثہ یا انکی امثال کے ہاتھ سے سوائے رنج و تعب کوئی ایسا فائدہ نہیں اٹھایا کہ باوجود ایسے ثبوت نقل مستفیض کہ جسکی تصریح بیع فاتر طوال موجود ہیں اعتنا نہ کریں اور انکو کنتم خیر امتہ کا مصداق سمجھے جاویں حق یہ ہے کہ حضرات اہلسنت ان تمام زیادتیوں کو جو کہ خاندان رسول مقبول کے دست اشقیا امت سے صادر ہوئیں بخوبی جانتے ہیں اور کتب میں بصراحت موجود ہیں مگر بالکل خیال نہیں ہوتا اور نہایت ایمانداری سے سمجھ بوجھکر چپ ہوجاتے ہیں اور اگر کسی نے جھنجھلائے تو تیہ سے ساکت کرنا چاہا تو بالآخر نہایت ناانصافی و بیحجابی سے یہ کہکر دامن کش ہوجاتے ہیں کہ خواہ وہ کیسے ہی کیوں نہوں مگر چونکہ

متقدمین نے انکی ریاست و امامت کو تسلیم کر لیا لہٰذا ہمکو گنجائش کلام باقی نہیں ہی
احتمال جملہ دوم صاحبان ایمان و ارباب ایقان کی خدمت میں نہایت ادب سے دست
بستہ ملتمس ہون کہ احتمال جملہ ہذا پر سرسری طور سے نظر نہ کریں براہ شان مسلمانی
بلا غور و خوض امور بدیہی سمجھکر انصاف فرماویں کہ اصحاب صداقت مآب و ہمنشینان
رسول مقبول کی حضرات اہلسنت نے کس خوبی و شائستگی سے حالت کذائی
بیان فرمائی ہے اور کیسے کیسے الفاظ صاف و روشن سے اُن کے ایمانین
داغ لگایا ہے سوائے اہلسنت کے اور مذہب کا آدمی کہ جسکو حقائق اسلام سے
آگاہی نہو ایسے واقعات و قضایائے ناشائستہ کو دیکھکر ضرور ہے کہ مسلمانی
کو سراسر بے ایمانی سمجھے صحابہ رسول مقبول کو باعتبار زہد و اتقا ہر شخص با انصاف
کہہ سکتا ہے کہ نوع بشر میں ایسے انفاس متبرکہ بے شبہ نادر الوجود ہیں و خصوصًا
جناب امیر علیہ السلام کے طرز عمل و رفتار نیک کردار پر با وصف عداوت اسلام کفار
لیام نے بھی آجتک کوئی ایراد نہیں کیا مگر حضرات اہلسنت انکو ایسے افعال نذیلہ
و کردار قبیحہ سے منسوب فرماتے ہیں کہ جس سے انکا سخت دنیا طلب بے ایمان ہونا
بلا کسی تامل کے ثابت ہوتا ہے ذرا غور سے دیکھو اور ایمان داری سے انصاف کرو
کہ جناب عباس و حضرت علیؑ نے بشمول زبیر و جناب عثمان و غیرہ خدائے پاک کو
صفات مخصوصہ سے یاد کرکے حدیث لانورث کا زبان فیض ترجمان سید المرسلین
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سماعت فرمانا روبرو حضرت عمر بحلف بیان فرمایا ہے
اور اموال بنی النضیر و ما افاء اللہ کے مقامات مصرف کو بعہد رسول اللہ تسلیم و
تصدیق کیا اور باین علم و آگہی حسب شہادت خلیفہ عمر خلافت حضرت ابوبکر میں بخلاف

اپنی شہادت کے بہ تعین استحقاق خود یا جیسا کہ حدیث ما بہ النزاع میں تصریح موجود
ہے دعوے وراثت کیا اور جبکہ خلیفہ اول نے بموجب حدیث کہ جسکی صداقت وصحت
کے دعویداران شاہد تھے مقدمہ وراثت میں فیصلہ صادر کیا تو انکو جھوٹا اور بے
ایمان و دغاباز جانا اور بعد وفات ابوبکر بعہد خلافت عمر مجدداً بطریق دھوکہ دہی
حکام اسی نوع اور حیثیت سے مقدمہ ارث دائر کیا اور جبکہ خلیفہ عمر نے اپنے مستخلف
یعنی ابوبکر کی سنت عدم سماعت مقدمہ کو زیر عمل فرما کر دعوے کو بحیثیت اول رجوع
ہونے سے منبر پر نہ چڑھایا اور باستدلال تجویز اول خارج کیا تو حضرت امیر و جناب
عباس نے ایسے فاروق حق و باطل کو بھی مثل ابوبکر کاذب خائن وغیرہ جانا حضرت امیر و
جناب عباس سے عمر نے وقوع کذب غدر وغیرہ بطور اخبار بیان فرمایا ہے صورت حال
یا کسی متعال سے دریافت کیا ہوگا کہ عباس علی ابوبکر و ذات خود تس کو جھوٹا یقین
کرتے ہوئے ہیں بہر حال حضرت عمر کا انصاف قابل داد ہے کہ انہوں نے حضرت امیر کے
ما فی الضمیر و عندیہ خاطر کو سر جلسہ بیان فرما کر شیعیان مرتضوی کے لئے گنجائش کلام
وسیع تر پیدا کر دی ہم نہایت شکر گذاری کے ساتھ انکو اسی ہدیہ کے لائق سمجھتے ہیں کہ
جسکی قابلیت انہوں نے خلافت چند روزہ میں بمقتضائے ادب کیشی خاندان نبوت کے
عزو احترام اور انکے حفظ حقوق میں حاصل فرمائی غالباً بعض حضرات جنکو محض دین
آبائی پسند ہے اور غوامض ملت احمدی پر نظر نہیں وہ حضرت عمر کو نہایت زہر آلود
نکتہ ہوں سے دیکھکر ضرور یہ کہتے ہونگے کہ خلیفہ کی طول قامت و راست بیانی نے ہمارے
تمام انتظام کو درہم برہم کر دیا حضرت امیر جہت اسکات خصم و اتمام حجت شرعی ہر
خلیفہ کے وقت میں اپنے حقوق کا اعلان فرماتے رہے ہیں چنانچہ مسند احمد بن حنبل

میں بھی کہ اعتبار رد و وثوق میں ہمپایہ کتب ستہ ہے خلیفۂ عثمان کے وقت میں حضرت
علیؑ کا دعویدار ہونا لکھا ہے اور جناب عثمان کا باتباع سُنّت شیخین کہ جسکے عامل ہونے
کے وہ حسب بیان عبدالرحمن مجلس شوریٰ میں آمادگی ظاہر فرمائی تھی مقدمہ وراثت
کا سماعت نہ فرمانا درج ہے حقدار کو واجب ہے کہ سلطانِ وقت پر اپنے حقوق جابرۂ
کا اعلان کرکے خواستگار رہے و نیا نہ دنیا باختیار حاکم ہے جناب امیرؑ کے وقت میں
ثلاثہ نامدار مسند آرائے حکومت تھے انہیں سے حضرت علیؑ نے حق طلبی فرماکر حجت
شرعی تمام کی مگر ہر محکمہ میں ایسے صادق البیان مدعی کا دعویٰ برابر ڈسمس ہی ہوتا
رہا جناب عثمان چونکہ حسب عقیدۂ سُنّیہ ذیشان کانِ حیا اور ایمان ہیں لہٰذا
مناسب موقع معلوم ہوتا ہے کہ انکے تعلقات بھی اس حدیث لا نورث میں ظاہر کئے
جائیں کہ کیسی صفائی کے ساتھ ہیں انکا نمبر سب سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ جناب عثمان نے بھی
روبرو حضرت عمر بشمول چند صحابہ حدیث لا نورث کا بسمع ہمایون جناب رسولِ مقبول
کی زبان مبارک سے سماعت فرمانا بحلف ظاہر کیا ہے اور بروایت بخاری جناب ابن
عفان نے ازواج طاہرہ کیجانب سے بخلاف رائے عائشہ صدیقہ خلیفۂ اول کے
زمانے میں حصۂ ہشتمی کا دعویٰ وکالتاً دائر کیا۔ کتاب المغازی میں جو کہ ایک حصۂ بخاری کا
ہے حدیث بنی النضیر کے آخر میں یہ عبارت بحوالہ زہری مندرج ہے۔ فحدثت هذا
الحديث عروة بن زبير فقال صدق مالك بن اوس انا سمعت عائشة زوج
النبي تقول ارسل ازواج النبي عثمان الى ابابكر تسأله ثمنهن مما افاء الله على رسوله
فكنت انا اردهن فقلت لهن الا تتقين الله الم تعلمن ان النبي صلى الله عليه
وسلم كان يقول لا نورث ما تركناه صدقته يريد هذا الك

نفسہ انما یاکل آل محمد فی ھذا المال الی آخرہ ماحصل اس روایت کا یہ ہے
کہ سوائے بی بی عائشہ صدیقہ کے اور کوئی ازواج نبی سے اس بات پر اطلاع نہ رکھتی
تھی کہ نبی صلعم کے ترکہ میں اجرائے احکام وراثت ممنوع ہے۔ کیونکہ باوصف ممانعت
عائشہ دیگر ازواج محترمہ نے خلیفہ عثمان صاحب کو وکیل کرکے دربار میں بھیج ہی دیا
یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ رسول اکرم نے امہات المومنین سے اس نہی وضع کے حکم کو
کیوں پوشیدہ کیا چونکہ آپکے ذمہ تبلیغ احکام الٰہی نہایت ضروری تھے اور بحکم
وانذر عشیرتکم الاقربین انداز وتنبیہ قبائل وعشائر پر واجب تھی پس لازم تھا کہ
دیگر ازواج طاہرہ کو تنبیہ فرما دیتے کہ ہمارے متروکات میں عام حکم خدا کی پابندی
نہ ہوگی یہ کیا ہے کہ بی بی عائشہ سے کہدیا اور دیگر ازواج سے کتمان کیا شاید
حضرت یہ سمجھے ہوں کہ انجام کار عائشہ صدیقہ مجتہدہ ہوکر سپہ سالاری کریں گی
لہذا انہیں سے کہدینا چاہئے کہ انکی داب مجتہدانہ وکارمردانہ سے ضرور ہے کہ دیگر
ازواج کو جرأت رجوع دعوی وراثت نہ ہو گی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی
مدرسہ دیوبند کی قلم سے کتاب ہدیۃ الشیعہ میں جسکے اکثر مضامین تحفہ شاہ صاحب سے
ماخوذ کئے گئے ہیں۔ ایک سچا فقرہ بیساختہ نکلگیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ جس وقت جناب
سیدہ بحجت عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیا فدک وغیرہ سے روک دی گئیں۔ تب گھر
گھر غل پڑگیا واہ جناب مولوی صاحب کتنی سچی بات لکھی ہے چونکہ آپ دنیا کو بحال خود
چھوڑکر رہگرائے عالم بقا ہوگئے۔ لہذا ہم آپکی صاف بیانی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور
آپکے لئے حاکم حقیقی سے مستدعی ہیں کہ جناب اس صلہ میں بروز قیامت اپنے خلیفہ برحق و
امام الصدق امیر معاویہ کے ساتھ محشور ہوں اور منع فدک اگر فی الواقع حسب معتقدات

سنّیہ حق ہے تو المعین اول کو جنکے فیصلہ کی تائید و تشئید میں آپنے وہ کارنمایاں کیا کہ حسب فتاوائے علمائے سنّیہ مثبتہ ظہر تحفۃ الاشعریہ جواب ہدیّۃ الشیعہ کافر محض قرار دئے گئے جو ثواب و جزا الٰہی سمیں آپکا چونکہ موئید و مُشئید افعال خلفائیں و وناحقہ قرار دیا جاوے انشاء اللہ بجلدوے اصلاح افعال خلفاؤ تخلیہ جناب سیدہ جس کے ثبوت میں تتمہ بحث فدک مندرجہ ہدیّۃ الشیعہ موجود ہے آپکو وہ ثواب عظیم ملے گا کہ روح مقدس ابدالآباد محظوظ و متلذذ رہے گی متوقع رہئے روز جزا عنقریب آنیوالا ہے جناب ممدوح کا یہ فقرہ کہ بفور انقطاع مقدمئہ فدک گھر گھر غل پڑ گیا صاف دلالت کرتا ہے کہ قبل از فیصلہ فدک اہل مدینہ اس امر سے مطلع نہ تھے کہ انبیاکے ورثا انکی متروکات سے بحکم قرآن محروم سمجھے گئے ہیں ورنہ ہر گھر میں دفعتاً شور و غل برپا ہوجانا کیا معنی رکھتا ہے جنی و غیر عادی بات ہمیشہ قابل چرچا ہوا کرتی ہے شاید اُس غوغائے عام کا اثر بنی صاحب کے گھر تک نہ پہنچا ہو ورنہ ممکن نہ تہا کہ ازواج طاہرہ کو بوجہ ممنوع السماعت پر گنجائش رجوع دعوی ملتی درحالیکہ منع عائشہ محبوبہ و منجیبہ رسولخدا ابھی سنگ راہ ہوچکا تہا یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اُمّہات المومنین نے بیان عائشہ کو محمول باغراض نفسانیہ کرکے صحیح طور پر باور نہ فرمایا اور محض بغرض اتمام حُجّت شرعی دعوی پیش کردیا اسجگہ مجھکو ایک نہایت باریک مضمون لکھکر ارباب نکتہ رس و دقیقہ سنج سے داد طلبی منظور ہے اور وہ یہ ہے کہ بہ تصریح صاحب ہدیّۃ الشیعہ فدک پر فیصلہ صادر ہونے کے وقت تک سوائے ابوبکر کے اور جملہ صحابی آیہ یوصیکم اللہ کے اسرار و غوامض بلکہ معنی ظاہری سے بالکل بیخبر اور جاہل محض تھے ۔ کیونکہ مولوی صاحب ممدوح بمتابعت فاضل دہلوی رقمطراز ہیں کہ نفس پاک نبی صلعم آیہ

یوصیکم اللہ سے مستثنیٰ ہے باین معنی کہ اس موقع پر خدا بمثل کلکٹر اور رسول خدا
بمنزل سرشتہ دار و تمیکار ہیں پس بروقت حکم سنانیکے جب سرشتہ دار یہ کہتا ہے کہ
صاحب تمکو یہ حکم دیتے ہیں تو اسوقت یہی مفہوم ہوتا ہے کہ سرشتہ دار محض
حاکم کے حکم کا سنانیوالا ہے اُس حکم کا نفع و ضرر سرشتہ دار کے ذات سے متعلق
نہیں ہوتا ایسے ہی یوصیکم اللہ میں بنی صاحب خدا کی جانب سے اُمت کو سناتے ہیں
کہ خدا تمکو ایسی ہدایت کرتا ہے جناب محمد صلعم بالکل اُسکے اثر سے بچے ہوتے ہیں اسکا
نتیجہ یہ ہوگا کہ جسوقت تک صدور فیصلہ فدک سے گھر گھر غل نہ پڑا تب تک اصحاب
محمد صلعم آیہ موصوفہ کو یہی سمجھکر تلاوت کرتے رہے کہ اسمیں کوئی استثنا نہیں ہے کاش
اُسکے حکم کی خصوصیت سے واقف ہوتے تو امر معلوم پھر گھر گھر کیون غل پڑجاتا جبکہ
سیدہ ارث پدری سے ممنوع کی گئین تب مدینہ کے ہر گھر اور علی الخصوص حافظان
قرآن میں ایک سخت تہلکہ پڑگیا پس یہ بات نہایت آسانی کے ساتھ ثابت ہوگئی
کہ جب تصریح اہلسنت اصحاب رسالتمآب نہایت بے تمیز تھے کہ آیات قرآنیہ کے عموم
و خصوص میں امتیاز نہ کرسکتے تھے اور یہ عقدۂ مالاینحل تیرہوین صدی کے علما سُنیہ
کے تخیلات بالغہ سے حل ہوا افسوس کہ شاہ صاحب اور اُنکے مائدہ دولت کے ذلہ ربا
محمد قاسم نے ایسے لوگوں کی سمجھ پر جو کہ ہمزمانہ رسول مقبول بلکہ آنحضرت سے
مطالب قرآن سیکھے ہوتے تھے تخطیہ کیا اور ہم گروہ ناجیہ شیعہ امامیہ اثنیٰ عشریہ
معنی یوصیکم اللہ بمثل اشخاص قریب العہد عام سمجھکر اُن بزرگواران کے فہم کے تقویہ
کرتے ہیں شکر خدا کہ ہم تابع آل اطہار و اصحاب اخیار ہیں پس بخوبی ثابت ہوگیا کہ اسوقت
جملہ اصحاب آیہ یوصیکم اللہ کو یہی سمجھتے رہے کہ نبی و غیر نبی سب کے لیے شامل ہے اور

آنحضرت نے سوائے ابو بکر کے اور کسی کو اُسکے حقیقی معنی نہ سمجھائے تعجب ہے کہ ایک اجنبی شخص کو جسکا وراثت نبوی سے کوئی تعلق نہ تہا آنحضرت نے آیت کے معنی سمجھائے اور جن بزرگواران کے کہ وراثت سے بیش از بیش تعلقات تھے انکو نہ سمجھایا اور نہ وراثت پر مدعی ہونے سے روکا اور اگر منع فرما دیا تہا تو بیداد وغضب ہے کہ ورثا نے اپنی مورث کی واجب التعمیل حکم سے انحراف کر کے مال مسلمین کا غاصب ہونا تجویز کیا اب پھر عنانِ شہب کلام بمیدانِ دار دگیر عثمان معطوف کرتا ہون درحالیکہ حدیث منع وراثت رسولِ صلعم سے عثمان بن عفان حسب مفاد حدیث مندرجہ مسلم سن چکے تھے تو ازواج لاعلم و مستغاثہ نامشروع سے کس لئے نہ روکا اور اپنی ذات ستودہ صفات کو آلائش رسالت ناجائز سے کیون نہ بچایا مجھکو انتہا درجہ کی بیحد گی و سرگردانی لاحق ہو رہی ہے اور سخت متوحش و حیران ہون کہ اصحاب رسولِ مقبول خصوصاً گواہ حدیث لانورث کس طبیعت کے آدمی تھے اور در باب کتاب حطام دنیا انکا کیا خیال تہا حسب اندراج صحیحین بلا کسی توجیہ و تاویل و تعلیل کے ثابت ہوتا ہے کہ اگر در باب فدک فیصلہ جناب ابو بکر جائز طور پر صادر ہوا تو بیشک حسب تصریح متشددین ملت سنیہ یعنی بخاری و مسلم و دیگر علمائے متاخرین مثل شاہ صاحب محمد قاسم نانوتوی وغیرہ یہ لوگ سخت بے ایمان و دنیا طلب تھے کیونکہ معائنہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کبھی اِن حضرات نے رسول پاک سے حدیث لانورث کا سُننا بیان کیا اور جب موقع دیکھا خلاف و برعکس اسی گواہی کے دعویٰ کر دیا اور جبکہ بموجب اُسی حدیث شنیدہ و مسلمہ گواہان کے حکام نے فیصلہ چھوڑا تب بجائے اسکے کہ اپنے عمل مخالف سے نادم و پشیمان ہو کر سر در گریبان ہوتے انکو جھوٹا اور دغاباز جانا خیر حضرت امیر و جناب عباس کی تو ذاتی فائدہ بھی تہا مقتضی

نفسانیت و جلب منفعت جو کرتے تھوڑا تھا مگر عثمان صاحب نے تو پرائے تنگوں سکے لیے وہ کام کیا کہ جسکو بڑی ناک والے خوب جانتے ہیں حضرت تو از جملہ واقفانِ حدیث تھے انکو واجب تہا کہ اُمہات المومنین سے کہدیتے کہ آپ کیا دعوی رجوع کرنا چاہتے ہیں ہمارے مواجہ میں رسولِ پاک نے بموجودگی چند صحاب جلیل الشان اپنے متروکات پر نفیِ وراثت فرمائی ہے نہ اُن بیچارے پردہ نشینوں کو ناجائز دعوی سے روکا اور نہ آپ اُسکے وکالت پُرخسارت سے دامن کش ہوئے انگریزی عملداری میں ایسی اشنع شنیع کی کارروائی ودھوکہ بازی و بے ایمانی سے فوراً مقدمہ قائم ہو کر مجرم جہنم واصل کیا جاتا ہے مگر آفرین ہے حضرت صدیق کی چشم پوشی و فروگذاشت پر کہ ایسے شخص کو بالزام دھوکہ دہی دورہ سپرد نہ فرمایا مگر چونکہ جناب ابوبکر کی یہ فروگذاشت ایک بڑی مفسدہ کا سبب ہوئی لہذا بجائے آفرین اُسکے مترادف کچھ اور کہنا چاہئے کیونکہ بقول سعدی سے نکوئی با بدان کردن چنان ہست ٭ کہ بد کردن بجائے نیک مردان ٭ اگر خلافت مآب اُنکو اس جرم نمایاں سے رہائی نہ دیتے تو انکو ہرگز یہہ جرأت نہوتی کہ اپنے عہدِ دولت میں بحرومی جملہ مسلمین تنہا مروان بے ایمان کی جاگیر میں بجوشش صلہ رحمی و کُنبہ پروری فدک وغیرہ کو دیدیتے کیونکہ حسب اعتقادات سنیہ اس قسم کی رعایت ودست افشانی سے رُحماء بینہم کی صفت سے مخصوص سمجھے گئے ہیں پس یہ کیا شان سلمانی ہے کہ جس چیز کے نہ ملنے سے سیّدہ نے رنجیدہ و پُرغضب ہوکر ابوبکر سے مہاجرت کی اور تا مدت العمر کہ زاید از شش ماہ نہیں ہے کبھی گفتگو نہیں کی اُسکو ایسے شخص کی جاگیر میں عنایت فرمایا جاوے کہ جسکا بے ایمان و مطرود ہونا کسی کے نزدیک بھی مشتبہ نہیں ہے سُبحان اللہ کیا معقول شخص تھے

حدیث لا نورث کے گواہ ہو کر عام مسلمین کے حقوق کو ایک راندۂ درگاہ کے حوالہ
کر دیا چنانچہ مُدت تمادی تک مروان اور اُسکی اولاد ذریات بین سلسلہ فدک پر قابض و
دخیل رہے عبد العزیز عباسی کے وقت مین رد فدک بدست سادات عمل مین آیا ہے روایات
کتب ذیل اس واقعہ کی تصدیق میں ملاحظہ طلب ہین۔ فتح الباری شرح بخاری موطا
علی قاری مطالع شرح مصابیح و مرقاۃ وغیرہ بخوف تطویل عبارات کتب متذکرہ صدر
بالتمام نقل نہیں کیگئین محض مضمون فتح الباری پر اکتفا کیا گیا بشرط مطابقت اور
بجملہ حوالہ درست سمجھیں اگر خلاف پائیں حقیر سے دست بپنجہ ہوں اُسکے جوابدہی
بندہ نحیف ہے فتح الباری کے باب فرض الخمس میں درباب فدک بہت طولانی
عبارت ہے محض ایک فقرہ ثبتِ عطائی فدک بمروان از جانب عثمان ہدیہ خدمت
ہے قال الخطابی انما اقطع عثمان فدک لمروان عبارات کتب محولہ و مضمون فتح الباری بچشم
ایمانداری ملاحظہ ہو شیخین کرام اپنی زمانِ حکومت میں اولاد رسول کو بدلیل لا
نورث فدک سے محروم فرمائیں اور جناب عثمان اپنی عہد دولت ہیں حالانکہ بگوش خود
فدک کا صدقہ ہونا رسول اکرم سے سُن چکے تھے تنہا مروان بے ایمان کو کہ جسکے
فضائل مستغنی عن البیان ہیں مستفید فرمائیں ناظرین تحریر ہذا کو یہہ بھی خیال فرمانا
ضرور ہے کہ جسوقت جناب سیدہؑ نے بعد رد دعویٰ ہبہ جسکا استرداد خلافت مآب نے بوجہ
عدم مقابلت غیر تکمیل نصاب شہادت کیا تھا بغرض افحام و اسکاتِ ابوبکر و اتمام
حجت شرعی فدک کو متعلقہ و مملوکہ رسولخدا قرار دیکر دراثناء دعویٰ پیش کیا اور درباب
وراثتِ انبیا سخت مباحثہ ہوا واقفانِ مقصد تنزیل رموزدانِ قرآن و راسخون فی العلم
یعنی اہلبیت طاہرین جو کہ بہ تعلیم نبوی ہر ایک آیۂ قرآنی کے معنی و مطالب سے کماحقہ آگاہی

رکھتے تھے اور صحابہ عظام عندالوقوع تنازعات اُنکے ارشاد کو بالاترین اقوال جانکر واجب التسلیم سمجھتے تھے ایک سمت اور جناب ابوبکر جنکو زبردستی پکڑ کر لوگوں نے مسندِ خلافت پر بٹھا دیا تہا اور وہ اکثر اوربعضیہ اپنی ناقابلیت کی معترف رہتے تھے جیسا کہ اقالہ بیعت سے ظاہر ہے اور علمیت کی یہ حالت تھی کہ کلالہ تک کے معنے نجانتے تھے مع رفقا سقیفہ کہ جن میں اوّل درجہ پر حضرت عمر تھے ایک طرف معدنِ علم و حکمت و محلِ نزول وحی و ملائکہ جو کہ اعلم الناس تھے اور آنحضرت نے اخذ احکام دینیہ اُن سے متعلق فرمایا تہا یہ حجت کرتے تھے کہ انبیا کا ورثہ بحکم قرآن ضرور ہے اور ورثائے انبیا سابقین برابر ورثہ پاتے رہے ہیں یہ یوصیکم اللہ عام ہے مگر بڑا پُرآشوب وقت تھا کسی نے نہ سنا اور سیّدہ کو قطعاً اُنکے باپکے ترکہ سے محروم قرار دیدیا تفصیل اس قصّہ کی دوسرے حصّہ میں بوجہ اتم کی گئی ہے ابتدائی زمانہ آدم علیہ السلام سے آج تک کسی کی اولاد پر ایسا جبر و ظلم نہیں ہوا کہ متروکاتِ پدری سے روکی گئی ہو اس نئی بات کی نظیر بجز سوائے جناب سیّدہ محترمہ کے اور کسی کو نہیں پیش کیا جا سکتا۔ چونکہ اس موقع پر میرا منشا گواہان حدیث کی حالت ظاہر کرنے کا ہے بنابرآں ویزہ گوش مبارک کرتا ہوں کہ جب فدک کا مقدمہ پیش ہوا اُسوقت جملہ صاحبان مندرجہ حدیث مدینہ طیبہ میں تشریف رکھتے تھے اور وہ عمدہ موقع بار شہادت سے سبکدوش ہونیکا تھا مگر کسی مورخ و محدث نے اپنی تالیف و تصانیف میں بغرض تکمیل مثل ایک گواہ کا بیان بھی لیا جانا اب تک ظاہر نہیں کیا بلکہ بخلاف اسکے حضرت علیؑ کا بطرفداری جناب سیّدہ قرآن پاک سے بجہت اثبات وراثت انبیا مستدل ہونا ثابت ہوتا ہے مگر چونکہ بپاسِ خاطر سیّدہ بکیں حضرت امیرؑ کا احتجاج فرمانا

انکی منفعت ذاتی پر محمول تھا لہذا انکی استدلال پر کب عمل فرما ہو سکتے تھے ہان جب
کوئی مسئلہ لاحل و پیچیدہ پیش ہوتا تھا کہ جسکے نہ سلجھنے پر نفس خلافت مین بٹہ لگے تو حضرت
علیؑ کو وارث علم نبی اور اقضیٰ ترین امت احمدی سمجھکر حل مسائل مشکلہ مین مستعد کیا جاتا
تھا سجگہ بھلا کون موقع تھا کہ انکے اجتہاد کو تسلیم کیا جاتا مآل کار خلیفہ صاحب نے
بلا بینہ و شہود محض استماع ذاتی پر کار فرما کر مقدمہ کو زیر تجویز سے خارج فرمایا اور
حضرت امیرؑ نے جو درباب جریان وراثت تبرک انبیا علیہ السلام استدلال کیا اسکو محمول
باغراض نفسانیہ و ذاتیہ کرکے نمانا قبل اس بیان کے کہ ابو بکر کا حدیث منع وراثت
کو زبان رسول اکرم سے بذات خود سنکر عمل فرما ہونا کیا اقتدار و اعتبار رکہتا
ہے مجھکو اس بات کا عرض کرنا ضروری معلوم ہوا کہ بہ ثبوت وراثت انبیا جناب امیرؑ
کا احتجاج ابو بکر کو کہانتک پابند کرسکتا تھا اس بات کے ثابت کرنے مین کہ حضرت
علیؑ کے استدلال پر ابو بکر کو عمل کرنا از جملہ واجبات تھا مدارج النبوۃ سے کہ معتبرین
کتب سنیہ ہے ایک عبارت نقل کرتا ہون اور وہ یہ ہے جبکہ رسول مقبول نے
زمانہ ابتدائی مین جہت تعلیم و تلقین احکام شریعت حضرت امیرؑ کو ملک یمن کی طرف
روانہ فرمایا تو یہ اہتمام کیا کہ عمامہ سر مبارک انکے سر پر باندھا اور اپنے ناقہ خاص پر
سوار کیا اور برسم تودیع چند گام مشایعت فرما کر یہ ارشاد فرمایا کہ اے علیؑ ترا
فرستادم و بر مفارقت تو دریغ میخورم بعد ازان آنحضرت صلعم دست مبارک بر سینہ
علی کرم اللہ وجہہ نہاد و گفت اللھم ثبت لسانہ و اہد قلبہ لاجرم در علم قضا مرتبہ
رسید کہ زبان معجز بیان رسول اللہ باین منقبت ناطق گشت کہ اقضاکم علیؑ و این منقبت
عظیم است صاحب مدارج کی یہ عبارت کہ اے علیؑ بر مفارقت تو دریغ میخورم صاف

طور پر دلالت کرتی ہے کہ ختمی مآب کو حضرت امیرؑ کی جدائی سے سخت افسوس تھا
یقین ہے کہ اگر اہل اسلام سے کوئی دوسرا شخص قابلیت تعلیم و تلقین احکام شریعت
رکھتا تو ضرور ہے کہ آنحضرت مفارقت امیر المومنین گوارا نہ فرماتے اور کیونکر ایسا ہوتا
تبلیغ احکام شریعت امورات عظام سے ہے سوا نبی یا نفس نبی کے کون متکفل ایسے
امر سترگ کا ہو سکتا تھا۔ سورۂ برات کہ جسکی تبلیغ سے بحکم آسمانی عزل ابو بکر ہوا
زبان زد اطفال اہل اسلام ہے۔ رسالہ ہذا کے حصہ دوم میں مضمون سورۂ برات
کو عجیب شان سے عرض کیا گیا ہے انشاء اللہ ناظرین اسکو دیکھکر ازبس متحظی ہونگے۔ خلاصہ
کلام جبوقت کہ حسب مفاد مدارج النبوت رسول اکرم نے جناب امیرؑ کو قاضی ترین امت کہا
ہوگا ضرور ہے کہ حضرت ابو بکر نے بھی چونکہ مصاحب خاص تھے سنا ہو مگر افسوس ہے کہ ایسے
صحابی جلیل القدر نے تکذیب ارشاد نبوی کرکے اجتہاد مرتضوی کو مصون عن الثواب
خطا و غلطی نہ سمجھا بلکہ بحث وراثت میں جناب امیرؑ کو حضرت صدیق نے ہیچ بامر باطل
سمجھکر اپنی تنہا رائے پر عمل کرکے مقدمہ ارث کو غارت کردیا بہرحال اس معاملہ میں ابو بکر
کا حدیث لا نورث سنکر حکم دینا صحیح ہوگا یا حضرت امیرؑ کا استدلال اس واقعہ کو ہم ارباب
ایمان کے روبرو پیش کرکے طالب حکم ہیں منجملہ دو صحابہ کے جس کے تصویب مناسب ہو کردیوین
مگر اتنا اور ملحوظ خاطر رہے کہ اگر جناب ابو بکر کے افعال کی اصلاح میں کوشش کیجاوے
گی تو فوراً دو معصوم کی تکذیب لازم آجاویگی کیونکہ حضرت امیرؑ کے ساتھ علت
غائی ممکنات بھی ہیں اس لئے کہ رسالتمآب نے بحق حضرت امیرؑ لفظ اقضاکم
ارشاد فرمایا ہے پس تعجب کی بات ہے کہ قاضی ترین امت احمدی ایسے مسئلہ پر بحث کرے
جو کہ سراسر خلاف قرآن ہو چونکہ حسب التصریح کتاب مسلم حدیث لا نورث کے وقوع پر چند

صحابیوں نے بعہد عمر ابن خطاب گواہی دی اور ابوبکر کی سد برکے ذرا لب کشائی نہ کی
اور خلیفہ صاحب نے اپنے علم ذاتی پر عمل کر کے انفصال مقدمہ فرمایا اور علمائے
اعلام سُنیہ نے جنکے نام نامی ذیل میں لکھے جاتے ہیں تجویز مقدمہ ارث میں ابوبکر
تفرد کو مستند سمجھکر انفصال مقدمات میں استناد بخبر احاد کیا ہے لہذا بادی النظر میں
جو کہ اس کارروائی پر جرح وارد ہوتی ہے اُسکو بیان کیا جاتا ہے پہلے انکے نام سُن لیجے
جنہوں نے ابوبکر کے فیصلہ کی تصویب بوجہ تفرید کی ہے سیوطی صاحب تاریخ الخلفاء
علامہ عضد الدین صاحب مواقف در شرح مختصر الاصول و کشف الابرار شرح
اصل بزدوی تصنیف عبد العزیز بن احمد محمد النجاری ابن حجر در صواعق محرقہ فخر رازی
در کتاب المحصول بمقام اثبات عمل بخبر واحد غزالی در منخول مولوی نظام الدین پدر
عبد العلی در صبح صادق ابن ابی الحدید معتزلی در شرح نہج البلاغۃ جملہ کتب متذکرہ
صدر کے عبارات کا نتیجہ یہ ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جو از جانب عمر و ابوبکر در باب اسکات
انصار حدیث الائمہ من قریش پیش ہوئی وہ از جملہ احاد ہے اور سیدہ کے محروم کرنیکی غرض
سے جو سخن معاشر الانبیاء بحالت آپ کیجانب منسوب کیا گیا وہ بھی ایسا ہی ہے کہ سوائے
ابوبکر کوئی دوسرا راوی نہیں اِن دونوں باتونکے راوی اصدق الصادقین جناب ابوبکر
صاحب ہی ہیں اور کل علماء موصوف نے انکی روایت کو با وصف واحد ہونیکے واجب التسلیم جانا
ہے مگر ابن ابی الحدید نے تعجب ظاہر کیا ہے کہ روایت وراثت کے اتنے گواہ اور موقع ضرورت
پر پنبہ دہن یہ کیا معنے مگر قدرت خدا قابل دیدنی ہے بس جماعت کثیر و جم غفیر پر نظر
کرنا چاہئے کہ کیسے کیسے معتمد آدمی خبر واحد کو جائز جانکر انفصال مقدمات میں بنا
آئندہ فتوے جواز دیتے ہیں اور محمد اسمعیل بخاری جو کہ اساطین دین سُنیہ سے ہے وہ اِس سے

قطعی مخالف ہیں۔ لکھتے ہیں کہ حسب مقولہ اہل حجاز حاکم پر حرام ہے اپنی ذاتی علم پر کسی
مقدمہ میں حکم کرنا تاوقتیکہ علی رؤس الاشہاد گواہان سے باضابطہ اظہار حلفی نہ لیا جاوے
عبارت بخاری یہ ہے قال القاسم لا ینبغی للحاکم ان یقضی بعلمہ دون علم غیرہ
مع ان علمہ اکثر من شہادۃ غیرہ ولکن فیہ تعرض لتہمتہ نفسہ عند
المسلمین وایقاع لہم فی الظنون وقد کرہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ الظن الی آخرہ
قاسم بیان کرتا ہے کہ حاکم کو اس جہت سے اپنی ذاتی علم پر مقدمات میں انفصال کرنا
ممنوع کیا گیا ہے کہ اہل اسلام بدگمان ہو کر حاکم کے متہم کرنیکے اسباب پیدا کر سکتے ہیں
پس لازم ہے کہ کسی مقدمہ میں حکام ذوی الاحترام اپنے علم کو جو اس مقدمہ کی نسبت
انکو حاصل ہو چکا ہو دخل نہ دیویں بلکہ شہادت صحیحہ پر ڈگری دیں اگرچہ انکا علم بہ نسبت اور
لوگوں کے شہادت کے زیادہ ہو اور امام بخاری نے یہ بھی لکھا ہے کہ فقہائے اہل عراق
مثل ابو حنیفہ وغیرہ اس طرف گئے ہیں کہ حاکم کو اپنی ذاتی علم پر بھی تصفیہ تنازعات
میں عمل کرنا جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ علم بوقت پیشی مقدمہ پیدا ہوا ہو وقائع
پیشین و اولین پر عمل فرما ہونا ناجائز محض ہے سو بحمد اللہ معاملہ فدک میں خلیفہ صاحب
کو کوئی جدید خیال بوقت روبکاری مقدمہ نہوا تھا کہ جس سے انکے ذاتی علم کی حلت
ثابت ہو جاوے بلکہ عدم وراثت انبیا کا علم انکو بزمانہ حیات ختمی مآب بقول
خود شان حاصل ہو چکا تھا عبارت بخاری مع تشریح فتح الباری یہ ہے قال بعض
اهل العراق ما سمع اورآه فی المجلس القضاء قضی به وما کان فی غیره لم یقض
الا بشاهدین اور شارح بخاری نے یہ قول ابو حنیفہ کا ظاہر کیا ہے واضح ہو کہ دو
باتیں اس باب میں بیان کی گئی ہیں اول یہ کہ روایت حدیث لانورث کے مجرد

بیان کرنے سے علمائے سُنّیہ نے ابوبکر کے تفرّد کی توثیق کر کے جائز و واجب التعمیل
سمجھا ہے دوسرے یہ کہ بروایت بخاری فقہائے حجاز و عراق نے اپنی ذاتی علم پر کارروائی
کرنے سے حاکم کو مجرم بلکہ مرتکب حرام قرار دیا ہے تیسری بات اور سُنئے کہ مولوی عبدالعزیز
صاحب تحفہ کے باب ہم میں بذیل مطاعن ابوبکر طعن دوازدہم ایک موقع پر یا بیں
عبارت رقمطراز ہیں چون ابوبکر این خبر را خود شنیدہ بود حاجت تفتیش بدیگرے
نداشت ہسوقت خلیفہ صاحب کی طرح عجب کشاکشی میں ہے ایک گروہ برخطا
دوسرا بر صواب پاتا ہے نہ معلوم کسکو ڈگری ملتی ہے مگر ہم بفراست یہ کہہ سکتے ہیں
امام بخاری ابوحنیفہ کی تکذیب میں بر بہی ملت سُنّیہ متصور ہے اُسکو گوارا نہ کرینگے
اور شاہصاحب کو ہندوستان کا ایک لا آدمی سمجھکر بے شبہہ جھوٹا قرار دیدینگے
بخاری کے مطالب سے ہمکو یہ نتیجہ بخشا کہ خلیفہ صاحب کا مرتکب بفعل حرام ہونا نہایت آسانی
کے ساتھ بلا تکلف ثابت ہوگیا شاہصاحب نے جو تحفہ میں حضرت صدیق کے لئے
درباب انفصال مقدمہ فدک اشکال عدیدہ بیان کئے ہیں منجملہ اُنکے یہ بھی عُذر
کیا ہے کہ اگر ابوبکر فاطمہ علیہا السلام کو فدک دیدیتے تو اُنکو سخت مشکل پیش آتی اور برائے
آیندہ انتظام انفصال مقدمات بگڑ جاتا اور قاضیوں کو نہایت آزادی ہوجاتی کیونکہ
لوگ یہ کہہ اُٹھتے کہ خلیفہ نے اپنے نبی کی بیٹی کی رعایت کی اور عام مسلمین کے حق کو بپاس خاطر
جناب سیدہ رعایتاً اُنسے مخصوص کردیا پس یہ فیصلہ قضات کے لئے ازمنہ آیندہ میں
دستاویز ہوکر باعث رعایت احد المتخاصمین ہوجاتا اسلئے اُنہوں نے اُسوقت کی رنجیدگی
گوارا کر کے محض بخیال انتظام نہج گردان کر لی ہدیۃ الشیعہ میں بہت شاخ و برگ لگاکر یہ
مضمون بیان کیا گیا ہے میری دانست میں جیسا کہ حسب تصریح بخاری روایت قاسم بن

بخاری جناب ابو بکر کو اپنے ذاتی علم پر کہ جس کی صحت ہنوز محل کلام ہی ہے فیصلہ دینے سے بدنامی ہوئی اس حالت میں ممکن نہ تھی نہ معلوم خلیفہ صاحب کو کیا ضرورت شدید لاحق ہوئی کہ بفور رجوع دعوی بلا قرار داد امر تنقیح اپنی ذاتی واقفیت پر کہ جسکا ثبوت عند السنیہ بھی ممنوع ہے تصفیہ کر ہی دیا چونکہ خانوادہ نبوت کے مقابلہ میں ایک شخص اجنبی حاکم تھا لہذا خلیفہ صاحب پر فرض تہا کہ اپنی برأت و تقویت رائے کے لئے بجائے زبان بندی خلائق دو چار گواہ کا بیان ضرور قلمبند فرما لیتے یہ کیا معنی کہ مقدمہ بعذر عدم تکمیل نصاب بنیہ خارج کیا جاوے اور اسجگہ باوصفیکہ شاہدان حدیث متعدد تھے ایک کا بیان قید قلم میں نہ لایا جاوے میں بکمال تنزل تمام حقوق سے دست بردار ہو کر عرض کرتا ہوں کہ اگر خلیفہ صاحب کو درباب عدم وراثت انبیا کوئی حدیث قطعی مرتبت سے بفرض محال پہنچی بھی تھی تو چونکہ سیدہ کو فدک کے لینے میں السیا اصرار و استبداد تھا کہ سبکے دشمنی پر نہ روکیں اور وراثتاً دعوی پیش کیا تو لازم تھا کہ خلیفہ ایسی چال چلتے کہ وہ بھی رضامند رہتیں اور عند اللہ اور عند الناس انپر بھی کوئی مواخذہ عاید نہوتا کیونکہ انکو اپنے زمانہ اقتدار و دوران حکومت میں اختیار حاصل تھا کہ جس حق عام کو چاہتے خاص کر دیتے چنانچہ شاہ صاحب معترف ہیں کہ خلیفہ وقت ہر کرا خواہد بچیزے تخصیص نماید پس بحکم حدیث مشہور کہ ہر شخص کی اولاد کے ساتھ برعایت و مروت پیش آؤ بخیال حقوق انکی والدین کے خلیفہ صاحب پر واجب تہا کہ بپاس خاطر رسول مقبولؐ بخیال حقوق مربیانہ و شفاق آنحضرت جناب سیدہ سے اسکو مخصوص فرما دیتے اور بنظر احتیاط اہل اسلام سے کہدیتے کہ اے بھائیو ہمکو جو کچھ امارت و ریاست حاصل ہوئی وہ اس صاحبزادی کے پدر بزرگوار ہی کی بدولت ہے ورنہ ابتدائے اسلام میں

اپنی بے نذری کم وقاری سے ہمیشہ ابن ربیعہ کی جوتیاں کھاتے رہے چونکہ ایسے وقت
میں کہ اسکو اپنے باپ کی مفارقت کا نہایت ملال ہے اور بظاہر کوئی شکل اوقات گذاری
کی بھی نہیں ہے اس کا خیال سب مسلمانوں کو کرنا چاہیے چونکہ یہ سیدہ محترمہ فدک کے لینے
پر اڑی ہوئی ہے پس مناسب ہے کہ سب صاحب اپنے اپنے حقوق بحل کر دیوین میں نہیں خیال
کر سکتا کہ اور کوئی صاحب سوائے عمر کے اُس وقت کے مسلمانوں مین انکار کرتے البتہ
جناب عمر کو سخت اصرار تھا کہ فدک داخل خالصہ کر لیا جاوے چنانچہ ہبہ نامہ کا چاک
ہونا ناظرین باتمکین حصہ دوم میں ملاحظہ کرکے اس بات کو ضرور مان لیں گے کہ عمر
صاحب کو فی الواقع بوجہ فظاظت وغلاظت طبعی ایک نوع کی ہٹ دھرمی تھی مجھکو
اس موقع پر شاید کلام خود رسول پاک کے زمانہ کا ایک قصہ یاد آگیا ہے وہ یہ کہ جب
شوہر زینب دختر رسولخدا بدلیں کفار گرفتار ہو کر آیا اور ہر شخص کی رہائی کے لئے فدیہ
تجویز ہوا تو زینب نے اپنے شوہر کی مخلصی کے واسطے اپنا قلادہ یعنی گردن بند آنحضرت
کی خدمت میں بھیجدیا رسولپاک اُسکو دیکھکر رونے لگے اور فرمایا میں کہ وہ سمجھتا ہوں
زینب کا زیور لینا تب سب مسلمانوں نے بخاطر داشت سالتمآب اپنے اپنے حقوق سے
جسقدر کسی کو پہنچتا تھا دست برداری کی اور وہ قلادہ واپس دیا گیا۔ یہ مقام
ذرا غور طلب ہے کہ رسالتمآب کو اپنی ایسی بیٹی کے زیور لینے کا کہ جسکے صلبی رشتہ ہونے
میں گفتگو ہے غم عظیم ہے یہ صدمہ ہوا کہ آنسو نکل پڑے تو نہ معلوم جبکہ سیدہ محترمہ کے
ساتھ ایسی سختی کی گئی ہوگی کہ چاک شدہ وثیقہ لیکر دار شریعت سے برآمد ہوئی
ہونگی تو روح رسول اکرم پر کیا تعب گذرا ہوگا اصل حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے
جناب معصومہ کے مقابلہ میں از قسم دلشکنی و حق تلفی و رنجدہی کوئی دقیقہ فروگذاشت

نہیں کیا اور حضرات اہلسنت آجتک انہیں امور کے جسطرح کہ بن پڑتا ہے تائید کئے
جاتے ہیں چنانچہ مینے شیخ محبوب عالم مولوی پنجابی سے جو کہ آپکی اطفال کی تعلیم دینے
مین مامور ہین ایک روز بر سبیل تذکرہ تعجباً پوچھا کہ حسب روایت مسلم حضرت امیرؑ و
جناب عباس کا وقوع حدیث لانورث پر گواہی دینا اور ماافاء اللہ و مال بنی النضیر
کے طرز تقسیم بعہد رسول اللہ حضرت عمر سے سنکر بلفظ نعم اسکو تصدیق کرنا اور بخلاف
اُس علم و آگہی کے شیخین کے اوقات حکومت مین دعوی کرنا یہ کیا معاملہ ہے جواب
فوری ملا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اجتہاد میں غلطی کھائی ارباب نصفت سے
نہایت ادب کے ساتھ ملتجی ہون کہ برائے خدا زمام انصاف ہاتھ سے نہ دین خطائے
اجتہادی اگر حسب قواعد مقررہ اہلسنت کوئی اثر رکھتی ہے تو اس معاملہ میں اسکو
کیا مناسبت ہے خطائے اجتہادی یہ ہے کہ مجتہد کسی مسئلہ شرعی مین بلا اغراض و تعلقات
بہ نیک نیتی اپنی رائے سے حکم دے اور وہ خلاف ہو تو کہہ سکتے ہیں کہ اجتہاد مین خطا
کھائی اور یہ تو صاف طور کی بے ایمانی ہے اور سلاطین کو مغالطہ میں ڈالنا ہے
اگر خاطی فی الاجتہاد ہوتی تو شاید ایک مرتبہ تین مرتبہ ہر خلیفہ کے وقتمین دعوی
کیا اور ایک ہی حجت لانورث پر باطل ہوتا رہا صغیرہ پر اصرار کرنا داخل کبیرہ ہے
اور کبیرہ کو جائز جانکر مصر ہونا منجر بکفر ہے اندرینصورت قائل بخطائے اجتہادی کے
نزدیک حضرت امیر علیہ السلام نے مع عمر ذیشان ارتکاب کفر فرمایا سبحان اللہ
کیا با ایمان گروہ ہے جو زبان پر آتا ہے بے کھٹکے کہدیتے ہیں ایمان رہے یا نہ رہے
مگر ابوبکر کسی طرح بچیں سو یہ بجبر بعض محققین اہل سنت جیسا کہ مولوی عبد العزیز صاحب
جنکو اکابر حنفیہ امام المجتہدین ہندوستان جانتے ہیں اور انکا نام مبارک نہایت

تعظیم و تکریم سے بلفظ مولانا و اولانا لیتے ہیں وہ تحفہ کے باب ہفتم بذیل جواب
مطاعن عمر طعن تحریم متعہ کے ایک موقع پر تحریر فرماتے ہیں کہ پس ہر کہ غزوہ خیبر را تاریخ
تحریم متعہ گوید گویا دعوی غلطی و استدلال حضرت مرتضی علی میکند و این دعوی شاید جہل و
حمق و از بس است - یہ فقرہ صاف دلالت کرتا ہے کہ حضرت امیر سے وقوع خطا از جملہ
محالات ہے اور حسب تسلیم شاہ صاحب جناب امیر کے استدلال پر ایراد کرنا افراد سفہا و
حمقا میں داخل ہونا ہے اندریں حالت شاہ صاحب بہادر کے نزدیک خلیفہ اول بھی اعلی
درجے کے سفیہ و احمق قرار پاتے ہیں کیونکہ عند المحاجہ سیدہ خلیفہ صاحب نے بنا منظوری
احتجاج حضرت امیر خلاف فیصلہ صادر فرمایا ہے چونکہ جناب علی المرتضی کا ختمی مرتبت کی
زبان گوہر فشان سے بگوش حق نیوش حدیث لا نورث سماعت فرمانا اور بخلاف اسکے دعوے
ہونا نہایت پیچیدہ و مشکل قصہ ہے اور جواب اسکا موہنہ کا نوالہ نہیں لہذا علمائے سنت
نے بہت جکھیریاں کھائی ہیں اور قوت عقلیہ و زور طبیعت سے طرح طرح کے جواب
تحریر فرمائے ہیں مگر بحمد اللہ آج تک کوئی جواب ایسا نہ بن پڑا کہ جسکو دس برس کا
بچہ بھی تسلیم کر لیوے مولوی محمد قاسم نانوتوی نے جو کہ علمائے متاخرین میں بنظر اہلسنت اعلی
درجہ کے شخص گذرے ہیں اور حضرات اہلسنت کو انکی طلاقت و لیاقت پر بہت ناز ہے اس
باب میں کہ نہایت اہم اور مشکل ترین قضایا ہے ایسی بدیہۃ البطلان توجیہ کی ہے کہ
جسکے دیکھنے سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کا تمام تر اہتمام سوائے
حق پوشی و خلاف گوئی کے اور کچھ نہیں ہے صاحب موصوف اواخر ہدیۃ الشیعہ
میں نہایت ناز و تبختر سے ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت نے جو باوصف سماعت حدیث
لا نورث دعوی وراثت منجانب سیدہ واپس کیا اسکی وجہ یہ ہوئی کہ آخر انسان تھے اور لانہ ہم

الِنسان سہو ونسیان ہے پس بوقت رجوع دعویٰ ارشاد نبوی کو فراموش فرما کر خلاف اسکے
شہادت کے دعویٰ پیش کر دیا جب ابوبکر نے یاد دلایا تب یاد آ گیا اور عالم بیخودی ہیں یہ
ثبوت نسیان توجیہات بے پایان کے ہیں مولوی صاحب تو اسوقت موجود نہیں مگر میں
آپسے جو کہ انکے مقلدین خاص سے ہو بحلف دریافت کرتا ہوں کیا یہ جواب ایسا معقول
ہو گیا کہ جسکی تسلیم پر ہم بروئے قواعد عقلیہ و نقلیہ بالکل مجبور کر دیئے جاویں اب سُنئے کہ جناب
امیر نے بروایت معتمدہ شنیعہ ہر سہ خلفائے نامدار کے زمانہ میں دعویٰ کیا ہے اور برابر
خارج ہوتا رہا تو کیا ہر محکمہ میں دعویٰ کے رجوع کرنے پر پہلا حکم بھولتے رہے لطف یہ ہے
مادہ نسیان ایسا جوش زن ہوا کہ عباس بھی بھول گئے اور حسب روایت احمد بن حنبل
حضرت عثمان سے جو خواستگار ہوئے اُسوقت بھی بھول گئے اور طرہ بر آں یہ ہے کہ
خلیفہ عثمان تھے جبکہ ازواج طاہرہ کی جانب سے دعویٰ کیا اور بعد نا مسموعی اپنے عہد
دولت میں کہ نہایت آزادی کا زمانہ تھا مروان کی جاگیر میں فدک کو داخل کیا وہ بھی
بھول گئے۔ یہ عجب بھول بھلیان ہے کہ اپنے مطلب کے خلاف کبھی کچھ یاد نہیں آتا ہی مگر
خلیفہ اول کی یادداشت قابل داد ہے کہ بمجرد رجوع دعویٰ وہ حدیث کامتریاد آ گئی تعجب ہے
کہ کبرسنی بھی باعث نقص حافظہ نہوئی اور نوجوان آدمی یعنی حضرت امیر کو قوت حافظہ نے
ایسا جواب دیا کہ باوصف تنبیہات متواترہ بھولتے رہے عجب بھولن چھپا تھا اب مجھکو
بغرض تنبیہ غافلین یہ ثابت کرنا ضرور ہوا کہ آیا حضرت علی احکام الٰہی و ارشادات نبی
کے حفظ کی قابلیت کس درجہ رکھتے تھے اور معاملات مواریث میں کہ مقدم ترین قضایای
سہو و نسیان اُنکی ذات اقدس سے واقع ہو سکتا تھا یا نہیں تفسیر اسباب نزول و تفسیر ثعلبی
و کشاف و حلیۃ الاولیا و تاریخ طبری وغیرہ میں لکھا ہے کہ جسوقت آیہ کریمہ وَتَعِیَہَا

اذن واعیہ کہ جسکے یہ معنے ہیں کہ یاد رکھے نصیحت و احکام صمدیت کو کان یاد رکھنے والیکا نازل
ہوئی ہسوقت حضرت صلعم نے جناب امیر کو سینۂ فیض گنجینہ سے چپاں فرمایا اور ارشاد کیا کہ اے
علی مجھکو حکم خدا ہوا ہے کہ تمکو اپنے نزدیک رکھوں اور دور نہ کروں اور جو احکام کہ تمکو تعلیم کروں
انکو سنو اور یاد رکھو پس حدیث لانورث کا زبان ختمی مرتبت سے سُننا ایسے احکام میں ضرور
داخل سمجھا جاویگا حضرت امیر فرماتے ہیں کہ بعد از دعائے نبوی میں نے کوئی حکم فراموش نہیں کیا
یہی وجہ ہے کہ شاہ ولایت سر منبر پکار پکار کر فرمایا کرتے تھے کہ پوچھو تم مجھ سے قبل اسکے کہ گم کرو
مجھکو یہ کار سُتنیہ مقرر ہیں کہ امت محمدی میں کسی نے یہ دعوی جلیل سوائے امیر المومنین کے
نہیں کیا اور نہ کوئی ایسے لفظ کے کہنے کا منصب رکھتا تھا یہ بات پوشیدہ نہیں عوام لوگ
جانتے ہیں کہ جب صحابہ کی روبرو کوئی مقدمہ مشکل و مالا ینحل پیش ہوتا تھا تو حضرت امیر
کی طرف عاجزانہ طور پر رجوع کرتے تھے اور باتفاق کل امت ہر مسئلہ اختلافی میں ارشاد
مرتضوی کو مطابق مرضی ختمی مرتبت سمجھکر واجب التسلیم جانتے تھے افسوس ہے کہ معاملہ فدک
میں خلافت مآبنے استدلال مرتضوی کو نہایت بے اعتبار نظر سے دیکھا مولوی محمد قاسم نے
تو بجائے خود عذر بنیاں سے اپنے متعلدین واہل ملت کو مطمئن کر دیا مگر متقدمین مستندین
کی بھی سُنئے کہ وہ کیا لکھتے ہیں ابن حجر شارح بخاری نے جناب عباس و حضرت امیر کا حدیث لانورث
سنکر اسکے برخلاف دعوی کرنا اُن حضرات کی شان سے منافی وبعید العقل سمجھکر بدلالت ہر دو
بزرگواران عمر و ابوبکر کا ظالم و فاجر ہونا تسلیم کیا ہے اور ایسا ہی ابوبکر جوہری جو کہ ثقات
علمائے سنیہ سے ہیں کتاب سقیفہ میں ظاہر کیا ہے کہ حضرت امیر بدلیل لانورث ابوبکر و عمر کو
ظالم و فاجر جانتے تھے عبارت ہر دو کتب یہ ہے ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں
لکھتے ہیں و فی ذالک اشکال شدید وھوان اصل القصۃ صریح فی ان العباس

وعلیا قد علما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث فان کانا سمعاہ
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فکیف یطلبانہ بعد ذالک من عمر والذی یظہر واللہ
اعلم حمل الامر فی ذالک علی ما تقدم فی الحدیث الذی قبلہ فی حق فاطمۃ وان کلا
من علی وفاطمۃ والعباس اعتقد ان عموم قولہ لا نورث مخصوص ببعض ما
یخلفہ دون بعض ولذلک نسب عمر الی علی والعباس انہما کانا یعتقدان
ظلم من خالفہما فی ذالک پس حسب تصریح شارح بخاری ابو بکر جوہری بفحوائے
لا ینال عہدی الظالمین ہر دو بزرگواران دائرہ امامت سے خارج ہو کر زمرہ فساق و فجار میں
داخل ہو کر امامت عظمیٰ و نیابت کبریٰ سے نکل گئے چنانچہ شاہ ولی اللہ پدر صاحب تحفہ نے
بھی کتاب خزائن الحکمت میں اس قصہ کو از جملہ قضایائے مشکلہ سمجھکر تسلیم کر لیا ہے کہ جناب
امیرؑ و حضرت عباس وارثان حکمت صاحبان عصمت اور قطب امام مستنیر بنور نبوت ہیں ان
بزرگواران کے ذوات قدسیہ سے بعید کیا بلکہ محال ہے کہ بلا وجہ موجہ ابو بکر و عمر کو
جھوٹا اور گنہگار و غادر و خائن سمجھتے تھے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ خلاف قرآن حدیث وضع
کرنے اور دیگر اقسام کے افترا پرداز ہونے سے جناب امیرؑ انکو جھوٹا اور خائن جانتے تھے
ورنہ یہ کب ممکن ہے کہ نائب سید المرسلین و عم ختم النبیین کسی مرد صادق و راشد کو جھوٹا
خیال کریں بالآخر جملہ حالات مذکورہ پر نظر کرنے سے تین باتیں پیدا ہونگی اول یہ کہ حضرت
امیرؑ و جناب عباس نے حدیث لا نورث سنکر بطور ناجائز غاصبانہ طریقہ سے مال مسلمین لینا
چاہا اور ہمیشہ کام کو دھوکہ دیتے رہے اور بوقت نزاع سیدہ کہ عین موقع اظہار امر حق
تھا کتمان شہادت کرکے بحکم لا تکتموا الشہادۃ کہ حرام محض ہے لب بستگی فرمائی اور سب سے زیادہ
حضرت امیرؑ ملزم قرار پائے ہیں کیونکہ انہوں نے سیدہ کو دعوی سے نہ روکا بلکہ مزید بر ان

تائید کلام کی اگر رسول پاک سے سُن چکے تھے کہ آنحضرت کا کوئی وارث نہیں ہے تو
کہدیتے کہ آپ فضول رنج اُٹھاتی ہیں کہ آپکے والد بزرگوار اپنے متروکات سے ورثا کو محروم
فرماگئے ہیں اور بوجہ رسالتِ ازواج و عطائے فدک بمروان یہی کیفیت جناب عثمان کی
ہے دویم یہ کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی جانب سے ایک بے سروپا مضمون وضع کرکے
مستحقین کو انکے حقوق واجبہ سے بیدخل کرکے بمصلحت سلطنت قطعاً محروم کر دیا
اور کچھ پاس و احترام خاندانِ نبوت نہ کیا سوم یہ کہ اگر ان جملہ واقعات قضایا معروضہ
بالا کو بپاس خاطر خلفا و علی و عباس غلط محض قرار دیا جاوے تو صحیحین جو کہ انہی تمامی
حالات مندرج ہیں بالکل جھوٹی اور موضوع قرار پاتی ہیں اور گویا مسلم و بخاری اشہر اقصہ
خاص ہیں جس جس عالم و مورخ نے جو کچھ لکھا ہے سب کاذب و مفتری قرار پاتے ہیں اور ان
دو کتب کے ابطال پر مذہب اہلسنت کے برہمی متصور و متخیل ہے نہ معلوم شقوق ثلاثہ
سے کون سی شق مطبوع طبائع حضرات اہلسنت ہو۔ اقمال جملہ سوم جناب ابوبکر نے اپنی ذات
بابرکات کو بقول عمر صاحب انا ولی رسول اللہ بیان کیا انکا یہ ارشاد باعتبار اخبار متواترہ
و سقیفہ مندرجہ کتب موثقہ و معتبرہ غلط محض ہے کیونکہ رسول پاک نے انکو اپنا خلیفہ قائم
نہیں فرمایا بلکہ سقیفہ بنی ساعدہ میں اول عمر و ابوعبیدہ جراح نے بیعت کی بعد جیسا کہ
کتب سیر میں منقول ہے اور لوگ سلسلہ مبایعت میں داخل ہوتے پس باین شان انکا یہ فرمانا
کہ انا ولی رسول اللہ سراسر خلاف ٹھیرا دیکھو صحیح مسلم کی جلد دوم میں بحوالہ ابن عمر مرقوم ہے کہ
عمر نے قریب وفات کہا ان اللہ یحفظ دینہ وانی لا استخلف فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لم یستخلف بدرستیکہ اللہ تعالےٰ حفاظت کریگا اپنے دین کی اور تحقیق کہ میں خلیفہ نہیں بناؤنگا کسیکو
کیونکہ نبی نے کوئی خلیفہ نہیں مقرر فرمایا اور اسی کتاب میں بمقام دیگر مسطور ہے کہ جب ابو لولو کی ضرب سے

جناب دوم مجروح ہوئے تو سب لوگ انسے کہتے تھے کہ کسیکو خلیفہ مقرر کیجئے پس بروایت اوی
اوّل یعنی ابن عمر انہوں نے فرمایا کہ اگر میں کسیکو خلیفہ مقرر کروں تو مجھ عیب نہیں کیونکہ ابوبکر نے
جو مجھ سے افضل تھے بجائے خود خلیفہ قائم کیا ہے اور اگر نہ کروں تب بھی مجھ پر اعتراض وارد
نہیں ہوسکتا کیونکہ نبی صلعم نے جو مجھ سے اور ابوبکر سے برتر و افضل تھے اپنا ولی قائم نہیں
فرمایا عبداللہ ابن عمر کہتے ہیں کہ جو وقت انہوں نے آنحضرت کے خلیفہ نہ کرنیکو ارشاد فرمایا
اُسیوقت میں سمجھ گیا کہ یہ اپنا جانشین مقرر نہ کرینگے جناب عبداللہ کا بصراحت فرمانا کہ میں سمجھ
جانا کہ یہ اب کسیکو خلیفہ نہ کرینگے دلالت کرتا ہے اس باب پر کہ یہ جناب بھی عدم استخلاف
نبی پر مطلع تھے اور شک نہیں کہ ابن عمر ذیل صحابہ شمار کیے گئے ہیں پس خود عمر و ابن عمر دو
صحابی جلیل الشان کی شہادت عدم نص خلافت پر بہرحال قابل قبول ہے اور یہ قول عمر حالت
بیماری کا بیان کیا گیا ہے پس جو لوگ کہ خلیفہ کے قائم کرنیکی رائے دیتے تھے انہوں نے بیان عمر پر اعتراض
نہیں کیا معلوم ہوا وہ بھی اسبات کو جانتے تھے کہ نبی بلا وصی انتقال فرما ہوگئے ہیں اور یہی
قولِ عمر بخاری میں مندرج ہے پس بگواہی معتمدین موصوفین اندراج صحیحین بنسبت ابوبکر
رسول اللہ کا غیر مستخلف ہونا اگرچہ بہ طرز نفی عام استخلاف ہی بخوبی ثابت ہوگیا نظر بحالات مذکورہ
بالا صدیق اکبر کا بشہادت عمر اپنی ذات کو انا ولی رسول اللہ کہنا خطاب صدیقیت کو کہ عطائے
جمہور سنیہ ہے باطل کرکے نبی معصوم پر افترا و اتہام کی حدِ غایت پر پہنچانیوالا ہے اور عمر صاحب
چونکہ خلافتِ ابوبکر کے فرع ہیں لہذا بناءً فاسد علی الفاسد ٹھیرے مگر وہ بھی حسب مضمون
حدیث مسلم اپنے تئیں آستین چڑھا کر انا ولی رسول اللہ کہتے ہیں نہ معلوم انکا یہ دعوی کیسے
صحیح ہوگا کیونکہ باتفاق عام رواۃ سنیہ ابوبکر نے انکی خلافت کی وصیت کی تھی حالانکہ اہل اسلام
بعد لفظ و غلیظ اس وصیت پر ابوبکر کو تنبیہ کرکے خلافت عمر ہی سے نارضامندی ظاہر کرتے

تھے شاید رسول پاک نے تخلیہ میں عمر صاحب کی خلافت پر کوئی نص خفی بروایت ام المومنین
حفصہ فرمائی ہو جیسا کہ جناب عائشہ سے امامت ابوبکر کیلئے ارشاد ہوا تھا بعد ختم توجیہات ہر سہ
احتمالات کچھ اور حالات قابل توجہ ارباب انصاف عرض کرتا ہوں چونکہ جناب امیر کا عمر و ابوبکر کو کاذب
وغیرہ حسب روایت مسلم و بخاری جاننا اہلسنت کیلئے نہایت بیخ دہ اور پرسوز داستان ہے نہ ایسے
انکے علماء نے جہانتک ممکن ہو سکا ہے اس بحر ناپیدا کنار میں بہت کچھ ہاتھ پیر مارے ہیں مگر ساحل مقصود
تک نہیں پہنچے مولوی نانوتوی صاحب ہدیۃ الشیعہ جہالا فریبی کر کے بہت کچھ سیر فرمائی فوق و تحت و
یمین و شمال ہوئے ہیں مگر ایسے فاضل جلیل القدر کی تحریر طول و طویل کا نتیجہ کچھ نہیں نکلا وہ فرماتے
ہیں کہ کاذب غادر کا قصہ دگرگون ہے عمر صاحب نے عند الوقوع تنازعہ تولیت الفاظ کذب و غدر وغیرہ
مبالغۃً بطور شکایت احباب فرمائے تھے مقدمہ وراثت میں کوئی ذکر اس قسم کا نہیں ہوا یہ توجیہ بڑی
حیرت بخش ہے ہم نے آجتک نہ دیکھا نہ سنا کہ کسی رعیت نے ایسے سلطان ذیشان کو جسکے رعب و دبدبہ
صحابہ کا پتہ پانی ہوتا تھا بقصد مبالغہ یا شکایت جھوٹا اور خائن کہا یا سمجھا ہو اور ہر وقت
اعتراض اس بادشاہ کی عدم بجا آوری شرائط عدالت سے اغماض کر کے سکوت اختیار کیا ہو ہماری
سمجھ میں باوجود غور و تامل بسیار اس وقت تک یہ بات جاگزین نہیں ہوئی کہ مبالغہ یا شکایت مند ہو کر
احباب کو بے ایمان اور جھوٹا کس طرح کہا کرتے ہیں اگر حسب بیان صاحب ہدیۃ الشیعہ متولی ہونے پر رنجش
سے ایسی سخت کلامی کی تھی تو عمر صاحب کی انتہا درجہ کی دانائی ثابت ہوتی ہے کیونکہ وہ خود
فرماتے ہیں کہ ابوبکر کے روبرو عباس و علی باستحقاق جداگانہ نبی صلعم کے ترکہ سے طالب وراثت ہوئے تھے
اسوقت جناب ابوبکر نے مقدمہ کی ڈسمس کی وجوہ میں حدیث لانورث فرمائی تعجب ہے کہ حسب تصریح مولوی
محمد قاسم صاحب عمر نے وراثت کو بمعنی تولیت تعبیر کیا اور اس سے زیادہ خلیفہ اول کے عقل و دانش پر حرف آتا ہے
کہ مدعی معنوی حصول تولیت کے لئے ادعا کریں وجوہ نامنظوری حصے میں ایسی دلیل لائے کہ جس سے سقوط وراثت لازم آئے

اور متولی ہونیں استحقاق کو کب دخل ہے عباس کہتے تھے کہ مجھکو چچا ہونیکی جہت سے رسول پاک کا
ترکہ ملنا چاہئے اور حضرت علی فرماتے تھے کہ میری بی بی اپنے باپکے وارثہ ہے بھلا تولیت کو اس
تفصیل سے کیا مناسبت ہے مالک کو اختیار ہے جسکو چاہے متولی کردے کسیکے متولی نہ کرنے پر بذمہ مالک کوئی جرم
کذب و خیانت وغیرہ لازم و عاید نہیں ہو سکتا بلکہ اگر خواستگار تولیت کو کسی چیز کا کوئی متولی نہ کرے
اور وہ اپنی ناکامی سے رنجیدہ ہو کر مالک کو برا بھلا کہے تو طالب تولیت کی نسبت عقل سمجھ جاویگی اور
عمر نے تو انکو بزعم حضرات اہلسنت متولی بھی کر دیا تھا اور بمفاد حدیث مسلم انفصال تنازع تولیت
ہی کیلئے عباس و علی دونوں آئے تھے پھر اسپر ناکردہ گناہ کو کیونکر کذب وغیرہ بقول انہیں کے سمجھا
مولوی حسن احمد ممدوح نے یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت امیر اوپر کے دل سے خلفا کو کاذب جانتے تھے میں
عرض کرتا ہوں کہ دل ایک قطرۂ خون ہے اسکا تحت و فوق کیا ہوگا اور بالفرض اوپر کے حصہ
میں جو مواد عناد بوجہ نامسموعی مقدمہ میراث جمع ہوا تھا اسکا اثر نیچے پہنچنا کیا بعید تھا
اگر فدک واپس دیدیا جاتا تو ہم مان لیتے کہ کسیقدر کدورت دل کے حصہ اولین میں آئی تھی مگر
رد فدک سے برطرف ہوگئی اور جبکہ اسکو ایسے طریقہ مضبوط سے ضبط کیا گیا کہ آل مروان تک
منتفع ہوں مگر بنی فاطمہ اسکی آمدنی سے ایک حبہ نپائیں تو ضرور ہے کہ اس صدمۂ جانکاہ سے
اذیت سخت پاکر قلب کا حصہ آخرین بھی کبیدہ ہوگیا ہو اور پھر تہ دل سے انکو کاذب وغیرہ سمجھنے
لگے ہوں فرمائیے اسمیں کیا استبعاد لازم آتا ہے بعض صاحب یہ بھی معنی نکالتے ہیں کہ عمر نے حضرت
علی کو بطریق استفہام کہا تھا کہ کیا آپنے مجھکو اور ابوبکر کو منع فدک میں جھوٹا اور بے ایمان سمجھا
حقیر عرض پرداز ہے کہ بلا ضرورت جائز معنی حقیقی سے عدول کرنا کیا سبب رکھتا ہے حدیث میں پہلے
خلیفہ دوم نے ابوبکر کے عہد میں جو دعویٰ ہوا تھا اسکا تذکرہ کیا بعدہ اپنے عہد کرامت مہد کا
اور صدیق اکبر و ذات خودش کو کذب و غدر وغیرہ کی اضداد حقیقی یعنی بار و راشد وغیرہ سے تعبیر فرمایا

تو ایسی صورت میں استفہام انکاری کب مسلم ہوتا ہے الفاظ بار و راشد اپنی زبان سے کہنا خود
اسبات پر دلالت کرتا ہے کہ مد مقابل اُسکے خلاف سمجھ رہا ہے عجب نہیں کہ آپنے یہی معنی سمجھکر
حمل بوہم فرمایا ہے دیکھو یہ قصہ ایسا پیچیدہ و مشکل ہے کہ محمد اسمعیل بخاری نے کمال تدین و
دینداری سے الفاظ کاذب غادر کا بالکل ذکر نہیں کیا اور بجائے انکے کذا کذا لکھدیا ہے اور الفاظ صادق
و بار و راشد کو بہت خوشخطی کے ساتھ لکھا ہے امام بخاری نے چونکہ دیانت داری میں اعلی درجہ
حاصل کیا ہے لفظ کاذب غادر وغیرہ کو محض اس دور اندیشی سے حذف فرمادیا کہ میری تحریر کے
اعتبار پر عجب نہیں کہ لوگ انکو جھوٹا خیال کرنے لگیں مگر یہ نہ سمجھے کہ ان الفاظ کے مقابلہ میں علیؑ غادر و
خاین خود پیدا ہو گئے کیونکہ عام قاعدہ ہے جبتک کوئی کسی کو بے ایمان نہ سمجھے گا تب تک ایماندار کی
اقامت دلائل کے بتکلف ضرورت نہیں ہوا کرتی عمر صاحب کا اپنی ذات اور ابوبکر کو صادق کہنا
خود اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت امیر بخلاف اُسکے جانتے تھے نہ معلوم استفہام انکاری
سے حضرات اہلسنت کو کیا فائدہ پہنچیگا اس موقع پر بالفرض محال مثل شریک الباری مطلب لفظ
ترانیماہ کالطریق استفہام یہ ہوگا کہ اے علیؑ و عباس جبکہ بدلیل لانورث ابوبکر نے تمہارے دعوے
نامسموع کیا تو کیا تم نے اسکو جھوٹا و خاین وغیرہ جانا یخیف کہتا ہے کہ ہاں صاحب ضرور جھوٹا
اعدو غاباز سمجھا خلیفہ جی صاحب حضرت امیرؑ کے معاملہ پر کیوں استبعاد کرتے ہو آپکی حضور میں
مجتہد اور دعوی کرنا صاف دلیل ہے کہ جناب علی علیہ السلام حدیث لانورث پر متمسک ہونے سے ابوبکر کو
جھوٹا و خاین جانا چونکہ آپ بھی اُسی حیثیت غیر مسلمہ کو دستاویز گردانکر مقدمہ کو خارج فرماتے
ہیں اسلئے لامحالہ آپکو بھی ویسا ہی سمجھا گیا اور اس محکمہ سے ناکامی حاصل کرکے خلیفہ عثمان کے یہاں
دعوی رجوع ہوگا اور جب وہاں سے بھی جواب ملیگا تو بوکالت جناب محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم روبروے خداوند علام مقدمہ دائر کیا جاویگا حضور والا آپ سیدھی بات میں استفہام کیوں

بخاری فرماتے ہیں یہ تو صاف بات ہے اگر ابوبکر کو جھوٹا نہ سمجھتے تو انکی عدالتیں کیوں جمع کرتے اور جسکو
آپ بھی وہی فیصلہ دیتے ہیں جو کہ ابوبکر دیچکے تھے تو چونکہ جناب فاروق اعظم نے فرما دیا ہے کہ پھر کیا سمجھا
جاوے پس بوجوہات بالا ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر بیشک ابوبکر و عمر کو کاذب غادر و خاین و آثم
سمجھتے تھے اور جسکو جناب لاریب مآب نے کاذب ظالم و فاجر و خائن سمجھا وہ بلاشک و شبہ منافق
عینیہ ہے چنانچہ بخاری میں بھی تین چار علامتیں منافق کی بیان کیگئی ہیں کتاب موصوفہ کا
باب علامات المنافق ملاحظہ طلب ہے اور بخیال ثبوت کلام عبارت مسلم و بخاری بھی نقل کیجاتی
ہے عن عبد الله بن عمر قال قال رسول الله اربع من کن فیہ کان منافقا خالصا و
من کانت فیہ خصلة منهن کانت فیہ خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اؤتمن خان و اذا حدث
کذب و اذا عاهد غدر و اذا خاصم فجر انتہی ترجمہ - اور دوسری حدیث یہ ہے عن
ابی هریرة قال قال رسول الله ایة المنافق ثلث و ان صام و صلی و زعم انه
مسلم اذا حدث کذب و اذا وعد خلف و اذا اؤتمن خان پس حسب تصریح بخاری بیان
خود عمر کہ اپنے آپکو حسب تصریح کتب معتمدہ سنیہ واللہ انا من المنافقین فرمایا کرتے تھے اور
اکثر حذیفہ سے جنکو علم المنافقین تھا پوچھا کرتے تھے کہ لیلة العقبہ میں آنحضرت نے مجھکو بھی منجملہ
اہل نفاق شمار فرمایا ہے یا نہیں بوجوہ کما ینبغی ثابت محقق ہو گیا کہ شیخین عظام بسبب کذب و
غدر و خیانت وغیرہ کے اعلی درجہ شقاق و نفاق میں کہتے تھے اور اپنے مومن کامل ہونے پر انکو خود
بھی تحتم و وثوق نہ تھا کیونکہ عمر کا واللہ انا من المنافقین کہنا کسی طرح سے محمول بفروتنی و
کسر نفسی نہیں ہو سکتا جن علمائے اہلسنت نے ارشاد فاروقی کو ہضم نفس سے تعبیر کیا ہے انکے حصہ دوم
میں خوب خوب خبر لیگئی ہے ناظرین غور فرمائیں کہ یہ کوئی قاعدہ نہیں کہ بادشاہ جلیل القدر اپنی
ذات کو رعایا کے سامنے ایسی صفات رذیلہ و خبیثہ سے منسوب کرے جن سے اسکا اخراج دائرہ ایمان سے

تیقن ہوجاوے یہ قدرت خدا ہے کہ اُن لوگوں نے اپنے بطون اسرار ضمائر کو لوگوں پر منکشف کردیا تائید اس قول عمر یہ کی اس استفسار سے بخوبی ہوتی ہے کہ جو حذیفہ اسرار رسول خدا کہا کرتے تھے اگر انکو اپنے نفاق پر یقین نہوتا تو حذیفہ سے بار بار نہ پوچھتے کہ آیا آنحضرت نے بمکافات گستاخی لیلۃ العقبہ مجھکو بھی منافق شمار فرمایا ہے یا نہیں اگر یہ حضرت اُن لوگوں کی جماعت میں داخل نہ تھے کہ جنہوں نے شب مذکور میں آنحضرت کی ہلاکت کے سامان و اسباب بہم پہنچائے تو خواہ مخواہ ختمی مرتبت سے کیوں بدظنی کی کیا یہ ممکن ہے کہ رسالت مآب کسی مومن کو منافق کہدیتے اور انکار حذیفہ بھی اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بیشک آنحضرت نے جناب عمر کو منافق فرمایا کیونکہ حذیفہ نے عندالاستفسار عمر یہ بیان کیا ہے کہ مجھکو اس راز کے پوشیدہ رکھنے پر آنحضرت نے تاکید کی ہے پس اگر حضرت عمر اس جماعت منافقین میں تھے تو حذیفہ صاف کہدیتے کہ آپ کیوں گھبراتے ہیں وہ اور لوگ ہیں جنکو منافق کہا گیا ہے مگر چونکہ بدل امین ہوں لہذا اُنکا نام بیان نہیں کرسکتا اور تو عام قاعدہ ہے کہ ہر پوچھنے والے کی نسبت ایسا اطمینان دلایا جاسکتا ہے اتنی بات کے بیان کرنے سے حذیفہ پر الزام افشائے راز عائد نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ افشائے راز کا جرم اُس وقت وارد ہوتا کہ جب حذیفہ ایسے شخص کے استفسار پر بیان کردیتے کہ جسکو فی الواقع آنحضرت نے منافق فرمایا تھا ایسے پاک و پاکیزہ آدمی کے پوچھنے پر کہ جیسے حضرت عمر تھے بنظر اطمینان مومن صاف و روشن الفاظ سے بیان کردیتے کہ آپکی ذات تک نفاق کی ہوا بھی نہیں خواہ مخواہ کیوں مضطر ہوتے ہو معلوم ہوتا ہے کہ جناب حذیفہ نے ایک مومن کو ہمیشہ تک اس شبہہ میں ڈالدیا کہ اُسکو اپنی مومن و منافق ہونے میں گنجائش امتیاز نہ رہی پس بخوبی ثابت ہوگیا کہ یہ بزرگوار منافق کامل تھے اور جبکہ بوجوہات مندرجہ بالا انکا نفاق ثابت ہوگیا تو بحکم آیہ وافی ہدایہ واللہ یشہد ان المنافقین لکاذبون محض قرار پاگئے چونکہ قرآن پاک میں کاذبین کو بلعنت لعنت اللہ علی الکاذبین یاد

فرمایا ہے بنا براں ہم گروہ شیعہ تعمیل آیہ موصوفہ پر مجبور ہیں تا وقتیکہ عبارت مسلم میں ہم قائم فرما کر ہمکو عامل ہوہم نہ قرار دیا جاوے تب تک آیہ موصوفہ کی تعمیل پر معذور ہی ہے والعذر عند کرام الناس مقبول +

تتمہ کلام

چونکہ حقیر نے کاذب خاین و غادر و آثم پر بحث شروع کی تھی بنا براں اس حصہ میں اُسکی پوری طور سے تشریح کیگئی ہے اور حصہ دوم میں بعض معاملات بیان کئے گئے ہیں کہ جن سے خلفا کی زیادتیاں بمقابل خاندان رسالت ظاہر ہوتے ہیں اور وہ بالیقین ایسے ہیں کہ بعد ثبوت آنہاد و قول علمائے متقدمین و متاخرین علمائے سنیہ طبیعت اہل اسلام کو خلفا سے بالکل متنفر کر دیں گے اسوقت اُن حالات کا لکھنا خلط بحث کا شبہ پیدا کرتا ہے لہذا بالفعل ترک کیا گیا اور آپکو بھی جوابدہی تمام معاملات کی دقت و مشکل پڑجاتی اگر یارائے کلام ہے تو اسی کا جواب عنایت فرما کر گلو خلاصی فرمائے +

شرائط جواب

اگر آپ بخیال حفظ آبرو متکفل جواب ہی ہوں تو اس بات کا لحاظ رکھنا کہ جواب مجمل نہو حسب آداب مناظرہ ہر فقرہ کا جواب عنایت ہو اور کل اعتراضات کا جواب کتب اہلسنت سے ہو کیونکہ بنائے کلام آپکی ہی کتب پر ہے اور اگر الزاماً علی الخصم کتب شیعہ سے کچھ لکھو تو علم درایت و رجال کی صحت روایت اور اُسکے عدم تعارض و تخالف کتاب و سنت ملحوظ خاطر کر کے لکھنا ورنہ مقبول نہوگا البتہ بعد بجا آوری شرائط صحت جو چاہنا تحریر فرمانا اور اپنے جواب کی توثیق جناب مولوی محمد رشید صاحب گنگوہی و جناب مولوی محمود حسن صاحب مدرس اعلی مدرسہ دیوبند و جناب مولوی محمد خلیل صاحب

انبیھٹوی وجناب ملا مراد صاحب پنجابی مقیم مظفرنگر وغیرہ علما ئے موثوقین سے ثبت و ستخط کراکر بھیجے اور جو کہ اس معاملہ مین رسالہ نفاق الشیخین بحکم صحیحین از جانب شیعہ بمقابلہ مولوی رشید الدین خانصاحب شاگرد شاہصاحب لکھا گیا ہے اُسکو ملاحظہ فرما جواب لکھئے اور جو دلائل رسالہ مذکور میں مثبت نفاق شیخین درج ہو چکے ہین انکو باطل کرکے حضرت علی کے نزدیک خلفا کا سچا ہونا ثابت کیجئے اگر اُس رسالہ کی دستیابی آپکو ممکن نہو تو مین دیسکتا ہون غرضکہ ہر نوع سے تنقیح ہو جانی چاہئے تاکہ آپکا وہم دفع ہو +

کارروائی بعد حصول جواب الجواب

واضح ہو کہ کوئی اجماع یا جلسہ وغیرہ بغرض صحت سوال و جواب کیا جاویگا بلکہ آٹھ علمای منتخب کرکے ایک موقع پر خواہ اُس ضلع میں یا بمقام دیگر انکو کاغذات فریقین دئے جاوینگے انمیں دو عالم شیعہ دو عالم سُنی حسب پسند خود یا دو عالم عربی دان از قوم حضرات ہنود دو عالم از قوم و ملت نصاریٰ مقبول فریقین جمع ہوکر بملاحظہ اثبات و استرداد دلائل کذب و غدر وغیرہ پیش کردہ فریقین کرینگے اور اُنکے وکلا سے رد و قدح کرکے فیصلہ آخر دیوینگے اور وہ فیصلہ چھاپ کر اُس ضلع کے اکثر دیہات میں کہ جہان مسلمان کثرت سے رہتے ہون آویزان کیا جاویگا واضح ہو کہ جناب او رہنیاز مند اس مقدمہ کے فریق ہین او رجو جو علمائے کرام اور آپکی تحریر کی توثیق فرماوینگے وہ وکیل سمجھے جاوینگے او رعلمائے ہشت گانہ منتذکرہ بالا حاکم شمار ہونگے جب اس عنوان کے ساتھ آپ ثابت کر دیوینگے کہ حضرت امیر فی الواقع عمر و ابو بکر کو جھوٹا نہ جانتے تھے اور عبارت مسلم سے وہم پڑتا ہے اور تقریر الزامی مطابق واقع ہے اور جملہ فسق و فجور شیخین مندرجہ حصہ دوم جسکو کتب اہلسنت سے ثابت کیا ہے اور

روبروئے علمائے موقع موعود پر پیش کیجاوینگے اور اُنکو آپ رد فرما دینگے تب سمجھا جاویگا کہ آپنے غلبہ حاصل کیا اُسوقت مبلغ ایکہزار روپیہ کہ جسکا رقعہ جدا گانہ باضابطہ آپکو دیا گیا ہے بطور شکرانہ ادا کرکے میں مذہب اہلسنت اختیار کرونگا ۔

العبد سید سجاد حسین ولد محمد حسین ساکن بہڑہ سادات بقلم خود ۲۴-جون ۱۸۹۲ء

عبارت توثیق از مولوی غلام حسین صاحب کنتوری

سید سجاد حسین ولد محمد حسین ساکن موضع بہڑہ سادات نے یہ تحریر ہمارے سامنے پیش کی اس غرض سے کہ اسکی صحت وسقم پر نظر کیجاوے چنانچہ ہمنے اُسکے مطالب دیکھکر خوب جانچ لیا اور بہ نسبت اُن مطالب خواہ حوالہ کتب کے اگر کوئی اعتراض کرے تو ہمپر اُنکا اثبات لازم ہوگا اسلئے کہ وہ اکثر عبارات ماخوذ کتاب تشئید المطاعن سے ہیں جو کہ جواب باب دہم تحفہ اثناعشریہ کا ہے اور ہمارے جد مرحوم اعلی اللہ مقامہ کی تصنیف سے ہے جسکے جواب میں آج تک کسی عالم اہلسنت والجماعت کو قلم اُٹھانے کی مجال نہیں ہوئی ۔ العبد مولوی غلام حسین صاحب

مولوی محمد حسن صاحب لکھنوی

از بسکہ ملاحظہ سے یہ رسالہ جناب مولوی غلام حسین صاحب دامت معالیہ وبرکت افاداتہ لیالیہ کے گزرا ہے اور توثیق جناب ممدوح نے فرمائی ہے لہذا میں موثق ہوں

العبد مولوی محمد حسن صاحب

مسکت المخالف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید الانبیا صلی اللہ علیہ و آلہ حقیر پر تقصیر خاکپائے شیعیان شاہ بدر و حنین و خیبر و صفین السید سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور غفر لہ ذنوبہ و ستر عیوبہ ساکن موضع بہڑہ سادات متعلقہ سادات بارہہ واقع ضلع مظفر نگر بخدمت جمیع حضرات اہلسنت و الجماعت نہایت عجز و ادب کے ساتھ ملتمس ہے کہ جناب مستطاب معلے القاب مولوی ابو القاسم صاحب سُنی المذہب الہ آبادی نے ایک چو ورقہ باین سرخی (کہ سوال از جمیع علمائے شیعہ) چھاپ کر بایں غرض شایع کیا ہے کہ بنظر خلایق انکو وقعت حاصل ہو ہر چند کہ اس ہیچمدان کو یہ قابلیت حاصل نہیں کہ درباب معاملات مذہبی گفتگو کر سکے مگر مولوی صاحب ممدوح کے سوال طبع زاد و نوایجاد کی شان کچھ ایسی انوکھی معلوم ہوئی کہ جسکے معائنہ سے بادی النظر میں صاف طور پر مجھکو یہ یقین ہوا کہ اس تحریر بے نظیر کے جواب میں تصدیعہ اٹھانا غالباً اہل علم و صاحبان سواد اپنا کسر شان و تضیع اوقات سمجھکر باین

خیال خاموشی اختیار فرمائیں گے کہ ع آں نست جوابش کہ جوابش نہ دہی ۔ اور یہ
بات عام حضرات اہلسنت کے نخوت وغرور کی ترقی کا سبب ہو گی کیونکہ ہمارے
حضرات کو معاملات مذہبی سے عموماً ناواقفیت ہوتی ہے اس لئے کہ بانیانِ مذہب
و موجدانِ ملت نے بنظر دوربینی و عاقبت اندیشی پہلے ہی سے یہ انتظام فرما دیا ہے
کہ اُن کتب کو جنمیں صحابہ کے جھگڑے درج ہیں نہ دیکھنا چاہئے پس مذہبی کتابیں وقف انظار
عوام الناس ہونگی اور نہ مشاجرات و مخاصمات صحابہ پر کسیکو اطلاع حاصل کرنیکا موقع
ملیگا شاید مرشدین ملتِ سنیہ نے اس انتظام سے یہ مصلحت سمجھی ہو گی کہ مبادا کوئی
سُنی پاک طینت بہ معاینہ حالات بغض و عناد و تشاجر و تخاصم بعض صحابہ مقبولین سے
منحرف و غیر معتقد ہو کر گروہ شیعہ سے ملکر راکب سفینۂ نجات ہو جاوے۔ درحالیکہ اکابر
حضراتِ سُنیانِ ذیشان کو صحابہ کے اُن افعال رذیلہ و قبیحہ پر بوجہ عدم معاینہ
کتب مناظرہ و تنفر صحبتِ شیعہ مطلق اطلاع نہیں تو بیچارے جہلا کہ شمار میں ہیں بنظر
بران مجبکو یہ کھٹکا پیدا ہوا کہ سُنی صاحبان جو کہ مساجد میں برابر وعظ فرماتے
رہتے ہیں کہ سُنو بھائی مسلمانو نہ خلفائے اہلبیت پر ظلم کیا نہ اُنکے گھر پر آگ اور
لکڑیاں لیکر گئے نہ محسن کو شکم مادر میں شہید کیا نہ خلافت کو بہ محرومی صاحبان
استحقاق زیر قبضہ لائے نہ مقدمہ فدک میں حضرت امیرؑ و حسنین علیہم السلام
کی شہادت کو رد فرمایا اور نہ دین میں ایجاد کیا نہ نبیٔ معصوم پر الزام
ہذیان لگایا اور نہ جیش اُسامہ سے تخلف کر کے ختمی مرتبت کی زبان مبارک
سے صدمۂ نفرین اُٹھایا نہ کسی لڑائی سے بھاگے وغیرہ وغیرہ لہذا عجب نہیں
کہ اندریں صورت مولوی صاحب موصوف کی تحریر پُرتاثیر خارج از جواب رہ کر اُن کے

خیالات پا اور ہوا کے استحکام کا سبب ہو جائے بنا بران ایک عریضہ بوعدۂ عطائے مبلغ پچیس ہزار روپیہ مؤلف صاحب کی خدمتِ باسعادت میں باین غرض بھیجا کہ جواب باصواب عنایت فرما کر مبالغ مندرجۂ صدر داخل خزانۂ عامرہ فرماویں مگر نہایت افسوس کے ساتھ ظاہر کیا جاتا ہے کہ بہ تعلید تقدمین حضرت ممدوح نے عدم جوابدہی کو سنتِ موکدہ سمجھکر سدِ بابِ کلام کیا ناچار اُس خط کی نقل مطابق اصل شائع کر کے جمیع حضراتِ اہلسنت کی خدمتِ گرامی میں متمنی و مستدعی ہون کہ براہ دینداری دونوں تحریروں کے مطالبِ مضامین پر بامعان نظر غور فرما کر مذہب حق کے حاصل کرنیمیں کوشش بلیغ فرمائیں اگر کوئی صاحب بپاسِ حیا و ایمان و دردِ دین تبائید تحریر مولوی صاحب مطالبِ مندرجہ عریضہ کو رد فرمانا چاہین تو انکو بھی زر مذکورۃ الصدر انہیں قیود و شروط سے دیا جائیگا جو کہ اصل مؤلف پر ظاہر کی گئی ہیں - جن جن حضرات اہلسنت کی نظرِ انصاف اثر سے یہ اوراق گذریں انکو خدا و رسول کی قسم دیتا ہوں کہ علمائے متبحرین و فضلائے کاملین سے عرض کریں کہ حضرت جواب لکھکر ہم خرما و ہم ثواب پچیس ہزار روپیہ لے لیجئے اور ہمارے عقاید کو تقویت دیجئے اگر حضرات علما ان جملہ امور کی جوابدہی سے جنکو متن عریضہ میں عرض کیا ہے کچھ سوچ سمجھکر مثل مؤلف صاحب پہلو تہی فرمائیں تو بے تکلف باور کر لینا چاہئے کہ مذہب اہلسنت بالکل باطل و لغو اور بالو کی دیوار ہے جسکا انہدام شیعہ دلائل و براہین کی ہوائے تند و تیز سے یکسر کرنے پر بآسانی قدرت رکھتے ہیں چونکہ اس خط کا جو کہ بطور ایک سال کے ہو گیا ہے حضرتِ مخاطب سے جواب نہیں دیا گیا اور نہ تمام ہند میں انشاء اللہ تا قیام

قیامت کسی اہلسنت سے دیا جائیگا نظر برآں تاریخی نام مُسکت المخالف رکھا گیا وما توفیقی الا باللہ حسبی اللہ نعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر ہے پہلے حضرت الہ آبادی کا چوورقہ نقل کیا گیا ہے اور پھر اُس کا جواب ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامدًا و مُصلّیاً

سوال از جمیع علمائے شیعہ

التماس - میرے چند احباب شیعہ مذہب جنکو زبانی مناظرہ کا بہت شوق ہے ہمیشہ چھیڑ چھاڑ مذہبی رکھتے اور وہی پرانے وُھر اُنے سوالات کیا کیے اور جواب دیئے پر امر حق کو کبھی تسلیم نہ کرتے اُنہیں سے بعض اہل انصاف نے تو کتاب **ہدایات الرشید** جو زمانہ حال میں تالیف ہوئی ہے اور جسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ کہتے تو بجا ہے دیکھکر سکوت اختیار کیا مگر بعض وہ گیرے جنہیں مادہ تعصب ہٹ وھرمی بہت زیادہ ہے امر حق کو تسلیم نہ کیا اور وہی پرانے لغو اعتراضات و سوالات پیش کرتے رہے لہذا خاکسار مجبور ہو لاچار ہو کر سوال معروضہ ذیل جمیع علمائے شیعہ کی خدمتیں بغرض جواب پیش کرتا ہے تاکہ جواب دینے کے وقت دلائل اہلسنت کی وقعت و قدر انکو ظاہر

ہو جاتے اور یہ ثابت ہو جاتے کہ جناب امیرؑ کی بھی ایمان و فضیلت ثابت کرنے کے لئے
اس قسم کے دلائل سے بڑھکر کوئی دوسری دلیل دشمن کے مقابلہ میں نہیں ہو سکتی
علمائے شیعہ سے التماس ہے کہ اپنے ہی اصول کی بنا پر ایسا جواب عنایت فرمائیں
کہ خصم پر حجت ہو سکے ساتھ ہی اسکے کوئی کلمہ سخت خلاف تہذیب استعمال نہ فرمائیں

تمہید صحابہ مقبولین اہلسنت و جماعت مثل حضرت ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ رضی اللہ
عنہم جناب پیغمبر خدا صلعم کے ہاتھ پر اول ہی زمانہ دعوت اسلام میں (کہ اسوقت کوئی
اُمید نفع دنیا کی نہ تھی) ایمان لائے اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر آنحضرت صلعم کا
ایسے وقت میں ساتھ دیا کہ اُسوقت آپکا کوئی رفیق و غمگسار نہ تہا اور تمام اپنے اور بیگانے
آپکے دشمن تھے آنحضرت کی اعانت میں زر و مال اپنا صرف کیا کفار و مشرکین کے
ہاتھوں سے اذیتیں اُٹھائیں خدا اور رسول کے لئے اپنا وطن مالوف چھوڑ کر مدینہ کو
ہجرت کی اور مہاجر کہلائے سفر و حضر میں ہمیشہ آپ کے ہمراہ رہے آپکی صحبت میں
رہ کر آپکے معجزات و خرق عادات اپنی آنکھوں سے دیکھے اور آپکے ارشادات و کلمات اپنے
کانوں سے سُنتے رہے حضرت ابوبکر صدیق نے آپکے ساتھ غار ثور میں ایسی رفاقت
کی کہ اللہ تعالی نے قرآن میں کلمہ لصاحبہ آپکی شان میں ارشاد فرمایا اور لفظ یار غار
ضرب المثل عالم ہوا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی دختران پاک گہر حضرت عائشہ و حفصہ
آنحضرت کی زوجہ منکوحہ ہوئیں آنحضرت صلعم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے
حضرت عثمان کے عقد میں آئیں حضرت فاطمہ زہرا کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم [illegible]
اعتراف حضرت امام جعفر صادق حدیث اول فروع غیبت منا و علمائے شیعہ مثل
مرتضے علم الہدی و نور اللہ شوستری صاحب تہذیب صاحب شرائع و [illegible]

ناسخ التواریخ وغیرہ حضرت عمر کے عقد میں آئیں آنحضرت صلعم اِن صاحبوں سے دین کے
کاموں میں مشورہ لیتے رہے - آنحضرت صلعم نے (بروایت غوالی اللالی ابن جمہور
فخررازی امامیہ) حضرت ابوبکر و حضرت عمر کو حضرت ابراہیم و حضرت نوح سے تشبیہہ
دی آنحضرت صلعم نے (بروایت شیخ ابن بابویہ در عیون) حضرت ابوبکر و عمر و عثمان
رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تم لوگ بمنزلہ میرے گوش و چشم و دل کے ہو - حق تعالیٰ نے
قرآن پاک میں اکثر و بیشتر مقامات میں اِن حضرات کی مدح و ثنا بزمرہ صحابہ و مہاجرین
و انصار فرمائی اور اپنی رضا و خوشنودی انسے ظاہر کی اسلام و ایمان سے تنہا خود ہی
نہیں فائدہ اُٹھایا بلکہ تمام عالم کو اُس سے فائدہ پہنچایا - قرآن شریف مختلف و
منتشر اوراق میں تھا انہیں حضرات کی سعی و کوشش سے یکجا و مرتب ہوا اور تمام
عالم میں شایع ہوا اور شیعہ کو بھی پہنچا اسلام کی حقیت و وقعت انکے دلوں میں
اسقدر رسائی تھی کہ اُسکی ترقی و شیوع کی کوشش آنحضرت صلعم کی حیات میں
بھی کی اور نیز بعد وفات آپکے اُسکو دنیا کے بہت بڑے حصہ میں پھیلایا انہیں کی
ہمت و کوشش و سرگرمی سے اسلام نے ایسا رونق و عروج پایا کہ دنیا کے تمام مذاہب
و ملل نے رشک کیا کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی دین کے حقیت کا سچے دل سے معتقد
نہو اور اُسکو قابو پاکر اسقدر رونق و عروج دے دشمن دین تو قابو پاکر اُس کے
مٹانیکی کوشش کریگا - اللہ اکبر کہیں جناب امیر کے ہاتھ سے اسقدر شوکت و
قوت و اشاعت و ترقی اسلام ظہور میں آتی تو معلوم نہیں کہ شیعہ کیا کچھ شور مچاتے
زمین و آسمان کا قلابہ ملا دیتے شیعہ نے حضرت امیر کی تعریف میں ڈھائی پر
جبرئیل کے کاٹ ڈالے - لاکھوں جن قتل کرڈالے تمام قوم عاد کو ہلاک کرڈالا)

انکے زمانہ خلافت میں بہت بڑی فتوحات ملکی بھی ہوئی مگر ان حضرات نے عیش دنیا کی طرف کبھی التفات نہ کیا۔ دین و شریعت کا اسقدر پاس تھا کہ حضرت عمرؓ نے عین اپنی عہد خلافت میں اپنے فرزند دلبند پر حد شرع جاری فرمائی اور دُرّے لگائے (کیون حضرات شیعہ انکو خدا و رسول کا تو کچھ خوف ہی نہ تھا پھر اپنے فرزند دلبند پر کیون دُرّے مارے) حضرت عمرؓ نے وقتِ وفات اپنی خلافت اپنے صاحبزادے کو نہ دی بلکہ جب لوگون نے سفارش کی کہ اپنے صاحبزادے کو خلیفہ مقرر کیجیے تو ترش روئی سے جواب دیا کہ اسمیں لیاقت خلافت کی نہیں ہے کار دین کے انصرام کرنے کیلئے لائق آدمی چاہیے چونکہ ان حضرات نے محض اللہ تعالےٰ کی رضامندی و خوشنودی کے لئے دین حق کی اشاعت کی اور کفار سے جہاد کیا اس لئے اللہ تعالیٰ نے انکی جماعت قلیل کو کفار کے گروہ کثیر پر حسب ارشاد خود کہ من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً غالب و منصور فرمایا چنانچہ تھوڑی مدت میں سلطنت کسریٰ و قیصر کو لے لیا اور تمام دنیا میں اسلام پھیلا دیا ان حضرات کے زمانہ خلافت مین جناب امیرؓ انکو ہمیشہ صلاح و مشورہ نیک دیتے رہے اور ہر طرح کی تائید فرماتے رہے اور مثل شیر و شکر ان سے ملے رہے اور انکی ثنا و صفت انکے زمانے میں بلکہ اپنے زمانہ خلافت میں بھی (بلکہ دیگر ائمہ بھی اپنے زمانہ میں فرماتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بنائے خلافت و حکومت مستحکم ہوتی گئی حضرات شیعہ فرمائیں تو سہی کہ کفار و منافقین کی تائید کرنا اور انکی تعریف بیان کرنا اور انکے امور خلافت کے استحکام کا باعث ہونا باعث اجر و ثواب ہے یا کیا) حضرت عمرؓ نے ہر وقت جنگ فارس و جنگ روم کے اپنے

جانے یا نہ جانے کے بارہ میں حضرت امیرؑ سے مشورہ لیا آپنے جو کلمات ارشاد فرمائے
(دیکھیے نہج البلاغۃ اور اسکے شروح) انمیں اُسوقت کے مسلمانونکو جو حضرت عمر کے حکم و
بیعت سے اور آپ کو خلیفہ رسول اللہ سمجھکر جہاد پر گئے تھے خدا کا لشکر فرمایا اُسوقت
کے اسلام کو جسمیں خلفاؑ کی خلافت مانی جاتی تھی خدا کا دین فرمایا اُسوقت کے جہاد
کی تعنیں زمانہ رسالت کے جہاد کے ساتھ دی سب سے بڑھ کر یہ فرمایا کہ اہل اسلام کی
فتح و شکست اُنکی قلت و کثرت پر موقوف نہیں ہے بلکہ وعدہ خداوندی ہے
جو پورا ہوتا ہے اور اس وعدہ سے مراد آپکی (جیسا کہ شارح نہج البلاغۃ علامہ ابن
میثم بحرانی و ملا فتح اللہ شیرازی نے فرمایا ہے) وعدہ آیہ استخلاف ہے یعنی وعد
اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض الآیہ اور یہ آیت بروایت
قمی وغیرہ خلافت راشدہ شرعی حضرت امام مہدی پر نص ہے نتیجہ یہ ہے کہ حضرت
امیرؑ کے نزدیک حضرات خلفاؑ کا زمانہ خلافت اس وعدہ آیہ استخلاف کے پورا ہونیکا
زمانہ تھا چنانچہ حضرات خلفاؑ کے حکم و فرمان سے اور آنکی بیعت سے اُسوقت کے
اہل اسلام (جو بزعم شیعہ مجتمعین علی الضلالہ و مخالفین کاتمین نص غدیر تھے اور
محض دنیا حاصل کرنے کے لئے کفار سے لڑتے تھے) جہاد کرکے مال غنیمت لاتے
تھے اُسمیں جناب امیرؑ حصہ لیتے تھے۔ کئی لاکھ صحابہ بعد وفات آنحضرت صلعم موجود
تھے جنمیں غالبًا بارہ ہزار صحابی معدودین شیعہ یا اکثر و بیشتر انہیں کے شامل تھے
اُن سبھوں نے حضرت ابو بکر کو افضل ترین مومنین صالحین و لایق خلافت اور امام
و پیشوا و نائب رسول اللہ صلعم سمجھا اور مانا اور کسی ایک نے بھی کبھی کسی موقع پر
حدیث غدیر (جو بزعم شیعہ حضرت علیؑ کے خلافت بلا فصل پر نص ہے) ظاہر و پیش

نہ کی حضرات شیعہ فرمائیں تو سہی کن کن لوگوں نے اور کب حدیث غدیر پیش کی اگر پیش نہیں
کی تو کیوں نہیں کی یا تو انکے نزدیک حدیث غدیر سے حضرت امیر کی خلافت بلا فصل مراد
نہ تھی یا یہ کہتے کہ صحابہ کلہم اجمعین انہیں کے واسطہ سے آنحضرت صلعم کی نبوت و معجزات
و اعجاز قرآن و معجز بلغا وغیرہ کی خبریں ثابت ابد کو پہنچیں اور انہیں کی سچائی و دیانت
کے ثبوت پر اقوال افعال صحابہ سابقین کا ثبوت بھی موقوف ہے اور انہیں کے
سچائی و ایمانداری کے بھروسہ پر آنحضرت صلعم کی نبوت و معجزات وغیرہ کفار کے
مقابلہ میں ثابت کئے جاتے ہیں ایسے طبیعت و مزاج کے لوگ تھے کہ جنہوں نے دنیا کے
لالچ سے وصیت پیغمبر و حدیث غدیر کو کہ آنحضرت صلعم نے ہزاروں لاکھوں آدمیوں کے
مقابلہ میں فرمایا تھا چھپایا اور اسکے خلاف عمل کیا اور کسی ایک نے بھی کبھی کسی موقع پر
ظاہر نہ کیا اور کفار منافقین کو اپنا امام و پیشوا بنایا اور ایک جھوٹے اور بنائے ہوئے
پیشوا کے اتباع و پیروی کی پس ایسی صورت میں یہ بات قرین قیاس ہے کہ ان
لوگوں نے دنیا کے لالچ سے ایک پیغمبر بنا لیا ہو اور طرح طرح کے قصے و حکایتیں
مشہور کردی ہوں آخر سقدر تو شیعہ و نیز دیگر کفار کہتے ہی ہیں کہ اس زمانہ میں جو
اسلام ملکوں میں پھیلایا گیا وہ صرف دنیا کے لالچ سے پھیلایا گیا دنیا کی لالچ
نہ ہوتی تو حضرت امیر کی امامت بلا فصل کیوں باطل ٹھہرائی جاتی حضرت ابوبکر و عمر کی
صدق ایمان و عقیدت کی اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ اپنے کو آنحضرت صلعم
کے پہلوئے مبارک میں دفن کرایا اور جناب امیر نے بھی باوجودیکہ تجہیز و تکفین میں شریک
تھے منع نہ کیا۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں کہ مشتے نمونہ از خروار و قطرہ از سحابے ہیں
اگر یکجا کرکے میزان عقل و انصاف میں تولے جائیں تو کوئی شک باقی نہ رہیگا کہ یہ حضرات

لہ خود جناب امیر نے کبھی اس حدیث غدیر کو اپنی امامت بلا فصل کے ثبوت میں پیش نہیں کیا ۱۲ منہ

بہترین مومنین صالحین و فضل ترین اُمت محمدیہ اور سچے خیرخواہ اپنے پیغمبر اور دین
اسلام کے تھے حتے کہ مورخین غیر مذہب مثل ڈاکٹر گبن و ڈیون پورٹ و کارلائل
ویل وغیرہ) نے داد انصاف دے کر ان حضرات کو آنحضرت صلعم و دین اسلام کا
سچا خیرخواہ ٹھہرایا وائے برحال شیعہ کہ باوجود ان سب اوصاف و کمالات کے
پھر بھی اُنکو منافق و کافر تبلاتے ہیں اگر آیات قرآنی پیش کیجاتی ہیں تو لغو تاویلیں
کرتے ہیں اگر اپنے یہاں کے احادیث معتبرہ پیش کیجاتی ہیں تو انکو موضوع و نا
معتبر تبلاتے ہیں اگر خود اُنہیں کی کتابوں سے اقوال و افعال حضرت امیر و آیمہ
سے سند دیجاتی ہے تو تقیہ کا بہانہ کرتے ہیں اگر علماے غیر مذہب مثل نصاریٰ
وغیرہ سے فضائل ثابت کئے جاتے ہیں تو کافر کا قول کہکر ٹالتے ہیں جب یہ کہا
جاتا ہے کہ یہ حضرات اوّل ہی زمانہ دعوت اسلام میں آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر
ایمان لائے ہمیشہ کلمہ پڑھتے رہے اور احکام شرع کے پابند رہے ہمیشہ آنحضرت
صلعم کی صحبت میں رہے آپکی اعانت و نصرت کی۔ دین کے واسطے کفار کے ہاتھوں
سے اذیت اُٹھائی آنحضرت صلعم کے ساتھ اپنے گھربار عزیز و قریب کو چھوڑ کر
مدینہ کو ہجرت کی آنحضرت صلعم دینی کاموں میں اُنسے صلاح و مشورہ لیا کرتے
تھے شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے رعایت نہ کی اور اُنپر حد جاری کی
اسلام و ملت محمدیہ و قرآن و اخبار و آثار نبوت تمام عالم میں شایع کئے لاکھوں
کروڑوں کافروں کو مسلمان کیا بنیاد کفر کو مٹایا کفار سے بدعوی اسلام جہاد کر کے
اُنکا ملک لیا بعد اسلام لانے کے آنحضرت صلعم سے ہر طرح کی قرابت قریبہ پیدا کی
حضرت ابوبکر و عمر آنحضرت صلعم کے مصاحب دنیا میں بھی تھے اور قبر میں بھی ہوئے

(اور آخرت میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہونگے) حضرت امیرؓ انکے امور خلافت کی ہمیشہ تائید فرماتے رہے اور تعریف و توصیف کیا کئے باوجود حاکم و خلیفہ ہونے کے لذات دنیا کی رغبت نہ کی وغیرہ وغیرہ تو اُسوقت یہ کہتے ہیں کہ یہ سب باتیں صرف دنیا کے دکھلانے کی تھیں اُنکے دلمیں ایمان نہ تھا اب شیعہ ہی بتلائیں کہ جب کسی صحابہ کے ایمان و عدم ایمان کے بارہ میں کسی مخالف سے گفتگو ہو تو کس قسم کا ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے ❊

سوال- لہذا اب جمیع علمائے شیعہ سے سوال کیا جاتا ہے کہ آپ لوگ حضرت امیرؓ کا مومنین صالحین و ممدوحین صحابہ سے ہونا کسی ایسی دلیل قطعی سے (جو علاوہ اس قسم کے دلائل کے ہو اور اُس کے مقدمات مسلمہ خصم ہوں) بمقابلہ خوارج و نواصب دشمنان حضرت امیرؓ کے ثابت کر دیں ورنہ وہ ساکت رہجائیں اور ایسے شبہات لغو جو شیعہ باوجود اِن تمام دلائل قویہ کے ایمان اصحاب ثلثہ وغیرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے بارہ میں کرتے ہیں نہ کر سکیں- واضح رہے کہ مسلمان ہونا کلمہ پڑھنا احکام شرع کا پابند ہونا- آنحضرت صلعم و دین اسلام کی اعانت و نصرت کرنا- کفار کے ہاتھ سے دین کے بارے میں اذیت اُٹھانا- ہجرت کرنا اسلام لانے کے بعد سے آنحضرت کی صحبت میں ہمیشہ حاضر رہنا- بعد اسلام کے آنحضرت صلعم سے قرابت قریبہ پیدا کرنا- آنحضرت صلعم کا اُنسے دین کے کاموں میں ہمیشہ صلاح و مشورہ لینا آنحضرت صلعم کی حیات میں اور نیز بعد آپکے دین اسلام و ملت محمدیہ کو عالم میں پھیلانا اُسوقت کے لاکھوں مسلمانوں کا اُنکو بہترین مومنین سمجھنا اور اپنا پیشوا اور امام بنانا کفار سے بدعوی اسلام جہاد کر کے اُنکا ملک لینا- لاکھوں کروڑوں کافروں کو مسلمان

کرنا - بنیاد کفر کو مٹانا - شرع کے معاملہ میں اپنے فرزند تک سے قصاص میں درگزر نہ کرنا - باوجود حاکم و خلیفہ ہونیکے عیش و لذت دنیا کیطرف رغبت نہ کرنا - جناب امیرؑ کا اُنکی توصیف و تعریف اور اُنکے امور خلافت میں مدد و نصرت کرنا - قرآن کو جمع و مرتب کرکے عالم میں شائع کرنا اپنے کو آنحضرت صلعم کے پہلوے مبارک میں دفن کرانا وغیرہ وغیرہ - یہ سب ایسے اوصاف ہیں کہ بہ تسلیم فریقین صحابہ متعبولین اہلسنت و جماعت کی ذات میں موجود تھے اور جس کسی شخص میں ذرا بھی مادہ عقل و انصاف کا ہوگا وہ ہرگز انکے کمال ایمان میں تردد و شک نہ کریگا لیکن شیعہ کے زعم میں یہ سب باتیں کافر و منافق کی ذات میں بھی جمع ہو سکتی ہیں اور ثبوت ایمان کے لئے دلیل کافی نہیں ہو سکتیں - لہذا ایسی صورتمیں اس قسم کی دلیلیں خوارج و نواصب کے مقابلہ میں شیعہ کی طرف سے کیونکر جناب امیرؑ کے ثبوت ایمان کے لئے کافی ہونگی اور وہ کب ساکت رہیں گے شیعہ نے عداوت صحابہ کرام کی وجہ سے اپنے مذہب میں ایسا رخنہ ڈالا اور اپنے سر میں ایسا تیشہ مارا کہ قیامت تک اسکا علاج اُنکے اصول پر ممکن نہیں حوصلہ کی بات تو یہ ہے کہ ان سب دلیلوں کو چھوڑکر کوئی ایسی دلیل ڈھونڈ کر نکالیں کہ اُسکے مقدمات بھی خوارج و نواصب کے نزدیک مسلم ہوں اور اُس سے حضرت امیرؑ کا ایمان بھی اُنکے مقابلہ میں ثابت ہو جاتے - مگر ناظرین دیکھ لیں گے کہ انشاء اللہ تعالی ابدالدہر تک شیعہ کو کوئی ایسی دلیل نصیب نہو گی اور ممکن نہیں کہ بلا مدد اہل سنت و جماعت کے اُنکو دشمنان حضرت امیرؑ کے مقابلہ میں کبھی کامیابی حاصل ہو - یہ تو صرف ایمان حضرت امیرؑ کے ثابت کرنیکی درخواست بمقابلہ خوارج و نواصب کے شیعہ سے

کیگئی ہے۔ بہت بڑا مقدمہ اسلام و نبوت کا ہے کہ شیعہ کے اصول پر اسکا
ثابت ہونا بمقابلہ کفار و منکرین اسلام کے اس سے زیادہ محال ہے چنانچہ انشاء اللہ
تعالیٰ عنقریب دوسرا سوال طبع ہو کر شائع ہونیوالا ہے اسمیں چند مقدمات
قائم کر کے تمام دنیا کے شیعوں سے استدعا کی گئی ہے کہ اپنے مذہب کی رو سے
آنحضرت صلعم کا پیغمبر ہونا اور اسلام کا دین خدا ہونا بمقابلہ کفار و دشمنان
اسلام ثابت کر دیں اور مذہب شیعہ سلامت باقی رہے +

السائل

محمد ابو القاسم غفر اللہ لہ ساکن محلہ خلد آباد شہر الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۵

سرخیل متکلمین سنیہ۔ جناب مکرم مولوی محمد ابو القاسم صاحب زاد عنایتہ
تسلیم بعد تعظیم۔ چہار ورق رسالہ سامی کہ جنیں تمام علمائے شیعہ سے چند امور کا
استفسار ہوا ہے۔ حقیر کے پاس پہنچے۔ میں نہایت مشکور ہوا کہ باوصف عدم
سوابق معرفت جناب نے نیازکیش کو یاد فرمایا ممکن تھا کہ محض بامتثال امر
سامی باین نادانی و بیدانشی سوالات مندرجہ اوراق مذکور کا جواب یا جاتا
مگر نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ محققین سابقین و متقدمین اولین نے

نوٹ علمائے شیعہ سے گذارش ہے کہ اگر ان دلائل کے علاوہ کوئی دوسری دلیل (مگر مسلمہ
خوابع و نواصب) نہ پیش کر سکیں تو ہرگز ہرگز قصد تحریر جواب نہ فرمائیں۔ مطبوعہ نامی پریس الہ آباد

متاخرین کے لئے کچھ نہیں چھوڑا چونکہ امورِ مستفسرہ عالی بکرات ومرات زیر بحث
و درج کتب ہو کر دست فرسودِ خلایق ہو چکی ہیں لہذا مجھکو بحکم ذہن جدت
پسند مکروہ معلوم ہوا کہ پرانی ملی دلی ململ پر تازہ کلپ چڑھا کر اہلِ دانش کی
نظر میں مثل جناب والا تحصیل حاصل کا الزام اٹھاؤں۔ ہاں اگر آپ اپنی
فکرِ عالی سے کوئی جدید بات پیدا کرکے شانِ خلاقی دکھاتے تو اتباعاً لام ہم
بھی کچھ ہاتھ پیر ہلاتے ذرا سوچو تو سہی درباب مباحث مذہبی آپکے شاہ
عبدالعزیز صاحب دہلوی نے باین عنوان افتتاح باب مناظرہ فرمایا کہ بقول خود کسی
مسئلہ بحث طلب کو فروگذاشت نہیں کیا پس ضرور ہے کہ جن باتوں کو ہیر پھیر کر
جناب والا نے زینت قرطاس فرمایا ہے عزیز دہلوی زیب وہ تحفہ فرما گئے ہیں زاں
بعد مولوی حیدر علیصاحب فیض آبادی نے تحفہ موصوف سے امداد لیکر منتہی الکلام
میں انتہا کا زور دکھایا اگر منجانب شیعہ ہر دو کتب موصوفہ بالا کے جواب
شائع نہوتے یا کہ اجوبہ کتب مذکورہ کا ردّ مسکت خصم حضراتِ اہلسنت کی طرف سے
حوالہ قلم ہو جاتا تو آپکو ہر طرح کے فخر و مباہات طمطراق کی گنجایش تھی۔ خدارا
آپ ہی انصاف فرماویں کہ جب ایسی کتابوں کے جواب جن کے مصنفین کو جمیع اہلسنت
خاتم المجتہدین و رئیس المناظرین اعتقاد کئے ہوئے ہیں باین کثرت لکھے گئے ہوں
کہ الماریاں پڑی ہوں تو یہ چند سطور مسطورہ سامی کہ جنکا جواب بھی یکبار و دوبار بلکہ بارہا
ہو چکا ہو۔ کیا وقعت و اقتدار رکھتی ہیں۔ اگر حضراتِ اہلسنت کی طینت میں حق طلبی
ہوتی تو انکے لئے یہی کافی تھا کہ نہایت انصاف و ایمانداری سے گوشۂ تشویش میں
سر بزانوئے تفکر جھکا کر غور فرماتے کہ تحفہ وغیرہ کے جوابوں سے تا حال کسی عالم اہلسنت کا

متعرض نہونا صریح طور پر دلالت کرتا ہے کہ صاحب تحفہ نے لوگوں کے گمراہ کرنیکی
غرض سے ایسی اکاذیب افترآت حوالہ قلم کئے ہیں کہ جنکے جوابات کا رد اہلسنت تو کیا
فرشتہ خان کے بھی امکان سے باہر ہوگیا اللہ اکبر علوی حق اسی کو کہتے ہیں کہ
شیعوں کے مقابلہ میں سنیوں کی طاقت ہر قسمہ حسابی قاعدہ سے پندرہ سولہ درجہ
بڑھی ہوئی ہے پس اتنے بڑے طاقت دار گروہ کا ضعیف وقلیل جماعت کے روبرو باثبات
حقیت خود قلم نہ اٹھانا گویا بصد زبان اپنی فرومایگی کا اقرار کرنا ہے میرے قلم میں
طاقت نہیں ہے کہ تحفہ کی جو دھجیاں اُڑائی گئی ہیں اُن سب کو ایک جلد جمع کر کے
کوئی تعداد جو بہ ظاہر کرسکوں مگر بنظر اظہار حال مشتے نمونہ از خروارے اتنا عرض کرنا
کافی سمجھتا ہوں کہ باب ہفتم متعلقہ امامت مندرجہ تحفہ کے تقریباً پچاس ورق ہیں
جس کے جواب میں فقط ایک عالم شیعہ نے تیس جلدیں مسمی بہ عبقات الانوار لکھی ہیں بعض
جلد اتنی حجیم وضخیم ہے کہ چودہ پندرہ روپیہ قیمت پائے ہوتی ہے اور پانچ چھ روپیہ
تو کوئی بھی کم نہیں باب نہم جسکا تعلق مطاعن خلفاً ثلاثہ و دیگر صحابہ وام المومنین
حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہما سے ہے اُس کے جواب میں بڑی بھاری تین جلد لکھی
گئی ہیں منتہی الکلام کی بھی یہی کیفیت ہے کہ استقصاء الافحام ہے تین جلدوں میں جواب
دیا گیا ہے اگر آپ وسیع النظر ہیں اور تحفہ وغیرہ کے جوابات زیر ملاحظہ آچکے ہیں
تو صاف طور پر ارقام فرماتے کہ کسی عالم شیعہ نے تاحال آپکے امور مستفسرہ کا
جواب نہیں دیا یہ کہ شاہ صاحب وغیرہ متکلمین کو باین تبحر و ہمہ دانی درحقیقت یہ عرض
سوجھا ہی نہیں کہ شیعہ تصدیقیہ جواب اُٹھاتے۔ جسوقت کہ آپ اپنی وسعت نظر
سے ایسی تحریر ہمارے حوالے فرمائیں گے انشاء اللہ مع صفحہ کتاب کا نشان دیکر

آپکی ادعاو تفرد کو باطل کیا جاویگا مگر چونکہ اہلسنت کو معاملات مذہب مین چندان
واقفیت نہین ہوتی اور مین دیکھ رہا ہون کہ بعض ناواقفین اپنی کوتہ نظری سے
مضامین مشتہرہ سامی کو آپ ہی کا انشا کیا ہوا خیال فرماتے ہیں لہذا مجھکو بعض مصالح
سے یہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے استفسار کی حقیقت واقعی منکشف کر دیکر آپکو
کہ چندین بار حضرات اہلسنت ان باتون کو بیان فرماکر جواب پاچکے ہیں ورنہ خوف ہے
کہ کہین خدانخواستہ آپکے دماغ عالی مین یہ بات جاگزین ہوجاوے کہ مین بھی از جملہ
مناظرین و متکلمین ہون کتب فارسیہ و عربیہ کا دیکھنا تو شاید متعذر ہو براہ کرم گستری
بالفعل ایک اردو کتاب کو ملاحظہ فرماکر اپنا اطمینان خاطر فرمالیجئے اگر اسمین آپکے
سوالات کا پتہ نہ چلے تو مجھسے دست و پنجہ ہوجئے مولوی مہدی علیخان صاحب
بہادر محسن الملک نے جو آیات بینات لکھی ہے اسکا جواب ہماری جانب سے بذریعہ کتاب
مستطاب رمی الجمرات تین جلدون میں ایک فاضل کامل و عالم متبحر نے طبع کرایا ہے
اور آیات بینات کا اہلسنت کی نظر میں تحفہ وغیرہ سے بھی کچھ اقتدار بڑھا ہوا ہے
ہم پر احسان فرماکر ان جوابون سے ایک نظر دیکھ لیجئے میں یقین کرتا ہون کہ
انشاء اللہ آپکا پورا اطمینان ہوجائیگا ہر چند کہ درباب عدم وقوع عقد جناب
ام کلثوم صاحب رمی الجمرات نے بھی بحسب ضرورت ارقام فرمایا ہے لیکن جناب
مولانا و مقتدانا فخر المتکلمین رئیس المناظرین حضرت مولوی علی اظہر صاحب نے
ایک رسالہ مسمی بہ کنز مکتوم اس مادہ میں خاص طور پر بایں عنوان لکھا ہے کہ جسکو
دیکھکر آپ بالیقین یہ فرماوینگے کہ بے شبہ روات سنیہ نے اس بات مین
غلطی اٹھائی اور ایک بے وجود چیز کو اپنی غلط فہمی سے یا دیدہ و دانستہ

قائم کردیا پھر تو اُمید نہیں ہے کہ آپ کبھی بھولے سے بھی اس قصہ واہی کو صحیح
باور فرماویں مگر یہہ تو فرمائیے کہ باین شوکت و تمکنت علمائے اہلسنت کی طرف
سے ایسا قصور ہمت کیوں ہوا کہ شیعہ کے مقابلہ میں آجتک قلم اُٹھانے کی جرأت
نہیں ہوئی آج دُنیا میں کوئی ایسی کتاب نظیر نہیں بتا سکتی کہ شیعہ کے جواب کا ردّ
اہلسنت نے لکھا ہو یا کہ اہلسنت کی کسی کتاب کا جواب بمقابلہ اصل کتاب یا دیگر
کتب میں منجانب شیعہ نہ دیا گیا ہو مفخر مولوی خاندان کے اخلاف کبھی عزت نہیں
پاسکتے کہ جنکے اسلاف میں کسی نوع کا نقص ہوتا ہے۔ دیکھئے قاضی عبد الجبار
متکلم اول واعور وابن تیمیہ و ابن روزبہان صاحب صواعق محرقہ وتحفہ و
منتہی الکلام وسیف مسلول ح نواقض الروافض و رشید الدین و مولوی مہدی علی
خانصاحب وغیرہ باعتبار قدامت کے سب آپ کے بزرگ اور حضور اُن کے خورد
ہیں پس جبکہ بمقابلہ شیعہ اُن حضرت کی یہ توقیر ہے کہ ایک ایک سطر کے ردّ میں
جزو کے جزو لکھدئے گئے تو پھر آپ کس شمار میں ہیں سچ فرماتے کہ کبھی اِس
صدمہ میں خواب راحت مُبدل بہ کلفت ہی ہوئی ہے آپکے بزرگواران مثل
شاہ صاحب حیدر علیصاحب کے نام مبارک سے آجتک کسی سُنی بھائی نے الزام
کذب و افترا و غلط نویسی خلاف گوئی دفع نہیں کیا اور نہ تا قیامت اُمید ہے۔ میں
یقین کرتا ہوں کہ جب کبھی آپ کو یہہ خیال ہوتا ہوگا کہ (ہیں) اہلسنت کی یہہ
کثرت ومقدرت وشوکت اور بمقابلہ شیعہ ایسی بینہ دہنی فرط ایمانداری سے نیند
اُچیٹ جاتی ہوگی اور ع چو مفلسے کہ طلبگار گنج قارون است۔ یہی دل چاہتا
ہوگا کہ کسی حیلہ وترکیب سے بزرگواران کے اقوال کا استرداد جو منجانب شیعہ

ہوا ہے اُسکی اصلاح ہو جاوے - مکرم من گستاخی معاف ہو جبتک کہ ابواب تحفہ و منتہی الکلام و آیات بینات کے جوابات کا ابطال اہلسنت کی طرف سے نہ ہوگا اُسوقت تک آپ تمام حضرات وابستہ زنجیر ندامت و عامل بمذہب باطل سمجھے جاویں گے خیر ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند - سابق گروہ سُنیہ سے گو کہ کتب شیعہ کا رد نہو سکا مگر آپ ماشاء اللہ ذی طبیعت و صاحب جودت نئی روشنی کے آدمی معلوم ہوتے ہیں بمقتضائے سعادتمندی منجملہ اعتراضات عدیدہ و کثیرہ کے دو چار ہی باتوں کا جواب عنایت فرما کر اپنے بزرگواروں کے سر پاک سے یہ بار گران کہ مشابہ کوہ ہمالہ ہے دور کرکے خلف الرشید و سعید کا خطاب حاصل فرمائیے اور اپنے معاصرین ابنائے زمانہ کی نظر میں موقر و معزز ہو جئے اگر ہمارے علما کے اُن اقوال کو جو کہ بر بنا عدم حقیت مذہب اہلسنت لکھے گئے ہیں آپ از جملہ محالات تصور فرما کر باطل نہ کر سکیں تو حضور شاہ صاحب کی اُس کذب نویسی ہی کو تاویل غیر علیل سے جو کہ بعندیت شیعہ غایت حیا و ایمان و پاس اسلام سے حضور ممدوح نے بحمایت اہلسنت کی ہے درست فرما دیجئے - ورنہ ہمارے نزدیک ایسی صورت میں آپ کبھی ممدوح خلایق نہیں ہو سکتے - کہ بزرگواران بحیلہ دروغ گوئی و خلاف نویسی و خیانت شعاری و افترا پردازی تشئید المطاعن و تقلیب المکائد و عبقات الانوار و بوارق موبقہ و استقصا الافحام وغیرہ کتب کلامیہ کے سنگین حوالات میں لکد کوب متکلمیان شیعیان رہیں اور اُنکے اذناب و اخلاف جیسے کہ حضور لامع النور میں ہی رد شدہ مضامین کہ جن کے لکھنے سے بڑے بوڑھوں پر سخت دار و گیر ہو رہی ہے نئی نئی عبارتوں میں بیان کرکے جہلا کی نظر میں اپنے آپ کو

عاقلانہ و فرزانہ روزگار ثابت کرائیں۔ یہ آپ کو روح انصاف کی قسم دیکر پوچھتا ہون بلکہ خلیفہ ششم حضرت معاویہ و خلیفہ ہفتم حضرت یزید رضی اللہ عنہ کا واسطہ اُسپر مستزاد کرتا ہون کہ ایمان اسی کا نام ہے کہ شیعہ بتوا قوال شاہ صاحب عبرۃ تمام مطاعن و رذائل و قبائح کو خلفا کے ذات عالی صفات سے چسپان کرین اور اہلسنت ٹھنڈے سانس بھر کر بچشم نیم وا اُن الزامات کو معائنہ کر کے غایت بے بسی کو بہ دستی سے دم بخود ہو جائیں مگر بنظر جہلا اُس کہنہ قبائے خلافت پر کہ جسکو اپنے بدن نازیبا سے خلیفہ اوّل نے حسب الارشاد جناب امیر علیہ السلام مصرحۂ خطبۂ شقشقیہ مندرجہ نہج البلاغۃ مسلّمۂ سُنّیہ کھینچ کھانچ کر چسپان فرمالیا تھا پھیکے رنگ چڑھا کر دھوکے دیتے رہیں اور وہ دھوکے شیعیانِ مرتضوی کے تابش کلام سے ایسے اڑیں کہ جیسے آفتاب سے شبنم بُرا نہ مانئے جناب والا نے بھی جہلا گم کردہ خرد کے دھوکہ دہی میں دقیقہ از دقائق فروگذاشت نہیں کیا۔ ابتدائے کلام ہی میں وہ چال چلی ہے کہ سوفسطیانِ کامل فن کی روح نثار و بلا گردان قلم ہو جاوے ہے جیسا کہ خاتمہ کلام پر خوارج کے مقابلہ میں اہل حق سے تازہ تازہ گرم بہک بہکاتی دلائل طلب ہوتے ہیں۔ ویسی ہی ابتدائے کلام میں اہل حق کو پُرانی دھرانی باتوں کا بیان کرنیوالا تجویز فرمایا ہے غالبًا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و حدیث بھی آپکی رائے میں تازگی طلب ہیں حضرت من پہلے بخاری اور مسلم شریف کے ساتھ وہ عمل فرمانا چاہئے۔ جو کہ جناب عثمان کانِ حفت و ایمان نے قرآن کو مشتمل بتصرف و اغلاط سمجھکر کیا تھا جبکہ حضور سرِّ بوترابی جناب ذوالنورین گرم بازاری فرما کر کتب موضوعہ سے اُن مطالب مضامین کو جنپر شیعہ متمسک ہو کر حضرات اہلسنت کے مقابلہ میں

مظفر و منصور ہوتے ہیں حذف فرما دیویں تب بصد بشاشت شادمانی بےخوف و خطر
ہو کر ہم سے کہتے کہ اب تو شیعہ کے پایۂ استدلال کو ابن مسعود وغیرہ کے قرآن سوختہ
کے ساتھ بہ تبعیت جناب محرق القرآن ہم نے ملحق فرما دیا اب کہیں سے نئے
دلائل باثبات ظلم و جور شیخین ہم پہنچاتے اسوقت جیسی مصلحت ہو عرض کیا
جائیگا - لیکن جبتک کہ کتب موصوفہ مصئون عن التصرف ہیں ہم برابر یہی کہے
جائیں گے کہ وہ دیکھو بخاری میں غضب جناب سیدہ کی روایت درج ہے صحیح مسلم
میں حسب تسلیم حضرت عمر شیخین کرام کا حضرت امیرؑ کے نزدیک جھوٹا دغا باز خیانت
شعار ہونا لکھا ہے رسول اکرم کے ارشاد ہدایت بنیاد پر الزام ہذیان درج ہے
دیگر کتب معتمدہ میں خلفاء راشدین کا بجرم نافرمانی و تخلف لشکر اسامہ حدیث لعن اللہ
من تخلف عن جیش اسامہ اٹھانا اور جناب امیرؑ کے گھر پر آگ لکڑیاں لیجانا محسن کا
شکم مادر میں ضرب مشت و لگد سے شہید کرنا نبیؐ کو بے غسل و کفن چھوڑ کر دنیا
کے پیچھے پڑ جانا صحابۂ مقبولین کو مار مار کر مدینہ سے نکالدینا متعہ و قرآنوں کو جلانا
اہلبیتؑ کے حقوق واجبیہ کا غصب کرنا وغیرہ وغیرہ درج ہے اگر حضور بجوش
تسنن کل کتب کو مع قرآن پاک دنیا سے اٹھادیوین تو ہم بھی اعتراض جدید کے
پیدا کرنیں کو شش کریں مگر اسوقت بھی ہمکو یہ کہنے کی گنجائش ہو جائے گی کہ
حضرات اہلسنت کو شیعہ کے مقابلہ میں ایسی پس پائی ہوئی کہ کتب احادیث کو
باین عنوان درہم و برہم کر دیا کہ کسی فصل نہیں اور کسیکا باب نہیں - ماشاءاللہ
آپ بھی عجیب چیز ہیں پہلی صدی کے نصف اول میں حضرات ثلاثہ بمقابلہ خاندان
نبوت بد عملی کریں اور چودھویں صدی کے ابتدا میں آپ انکو پرانا دھرانا قرار

دیگر ناقابلِ التفات سمجھیں ہیں نہایت خوشی کے ساتھ سُننا چاہتا ہوں کہ ہمارے
بیحد وانتہا اعتراضات میں سے دس پانچ ہی کی نسبت ارشاد فرماتے کہ فلان
فلان پُرانا ہے اور ہماری جانب سے اُنکے یہ نئے نئے جواب ہوتے ہیں
ہمبرین بنا اگر انکار شیطان کو جوکہ درباب سجدۂ آدم علیہ السّلام واقع ہوا ہے
ابتدائی قصّہ سمجھکر فرو اعتراض سے خارج کیا جاوے تو غالبًا حسب مذاق
سامی درست ہوگا۔ کیوں حضور غارِ ثور میں جناب رسالت مآب کے ساتھ
حضرت ابوبکر صدیق کا متواری ہوکر مشرف بہ تشریف ثانی اثنین اذ ہما فی الغار
ہونا جسکو آپ بدلالتِ خود محمول بتوصیف فرماکر بیان کرتے ہوئے جھوم جھوم کر
دوہرے ہو ہو جاتے ہیں۔ ہجرۃ کی پہلی شب کا قصّہ ہے تعجب ہے کہ وہ پُرانا نہوا
اور حضراتِ خلفا کی وہ بے ادبیان جوکہ دورانِ خلافت میں بمقابلہ خاندان
نبوت سرزد ہوئی ہیں ناقابلِ بیان تجویز کیے جاوین۔ اجی حضرت جن اعتراضات
شدید کا کسی عالم اہلسنّت سے از بدو افتتاح بابِ کلام الی الآن کہ زائد از
تیرہ سو سال ہوتے ہیں کوئی جواب نہین دیا گیا وہ پُرانے ہوکر منہدم مضبوط
ہوئے جاتے ہیں یاد رکھئے پُرانا اعتراض اہل زبان کی اصطلاح مین اُسی بات کو
کہتے ہیں کہ جسکا جواب نہ ہوا ہو اور جو اعتراض کہ حجت ہائے بالغہ و دلائل کاملہ
سے مندفع ہوجاتا ہے اُسکو پُرانا نہیں کہتے بلکہ وہ قطعی باطل خیال کیا جاتا
ہے۔ کیون جناب عزل جناب ابوبکر از تبلیغ سورہ برأت و تخلف شیخین از شرکت
لشکر اُسامہ و قصہ طلبِ داشت قرطاس و خامہ و معاملہ فدک و ضبطی خمس و ایجادِ تراویح
و منع متعہ وغیرہ وغیرہ اُن پُرانے اعتراضات کا یہی جواب ہوتا ہے کہ ہمارے

کتب کے مقابلہ میں قلم شکستہ کر لیا جاوے اور آخر فرمائیے تو سہی جبتک آپ جواب دیں
شیعہ معترض ہونے سے کیوں رکیں - جناب من ہندوستان کے ذی رتبہ
اہلسنت آپکے اِن فقروں میں نہ آئیں گے کیونکہ دانشمندانِ ہند کو شاہ صاحب
کی تراش خراش کا جوابوں کے دیکھنے سے کچھ کچھ حال معلوم ہو گیا ہے - وہ جو گنے
ہو رہے ہیں - خیر جُہلا البتہ ایسی گھڑت کو زیادہ پسند کرتا ہے سو آپکی نذر ہے امن
ستان جسطرف چاہتے لیجاتے - کیا خوب قانونِ تمادی نے گھر کے گھر صاف
کر دئے - آپ بحکم الناس علے دین ملوکہم معدنِ رسالت کے حقوقِ جائزہ کے
مقابلہ میں اُسکا نفاذ چاہتے ہیں - سو یہ بخیر ہمارے دعوے میں بعنایتِ الٰہی
کسیطرح بھی تمادی نہیں آسکتی - بموجب احکام قرآن و حدیث پہلے ہی ڈگری
حاصل کر چکے ہیں - اجرا بھی ہو گیا - منکرانِ حقیت گرفتار ہو ہو کر اپنے اپنے مقامات
پہنچ گئے - کسی پر تشیید المطاعن و عبقات الانوار کا پہرہ لگا ہوا ہے کوئی تحفۃ الاثنا عشریہ
کے سرہنگوں کی سختی سے بجرم تبدیل معانی قرآن داغِ کفر اُٹھا کر حدودِ اسلام
سے سات سمندر پار اُتارا گیا - دیکھو فتاوائے علمائے سنیہ مشتہرہ ظہر تحفۃ الاثنا عشریہ
جواب ہدیۃ الشیعہ ایک صاحب استقصاء الافحام کے محکم قلعہ میں مقید ہو کر بصدائے
ہائے ہائے مقلدان و مریدان کو پکار رہے ہیں کہ خدارا جواب دے کر مجھکو
اس قید شدید سے چھڑاؤ - مگر سب پنبہ بگوش ہو گئے ایک دم نہیں مارتا ابھی
ابھی مولوی جہانگیر خانصاحب مولف اظہار الہدیٰ حضرت علیؑ کے کرامات خرقِ
عادات کو جوگیوں اور اتیتوں کی شعبدہ بازیوں سے مشابہت دیکر تازیانہ کفر
کھاتے کھاتے چراغ پا ہو گئے کتاب معیار الہدیٰ کا ورق آخر ملاحظہ طلب ہے

جسمیں چند علمائے سُنیہ نے اُنکے کفر کا فتویٰ دیا ہے حضرت من بیہ الیہ ناطق ڈگری ہے کہ جس کسی نے اُسکے نا واجب ہونے میں چون و چرا کیا فوراً کافر ہو گیا۔ کار پردازان عدالت العالیہ کے ساتھ موالیان اہلبیتؑ برابر نشان دیتے ہوئے پھر رہے ہیں جس کسی کو ذرا بھی اس قدرتی ڈگری کے مقابلہ میں اکڑتا ہوا دیکھتے ہیں فوراً یا بدستے وگرے دست بدست وگرے منکرین اولین کے ساتھ ملحق کر دیتے ہیں ہمکو آپکی دانشمندی پر کمال افسوس آتا ہے کہ ایسی ڈگری جسکا جبراً اجراء کبھی خارجہ ہوا ہے۔ نہیں لعذارشدا و مدت کیونکر نا قابل التعمیل ہو سکتی ہے یہ خرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ کتاب ہدایات الرشید کی آپنے بڑی مداحی فرمائی ہے اور بحد سے مبالغہ کیا ہے کہ اُسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ قرار دیا ہے۔ خیر یہ اپنا اپنا پندار ہے اگر آپ اُسکے نقل لوح محفوظ یا مؤلف صاحب کو خدا کہنے لگیں تو کون زبان روکتا ہے میں بہت اشتیاق کے ساتھ آپکی زبان مبارک سے اس بات کو سُننا چاہتا ہوں کہ وہ کیا نئی بات درج کتاب موصوف ہو کر آپکے لئے مایۂ فخر و ناز ہوئی کہ جسکا ذکر کتب اولین و پیشین میں نہ آیا ہو آپکو حضرت پیران پیر کے اُس قدم مبارک کی قسم دیتا ہوں جو کہ حسب ادعاء سامی تمام اولیاء کے دوش پر مقدم ہے کیا صاحب ہدایات الرشید نے مطاعن خلفا سے کسی طعن کو اُٹھا یا تخلفین جیش اسامہ سے جملہ لعن اللہ دفع کیا فدک کے پیچ در پیچ قصہ کو صاف کیا جناب سیدہ کے گھر پر آتش باری کی تصویب کی سقط محسن کا جواز کیا نکث عہد غدیر کی کوئی تاویل بیان کی۔ الزام تحریم متعہ و اسقاط حی علی خیر العمل کی کوئی علت صحیح ارشاد ہوئی۔ تقیہ کو باطل فرمایا۔ حضرات شیخین کا با ایمان

ہونا ثابت کیا آخر فرائیگا تو سہی مؤلف کتاب موصوف نے کیا ایسا کارنمایاں کیا کہ
جسکی وجہ سے اُنکی کتاب کو نمونہ قدرت خداوندی کہا گیا۔ حقیر نے بھی اُسکو معائنہ
کیا ہے وُہی صواعق و تحفہ و منتہی الکلام کے پُرانے مضامین اُلٹ پلٹ کر بہ رنگ تازہ
بیان کئے ہیں۔ جنکو آپ بھی بوجہ قدامت ناپسند فرماتے ہیں مولف کتاب موصوف
اگر ہمارے بیحد و انتہا اعتراضات میں سے کسی ایک دو کا بھی جواب مُسکت عنایت
فرماتے تو شاید ہم خود محجوب ہوکر سر در گریبان ہوتے مگر چونکہ آپنے پُرشوکت
الفاظ میں اُس کتاب کا ذکر فرمایا ہے۔ عجب نہیں کہ دیگر حضرات بھی اُسکو ایسا ہی
سمجھکر نادیدہ مصدق ہوجائیں۔ بنا برآن مناسب معلوم ہوا کہ دو ایک
مقام مندرجہ کتاب موصوفہ کی حالت پیش نظر عقلاء زمانہ کرکے اُنکے انصاف پر
محول کردیوین۔ کہ جس کتاب کا مُصنف ایسا پاکدامن و زیرک و راست گفتار ہو
اُس کی تحریر کیا کچھ ہوگی واضح ہووے کہ حضرات اہلسنت کو ہمیشہ سے یہ اہتمام
مدنظر رہا ہے کہ کوئی قرینہ ایسا بہم پہنچایا جاوے کہ جس سے سیّدہ و خلیفہ ابوبکر
کی رضامندی درباب فدک ثابت ہوکر فی الجملہ رفع خجالت ہو نظر برآن خواجہ
نصراللہ کابلی صاحب صواقع نے ایک کتاب مسمیٰ بہ محجاج السالکین مع چند سطور
عبارت غلط طور پر منسوب بہ شیعہ کرکے بدالنت خود اس بات کو ثابت کرنا چاہا
کہ سیّدہ علیہا السّلام معاملات فدک میں خلیفہ ابوبکر سے رضامند ہوگئیں صاحب
تحفہ اثنا عشری و مؤلف سیف مسلول چونکہ کاسہ لیس کابلی ہیں انہوں نے بلا
تلاش و معائنہ اصل کتاب بقول نقل را چہ عقل اُسی طرح لکھدیا۔ متقدمین شیعہ نے
بروقت جواب نویسی نہایت شور مچایا کہ کوئی کتاب محجاج السالکین ہماری کتابوں

میں نہیں ہے یہ بے پر کا کبوتر کیسے بنایا گیا جبکہ علمائے شیعہ نے زور و یکر دبایا تب بیچارے مقلدان شاہ صاحب کی جان پر بنی اور بات نکالو تو جواب نہو سکا مگر مجاج السالکین کی بابت انہوں نے ایک مضمون تجویز کیا مگر ایسا ہے جیسا کہ بقول بعض ظرفا حضرت انسان نے خدا سے منظوری حاصل کر کے چمگادڑ یعنی شپرک بنایا تھا چونکہ احسن الخالقین کا کام نہ تھا۔ لہذا ناقص خالق نے کل اعضا و مقامات بنائے مگر مقعد بنانی بھول گئے۔ یہی حال جناب حافظ خلیل احمد صاحب مولف ہدایات الرشید کا مجاج السالکین کے توجیہہ میں ہوا تمام رخنہ بندیاں کیں۔ مگر ایک جگہ ایسے بہکے کہ کل کارروائی درہم وبرہم ہوکر شال متذکرہ صدر کے دارو گیر کرنے پر ہمکو باعث ہوئی۔ صاحب ممدوح کتاب مذکورہ کے صفحہ (۶۳۸) پر ارقام فرماتے ہیں کہ در صل وہ کتاب جسکا حوالہ صاحب تحفہ نے دیا ہے مصباح السالکین ہے۔ کاتب کی غلطی سے کتاب صواقع میں جس سے شاہ صاحب ناقل ہیں صاد و با کی جگہ حا و جیم بدلکر مجاج ہو گیا۔ غالباً اسی قسم کی تاویلات رکیکہ نے جناب والا کو کتاب مذکورہ کی عجائبات قدرت خداوندی ہونے پر اعتقاد کرنے سے مجبور کیا۔ بخاطر داشت سامی نخیف حافظ صاحب کی اس تاویل کو منظور کر کے عرض کرتا ہے کہ صاد کا حا کے ساتھ بدل جانا تو ممکن ہے مگر با اور جیم کا تبادلہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ان دونوں حروف میں کسی نوع سے تجنیس خطی پیدا نہیں ہو سکتی اگر صاحب صواقع کو ایسا غلط نویس محرر ملا تھا کہ با اور جیم کی شان کتابت میں امتیاز نہ دے سکتا تھا تو نہ معلوم اپنی خوش فہمی سے متن کتاب میں کیا کچھ تغیر کیا ہوگا۔ شاید مقابلہ کی نوبت نہ پہنچی ہوگی ہماری

سمجھ میں ایک بات آتی ہے اگر آپ بھی چونکہ انصاف دوست ہیں پسند فرما لیویں تو
اسکا تصفیہ بآسانی ہو سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عبارت مصباح السالکین مندرجہ
ہدایات الرشید وعبارتِ مجاج السالکین محولہ تحفہ کا باہم تقابل کیا جاوے اگر عبارت
مصباح وہی ہے جو کہ صاحبِ تحفہ نے بحوالہ مجاج ارقام فرمائی ہے تو بے شبہ
بقولِ جناب حافظ خلیل احمد صاحب کاتب کی غلطی سے بجائے مصباح مجاج
لکھا گیا اور اگر خدانخواستہ عبارتوں میں تفاوت ہے تو نہ شاہ صاحب عیرہ شیعہ کی
دارو گیر سے بچتے ہیں اور نہ ہدایات الرشید نمونہ عجائب قدرت خداوندی مانی
جاسکتی ہے سینئے توخوب دیکھ لیا دونوں کتابوں کی عبارات میں اتنا فرق ہے
کہ جتنا مجھ میں اور آپ میں۔ اب فرماتے جبکہ عبارتیں ایسی متفاوت ہیں کہ باہم
کسی نوع کا ربط ہی نہیں تو سوائے انہیں اور کیا خیال کیا جاوے کہ صاحب صواقع نے
کتاب کے ساتھ ایک عبارت بھی گھڑلی چلئے تو ہم خواجہ نصر اللہ کابلی کو صرف مجاج
السالکین کے لفظ پر کاذب مفتری خیال کرتے تھے اب جناب مولوی حافظ خلیل احمد
صاحب کی تحقیق وتنقید ودقتِ نظری سے ایک طولانی عبارت بنا لینے کا بھی اُن پر
الزام قائم ہو گیا واہ صاحب جس کتاب میں امیر خسرو کیسے اَنمل اور بے تال و سر
باتیں درج ہوں آپ اُسکو عجائب قدرت خداوندی کا نمونہ لکھتے ہیں الحمد للہ کہ
مجاج السالکین پر ہمارے اعتراض قدیم کو جناب حافظ صاحب کی تحقیق جدید
سے ایسا استحکام ہوا کہ ایک سے ہزار درجہ پر پہنچ گیا دیکھئے جناب تائید باطل اِسکو
کہتے ہیں جیسا کہ آپکے ممدوح صاحب ہدایات الرشید کر رہے ہیں۔ اگر صاحبان
ایمان جنکو ایک ماشہ بھی پاس اسلام ہے رتی بھر غور فرمائیں تو اُنکی نسبت بے تکلف

یہ کہہ سکتے ہیں کہ فی الواقع یہ کوئی غوث یا قطب یا ابدال ہیں یا آنکہ اُن کے جسم
لطیف میں پیران پیر کی روح پُرفتوح نے حلول فرمایا ہے۔ میرا قلم جرأت
نہیں کرتا کہ اُنکے وجوہ ایمانداری کی تفصیل میں کچھ کام دیسکے ماشاء اللہ حضرت
وہ باریک مضمون سوجھتے ہیں اور ایسے توجیہات دور از کار بیان فرماتے ہیں
کہ جس سے اسلام کا وقار کفار کی نظر میں بھی مثل کوہ بوقبیس ہو جائے چونکہ
حافظ صاحب آپکے ممدوح و پیشوا اور حقیر کے عنایت فرما ہیں لہذا میں اُنکی
کتاب پر ایراد کرنا مکروہ سمجھکر آپ کو فقط اسقدر دکھلائے دیتا ہوں کہ بلا
شبہہ وہ کتاب اگر عجائب قدرت خداوندی پر مشتمل نہ سمجھی جاوے تو کسی دوسری
قدرت پر ضرور اُسکا اشتمال ہے۔ بحکم نقل کفر کفر نباشد۔ صاحب ہدایات الرشید کے
ایک توجیہہ جو کہ بپاس صحابۂ دنیا طلبان کیگئی ہیں ہدیۂ خدمت کرتا ہوں ذرا
اُس کے نتایج پر غور کیجئے شیعہ قدیم سے یہ اعتراض کرتے چلے آئے ہیں کہ حضرت
خلفا نے دنیا کی طمع سے آنحضرت کے جسد اطہر کو بلا غسل و کفن و دفن و نماز میت
وغیرہ چھوڑ دیا اور در باب خلافت باہم لڑتے جھگڑتے رہے یہ اعتراض ایسا
جگر خراش و ندامت افزا ہے کہ اچھے اچھے دانشمند سرنگوں ہو جاتے ہیں اور
غایت اضطراب سے کچھ جواب نہیں دیسکتے مگر مولف ہدایات الرشید نے جو کہ
مصدر عجائب قدرت خداوندی ہیں ہمارے اعتراض کو تسلیم فرماکے ایسی دلیل
بیان فرمائی ہے کہ جسکا انعام ہمارے پاس سوائے اس دعا کے نہیں ہے کہ خدائے
کریم بتصدق غوث الثقلین و بی بی عائشہ صدیقہ مولویصاحب موصوف کو بروز حشر
حضرت عمر و جناب معاویہ کے ساتھ محشور فرماکر جمیع اہلسنت کو اُنکے سایۂ عاطفت

یہی مقام رفیع عنایت فرمائے جناب موصوف ہدایات الرشید کے صفحہ (۱۵۱) پر
باین مطلب رقمطراز ہیں کہ یوم انتقال سے حضرت تیسرے دن دفن ہوئے اور
پھر بفاصلہ قلیل اُسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ مسئلہ خلافت بہ نسبت دفن رسول اللہ صلعم
اہم اور ضروری اور خطرناک تھا اگر حضرت کے دفن میں تعجیل نہ کیگئی تو کچھ باک نہیں
آپکا بدن مقدس بگڑنے اور متعفن ہونے سے پاک و منزہ تھا اگر دفن میں کوئی نظام
خلافت پر مقدم کیا جاتا تو بڑا بھاری اندیشہ اسلام کی برہمی کا لگا ہوا تھا کیونکہ
جسطرح انصار کی منشا تھی اگر اُسی طرح سے خلافت متفرق ہوتی تو اسلام و اہل
اسلام درہم برہم ہوجاتے۔ انتہےٰ بقدر الحاجت کہاں ہیں مسلمان مؤلف عجائب
قدرت خداوندی کی نکتہ رسی و دقیقہ سنجی کی داد دیکر انکی قطبیت و غوثیت کے
قائل ہوں اور دست بیع ہو کر حضرت کے صاحب حال ہونیکا عقیدہ کریں تمام دنیا کا
قاعدہ ہے ہزار ضرورتوں پر خاک ڈالکر پہلے میت کو دفن کرتے ہیں۔ مگر یہ نئی بات
سوائے رسول اکرم کی نعش مبارک کے اور کسی کے ساتھ نظر نہیں آسکتی کہ تین روز تک
گھر میں جنازہ رکھا رہا شاید فرط محبت سے بی بی عائشہ نے نہ دفن ہونے دیا ہو جبکہ
انکے پدر بزرگوار سقیفہ بنی ساعدہ سے دستار امامت باندھ کر آتے ہونگے تو غالبًا
انہوں نے اُس سوگ نشین مسند ماتم داری کو سمجھا سمجھا کر آمادہ بدفن و کفن و غسل وغیرہ
فرمایا ہوگا۔ بڑی غلطی کی اُسے تو اطمینان ہی تھا کہ بوجہ اعجاز نبوت آپکا لاشہ
عفونت نہیں کرسکتا پھر اُس ماہ رسالت کو کیوں تہ خاک کیا۔ ویسے ہی تخت میت پر
پڑا رہنے دیا تھا سب لوگ آپکا سدا نورانی رخ دیکھکر تا قیامت زیارت سے مشرف
ہوا کرتے سا امت کی بڑی حق تلفی ہوتی۔ بھلا خلفا تو اپنے اُس کام میں بجان و دل

مشغول تھے جس کے حاصل ہونیکی امید میں حضرت کو دوات قلم نہ دیا۔ جیش اسامہ کی شرکت سے سرتابی بلکہ پاکشی کی بلغو انتقال ختمی مرتبت مصنوعی محبت سے خود رفتہ ہوکر شمشیر بدست ہوگئے اہلبیت علیہ السلام کس کام میں مشتغل تھے کہ گھر میں مردہ پڑا رکہا۔ حضرت امیر تو شور لئے سقیفہ میں بھی شریک نہ تھے پھر یہ کیا کرتے تھے چونکہ آپ بھی موالیان اہلبیت بلکہ شیعہ اولی میں داخل ہیں کچھ دلوفی اللہ ارشاد تو فرمائیے کیوں متوجہ بدفن و کفن نہ ہوتے شاید آپ یہ جواب دیں کہ نبیؐ و علیؑ دونوں مفلس تھے کفن و دفن کے لئے خرچ کہاں سے آتا بیت المال پہ تو پہرہ لگا ہوا تھا۔ جب خلیفہ مقرر ہوگیا تب انہوں نے مثل قواعد سلاطین دنیا دو چار روپے کے برآمد ہونیکا حکم دیا۔ کیونکہ شاہان دنیا کا قاعدہ سنا گیا ہے کہ جب کوئی بادشاہ مرجاتے تو خدام و کارپردازان نئے حاکم کی جناب میں عرض کرتے ہیں کہ حضور کی قلمرو میں ایک خانماں آوارہ مسافر بینوا مرگیا ہے اُس کے لئے تجہیز و تکفین کا انتظام ہونا چاہئے۔ غالباً یہی امر باعث تاخیر ہوا ہو کہ خلیفہ قائم نہ ہوا تھا کاش اگر دس بیس روز تک تسلطان خلافت مشغول بنگالی گلو بچ و مادرو پدر ولیاؤ کی و حصول جوتی رہتے تو جسد اطہر سپرد زمین نہ کیا جاتا۔ دستور تو یہی ہے کہ جبتک مردہ دفن نہو کھانے دانے کا سامان نہیں ہوتا نہ معلوم تین شبانہ روز متواتر فاقہ کرینمیں اہلبیت اور خصوصاً حضرت عائشہ کی ننھی سی جان پہ کیا گزری ہوگی ہائے افسوس سالتمآب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بقول سنیہ اپنی زندگی میں خلیفہ کے نہ قائم فرمانے سے اسلام میں سخت تہلکہ و مفسدہ برپا فرمادیا ادنی ادنی باتیں حتیٰ کہ مسائل جاتے ضرور اور آداب مباشرت وغیرہ سب

بیان فرما گئے مگر ایسی بھاری اور ضروری مسئلہ کو جو کہ بقول صاحب ہدایات الرشید
آپکے دفن وکفن پر بھی مقدم تھا صحابہ کی رائے پر چھوڑ گئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ
ایسے ناقص الرائے گروہ کی نسبت حضرت کو کیونکر اطمینان ہوا آخر انصار کا بھی بڑا
حقوق تھا اور قرآنِ پاک میں جابجا انصار کی روشن الفاظ میں تعریف آئی ہے
اس گروہ کی تو حسب تسلیم صاحب ہدایات الرشید ایسی کجی پر رائے شامل تھی
کہ اگر انکی منشا کے موافق انتظام خلافت ہوتا تو اسلام کا تختہ تختہ ہو جاتا تعجب ہے
کہ جناب حافظ خلیل احمد صاحب نے ہدایات الرشید میں ایسے ذی عزت و باوقعت گروہ
کو جنکی توصیف پر قرآنِ پاک شہادت دے رہا ہے ملت بیضا اور شریعت غرا
کی برہمی کا سبب تجویز کیا جو کہ عین شعار کفار بدکردار ہے ہم لوگ بپاداش
بے ادبی خاندانِ نبوت اگر ذرہ بھی اپنی معمولی اصطلاح سے کسی مہاجر و
انصار کی خدمتمیں حرف زن و نکتہ گیر ہوں تو رافضی کہے جاویں اور
اہلسنت و الجماعت ایسے آزاد و گستہ مہار ہوں کہ انصار کو مصدر کفر و ارتداد
بیان کرنے سے بھی معتوب نہوں بلکہ عجائب قدرت خداوندی کے نمونہ سمجھے
جاویں عجب حال ہے امامت کو فروعات دین میں داخل کرکے کبھی ایسا بے حقیقت
سمجھتے ہیں کہ امام کے ظالم اور کاذب اور فاجر اور فاسق اور غادر اور خائن
ہونے سے ایک ذرہ ضرر اسلام خیال نہیں فرماتے ہیں - چنانچہ مئی سنہ ۹۳ع
میں خود مولف ہدایات الرشید نے مدرسہ دیوبند میں بمواجہ چند طلاب بجواب
محبت حقیر ارشاد فرمایا کہ بے شبہ حسب روایات مندرجہ صحیح مسلم بقول جناب عمر
حضرت امیر علیہ السلام خلیفہ اول و دوم کو کاذب غادر اور خائن وغیرہ جانتے تھے

مگرانکے کاذب ہونے سے اہلسنت کو کچھ مفرت نہیں پہنچ سکتی بایں معنی کہ ہمارے نزدیک خلافت صول دین میں داخل نہیں ہے کہ جس سے خواہ مخواہ خلیفہ کا با ایمان اور سچا ہونا لازمی ہوا ور گاہے اسکو ایسا اہم اور ضروری ظاہر فرماتے ہیں کہ رحمت اللعالمین کے دفن پر مقدم کرکے خلیفہ کے تعین نہ ہونے سے امور اسلام کی برہمی ابتری تصور کرتے ہیں خدارا غور فرمائیے اگر امامت کوئی چیز نہیں اور ہر فاسق اور فاجر و ظالم و زانی شقی و کاذب غادر اسکا متحمل ہوسکتا ہے تو انصار کی پرخاش ور باب تجویز خلیفہ اسلام کی چلتی ہوئی کشتی کے ڈبونے والے کیوں تجویز کئے گئے۔ اگر خیل انصار سے کوئی خلیفہ قائم کیا جاتا تو بیش برین نیست کہ فاسق و منافق ہوتا پھر اس سے اسلام کو کیا ضرر پہنچتا آخر حضرت ثلثہ بھی تو بچشم بد دور ایسے ہی تھے انہیں کے جواز خلافت کے لئے تو یہ تعمیم کیگئی ہے کہ ہر فاسق و فاجر امام ہوسکتا ہے ہماری دانست میں صاحب ہدایات الرشید کو یہہ کھٹکا پیدا ہوا کہ اگر انصار میں سے خلیفہ ہوتا تو شاید بوجہ نرم مزاجی فاطمہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں نہ لیجاتا فدک کو منبط کرکے آل احمد کو محتاج محض نہ بناتا شکم سیدہ میں محسن معصوم کو شہید نہ کرتا حلال خدا کے حرام اور حرام خدا کے حلال پر رعیت کو مجبور نہ کرتا بیگناہ لوگوں پر بالزام ردّت سیف اللہ نہ چلتی ازواج مسلمین سے زناکاری نہ کی جاتی یہاں تو ہم بھی رائے لگاتے ہیں کہ لاریب اگر انصار وغیرہ دیگر مومنین خلعت خلافت سے مخلع ہوکر اہلبیت کے احترام میں کوشش کرتے تو حسب قواعد موضوعہ اہلسنت اسلام ڈوب جاتا مسلمانی نے تو جب ہی رونق پکڑی جبکہ خاندان رسالت برباد کیا گیا الحاصل ہمکو سخت تعجب ہورہا ہے درحالیکہ امامت کی یہہ عزت

شدید ہو کہ سلطانِ کون و مکان معاذ اللہ تین روز تک مرے پڑے رہیں اور
اُسکو ایک امر خفیف سمجھکر صحابۂ عظام متوجہ بدفن نہوں داخلِ اصول کیوں نہ کیا گیا
تھوڑا سا غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضراتِ اہلسنت کو خلافت و امامت کے داخلِ
اصول کرنیمیں ایک سخت لاچاری واقع ہوئی اور سوائے اس کے کہ ہر ظالم و فاسق کو ائمہ
امام بنا لیا جاوے اور کسیطرح سے اُسکا دفیعہ نہیں ہوسکتا تھا کیونکہ کل شیعہ کا اتفاق
ہے کہ ہادیِ خلائق و پیشوائے اُمت جمیع ارجاس و ادناس سے پاکیزہ و مبرّا ہو
علم و کمال میں اپنا نظیر نہ رکہتا ہو کسی مسئلہ مشکل میں دوسرے کی ہدایت کا محتاج
نہو مثلِ نبی صلعم رموز و غوامض قرآنی کو سمجھکر استنباط و استخراجِ مطالب پر قدرتِ
تامّ رکہتا ہو اہلسنت بخلاف اسکے کہتے ہیں کہ فضلیت شرط امامت و خلافت نہیں
اور بنظر سہولت ایک خاص قاعدہ تجویز فرمالیا ہے کہ سوائے کفر کے اور کوئی گناہ
صحابہ کے شرفِ صحابیت کو دفع نہیں کرسکتا دیکھو ہدایات الرشید کا صفحہ اگر
حضراتِ اہلسنت ایسی تقسیم نہ کرتے تو کبھی کام نہ چلتا کیونکہ صفات مجوزۂ شیعہ حضراتِ
ثلاثہ کے مسکن بلکہ محلّہ سے بھی بفراسخ دور ہیں آپ غور فرمائیں کہ شیعہ نے مدعاب
امامت کیسے سخت شرائط لگاتے ہیں ممکن نہیں کہ سوائے خاصانِ خدا و برگزیدگان
رب العلیٰ کے اور کسیکی ذات سے اُسکا ایفا ہوسکے اور بحمد اللہ کل اوصافِ امامت کو
اقوال علمائے موثوقہ سُنیہ سے ثابت کر دکھاتے ہیں گو کہ بعض متعصبین اہلسنت بمصلحت
عصمتِ ائمہ شیعہ کے منکر ہیں مگر جب کبھی ذکر آتا ہے یہی کہتے ہیں کہ ائمہ ہدا پنجتن
پاک چہاردہ معصوم حضرتِ امیر کی نسبت برابر کتب میں لکھتے آتے ہیں کہ امام المتقین
سید الوصیین غر المحجلین فرق آتا ہے کہ اجمالاً وانفراداً الفاظِ شایستہ سے جو کہ

متعلق بہ معصومین ہیں حضرات آئمہ علیہم السّلام کو یاد کرتے ہیں مگر بروقت مباحثہ
خلافت اپنے خلفاکے بعض حالات پر نظر کرکے خانوادہ متقدس کو خاطی و گنہگار
وجایز الخطا قرار دیتے ہیں کوئی منصف با ایمان داد دے کہ ہم نے پیشوائے
اُمّت وہادی خلایق و مرشد طریقت کے لئے بعینہ وہی صفات قائم کی ہیں
جو کہ انبیا کے لئے ہونی چاہئیں مخالف عنید کو کتب مبسوط و مطولہ میں کھاتا سکتی
ہیں اہلسنت نے بوجھا ڑالکر ایسا سر ہلکا کیا کہ ہر جاہل و لا یعقل و کاذب غادر کو
امام بنالیا اور شرط افضلیت اٹھادی معاذ اللہ اولی الامر جسکی اطاعت
بذیل تتابعت خدا و رسول معدود ہووہ کاذب خائن ہوسکتا ہے۔ آپ
ماشاء اللہ ارباب فہم سے ہیں بجائے خود انصاف فرمائیے کہ امامت درحالیکہ
حسب مجوائے حدیث متفق علیہ کہ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ وقعت
رکھتی ہو کہ عدم معرفت امام زمانہ منجر بکفر وارتداد و مرگ جہالت ہو جائے تو اسکو
داخل اصول کیوں نہ سمجھا جاوے ظاہر ہے کہ مسائل فروعیہ کے نہ جاننے سے
شخص جاہل بذیل کفار معدود نہیں ہوسکتا۔ کفر کی صفت اسیوقت عاید
ہوگی جبکہ اصول دین نہ جانتا ہو پس ہرگاہ بروایت فریقین جناب مخبر صادق
علیہ السّلام نے امامت کے اقتدا میں یہانتک اہتمام فرمایا کہ جاہل منکر امام کو کافر
قطعی قرار دیدیا تو اسکو از جملہ ارکان ایمان نہ سمجھنا گویا خمی مرتبت کا تخطیہ
کرنا ہے کتاب منہاج میں قاضی بیضاوی کا قول ملاحظہ طلب ہے جو کہ امامت کو اعظم
ترین مسائل اصول دین سے سمجھکر اس کی مخالفت کو کفر و بدعت ہونا اعتقاد
رکھتے ہوئے ہیں۔ آپ بطور حکم اس بھید کی کو سلجھا ئیں کہ حدیث موصوفہ بالا کے انشا

رسالتمآب کا کیا منشا تھا آیا یہ ہے کہ امثال ابوبکر و عمر و عثمان وغیرہ کی عدم معرفت سے
مسلمان زنجیر کفر میں جکڑ بند ہو جائیں گے یا کیا اگر اس قسم کے خلفا جو کہ
ظالم و فاجر و فاسق تھے ایسے معزز سمجھے جاویں کہ انکے خلافت کے انتظام کو
دفن نبی صلعم پر تقدیم دیجاوے تو اُنکے ساتھ جان پہچان نہ ہونے سے مرگ
جہالت نصیب ہونا اسلام کو باین رفعت شان مضحکہ صبیان و نسوان
بنانا ہے۔ یہانتک پر سلنے دُھرانے اعتراضات کا حال اور ہدایات الرشید کا
نمونہ عجائب قدرت خداوندی ہونا بر سبیل اختصار کے انہزار عرض کیا گیا
اب اُن سوالات کی جانب متوجہ ہوتا ہوں جنکو آپ نے لاجواب سمجھکر
تمام علمائے شیعہ سے مخاطبہ فرمایا ہے ہر چند کہ رمی الجمرات و کنز مکتوم و
دیگر کتب کلامیہ میں جناب کی ذرا فشانیاں پوری ہو چکی ہیں کہ تا قیامت
انکا جواب ممکن نہیں مگر آپ کو ہماری کتابوں کے معائنہ سے ایسی نفرت ہے
جیسکہ خلفا کے کذب و غدر وغیرہ سے محبت - ضرور ہے کہ حسب عادات اُنکو
نہ دیکھا ہو گا اور یہ عریضہ تو بالیقین ملاحظہ عالی سے گزریگا - لہذا کچھ
حالات مجملاً حوالۂ قلم کرتا ہوں - مفصل کیفیت کتب محولہ بالا کے ملاحظہ
سے مثل روز روشن عیاں ہو جائیگی جناب کو اس بات پر بڑا ناز ہے کہ
ابتدائے زمانہ دعوت میں جبکہ آنحضرت کی گرہ میں ایک پیسہ نہ تھا صحابہ
اپنے یگانہ بیگانہ سے مونہہ موڑ کر ختمی مرتبت کا ساتھ دیکر گھر سے بے گھر
ہوتے سفر حضر کی تکلیفیں اُٹھائیں اپنی دولخت جگر حضرت کی زوجیت میں
داخل کیں عہد خلافت میں اسلام کو خوب ترقی و وسعت و رونق دیکر شریعت

کے مقابلہ میں بیٹے تک کا پاس نہ کیا و تشے مار کر بجرم زناکاری ہلاک کر دیا وغیرہ وغیرہ - غرض آپکی یہ ہے کہ جو لوگ اس طریقے سے آنحضرت کے حبالۂ بیعت میں داخل ہوئے عقل باور نہیں کرتی کہ وہ ایک ساعت کے لئے بھی مسبوق بکفر و نفاق ہوتے ہوں - جناب الاہم اس کلیہ کے پابند نہیں بلکہ بہ تقلید شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی ہمارا خیال اس طرف گیا ہوا ہے کہ خواہش نفسانی آن واحد میں اچھے ایماندار کو جادۂ اعتدال سے متزلزل کر کے حدود کفر میں داخل کر دیتی ہے - ممکن ہے کہ ایک زمانہ میں آدمی کا مزاج صحیح ہوا ور بربنائے صحت عقل و ثبات نفس ایمان بخدا - بخدا و رسول لایا ہوا ور پھر بوجوہ و اسباب خارجیہ و داخلیہ مثل غلبۂ حرص و حسد یا طمع دولت و حکومت فریب شیطانی سے مطیع شہوات نفسانی ہو کر قویم دین و طریقہ مستقیم کو چھوڑ کر کجروی و اعوجاج اختیار کرے چنانچہ شاہ صاحب تحفہ میں صفحہ (۳۵۱) پر معترف ہوتے ہیں کہ حالت بنی آدم بمکر شیطان و اغوائی نفس مبدم در تغیر ست ؛ يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا قصتہ برصیصا و بلعم باعور درین باب برائے عبرت کافی ست) الحاصل انسان کا تادم مرگ ایک صورت پر رہنا کسی دلیل عقلی سے تسلیم نہیں ہو سکتا - مہربان من ہمارا تو یہ عقیدہ ہے کہ اگر منجملہ صحابہ کے کسی نے بعد وفات آنحضرت صلعم ثقلین یعنی قرآن پاک و آل اطہار کے ساتھ ایک ذرا بھی بے ادبی کی وہ کافر کلمہ گو و نا مسلمان محض ہے شیخین وغیرہ کا مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ جانا عزیز و اقارب کی محبت کو ترک کر کے مفلس شخص کا ساتھ دینا صاحبزادی کو حرم سرا میں داخل کرنا - اسلام کے پھیلانے میں ساعی ہونا اسیوقت کار آمد ہو سکتا

تھا جبکہ بلا نفاق و شقاق و شتمال اغراض نفسانی محض لوجہ اللہ ہوتا اور بعد
نبی صلعم آنکی اولاد و اصحاب کو مرشد زادہ سمجھکر اعزاز و اکرام میں دقیقہ اندقاق
فروگزاشت نہ کرتے اور جسطرح کہ مواطن متعددہ میں آنحضرت آنکی تعظیم و تکریم کی
نصیحت وصیت فرماچکے تھے۔ پورے طور پر عمل فرماہوتے کیوں جناب بحکم عقل و
مشاہدہ حالات زمانہ و سیر تواریخ یہ بات ممکن نہیں ہے کہ کسی شخص کا اقتدار روز افزوں
رو بہ ترقی دیکھکر خیل محتاجین و مفلوکین بامید آیندہ اپنے ذاتی منفعت کے
لئے بظاہر رفاقت و ہمدردی جان نثاری کا دم بھرنے لگیں آپ غور کریں آنحضرت
کے لشکر میں تین قسم کے آدمی تھے۔ مومن و منافق و مولفۃ القلوب۔ مومنین و
منافقین کفار و دشمنان اسلام کے ساتھ ایک ہی طرح سے جنگ و جدال و ہنبرد
قتال کرتے تھے بلکہ منافقین اپنا عیب نفاق چھپانے کے لئے سب سے زیادہ
کوشش دکھلاتے تھے اور دونوں گروہ باہم ایسے خلط ملط ہو رہے تھے کہ
مومنین و منافقین میں کچھ بھی درجہ امتیازی نہ تھا بحکم قرآن ثابت ہے کہ رسالت
مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی انکو شناخت نہ کرتے تھے البتہ بروایت صحیح ترمذی
مومنین و منافقین کے لئے محبت و عداوت مرتضوی کی ایک کسوٹی معین ہوئی
تھی جسکو قولاً و فعلاً اشارتاً کنایتاً مائل بہ بغض جناب امیر دیکھا تاڑ لینےوالے
تاڑ گئے کہ یہ مومن خالص الایمان نہیں بلکہ منافق شدید ہے۔ رہے بیچارے
مولفۃ القلوب وہ روپیہ پیسہ کی طمع میں مثل ملازمان کمسریٹ سواد لشکر میں
داخل ہو کر لوٹ مار میں شریک ہو جاتے تھے بصورت دیگر جان بچا کر بھاگ نکلتے
تھے۔ صلح حدیبیہ جو کہ بیعت رضوان سے مابعد واقع ہوئی ہے۔ اسمیں جو حضرت

خلیفہ ثانی نے آنحضرت کی نبوت میں شک کرکے زمرہ شاکین و مترابین میں اعلیٰ درجہ
پاس حاصل کیا اسکا وفیہ حضرت امام عینی شارح بخاری شریف نے ان الفاظ میں فرمایا
ہے کہ تعمیل کان مؤلفۃ القلوب الی الآن حضرت عینی اس گستاخی کی مدافعت میں جو کہ بروز
صلح حدیبیہ حضرت عمر سے وقوع پذیر ہوئی ایسے دست پاچہ ہوتے کہ انکو گھٹیل
درجہ کا مسلمان یعنی مولفۃ القلوب تسلیم کرلیا جو کہ مثل نبیتے بقالون کے حمایت
الاسلام میں رہ کر خوب مال چکھا کرتا تھا - اور یہ عرض کیا گیا ہے کہ بیعت رضوان
کے بعد صلح حدیبیہ واقع ہوئی ہے - پس حسب تسلیم امام عینی حضرت اہلسنت کا وہ
طمطراق خاک مذلت وندامت میں ملگیا - جو کہ بیعت رضوان سے بحق حضرت عمر
اشاہم کیا گیا ہے - کیونکہ آیہ وافی ہدایہ لقد رضی اللہ عن المؤمنین سے بیعت موصوف
کی مقصود مومنین ہیں نہ اہل تالیف تعجب ہے کہ رسالت مآب علیہ التحیۃ والثنا کا زمانہ
وصال قریب پہنچ گیا اور خلیفہ صاحب اپنی سادہ مزاجی سے زمرہ مولفین میں داخل
ہوکر ہنوز روز اول ہیں - سچ ہے خاکسار آدمی کا ساتھی ہمیشہ ڈوبتا ہے امام عینی
نے ہرچند زور لگایا کہ حضرت عمر کے مشکوک بہ نبوت ہونے کو جو کہ عین کفر و نفاق
ہے مولفۃ القلوب کے ساتھ بدلکر اہلسنت کے قلب نازک کو فی الجملہ تسکین دیجاتے - مگر
بقولے - مدعی سست وگواہ چست - جناب عمر نے اپنی شان فاروقی و نصفت شعاری
سے انکی تمام محنت کو ضائع و برباد کرکے اپنے ایمان ہی میں بٹہ لگادیا - جو لوگ کہ
حضرت عمر کو باوصف طول قامت بہ فحوائے کل طویل احمق الا عمر عاقل تسلیم کئے
ہوتے ہیں ان کو لازم ہے کہ بحکم اقرار العقلاء علی انفسھم مقبول منافق بھی مانلیویں
کیونکہ حذیفہ سے جنکو علم المنافقین حاصل تھا بار بار گھبرا کر پوچھا کرتے تھے کہ تم کو

میرے سر کی قسم بیادا شِ گستاخی لیلۃ العقبہ آنحضرت نے مجھکو بھی بذیل منافقین
معدود فرمایا ہے یا نہیں مگر جنابِ حذیفہ بھی ایسے تھے امین اسرار تھے کہ صاف
طور پر کبھی پتہ نہ دیا مگر بطور کہ العاقل تکفیہ الاشارۃ کہ اُنہیں کے فہم عالی پر محول
کر دیا انت اعلم بہ نفسک یعنی اپنی ذات کو آپ خود ہی خوب پہچانتے ہیں کچھ و للہ
انصاف فرمائیے اگر درباب بلا کشی مرتبت شب مذکورہ میں حضور بھی بہ نفس نفیس
شریک جماعتِ منافقین تھے ۔ تو پھر استفسار چہ معنی دارد پس جو بزرگوار کہ از
جملہ مہاجرو انصار ہر السنت خود منافقین مین داخل تھے یا کہ منافق نہ تھے اور
خواہ مخواہ بخلاف کہ ظنوا بالمؤمنین خیرا رحمۃ اللعالمین سے بدگمان ہو کر حسن
ظن نہ رکھتے تھے ۔ اگر بعض صفات مستدآسامی ظاہرا اُنمیں پائی بھی گئیں تو ایسے
آدمیون کو اہل اسلام دینیات میں پیشوا کب مان سکتے ہین ۔ آپ اسپر نہ جائیں
کہ جو ایک مرتبہ بظاہر احاطۂ اسلام میں داخل ہو گیا وہ پھر کبھی اُس پھاٹک سے
نہیں نکل سکتا جناب الا آپکے ثلاثہ تو کہ کچھ ایسے معنوی آدمیوں بھی داخل نہ تھے
جنکی نسبت بخلاف قواعد عقلی یہہ خیال کر لیا جاوے کہ وہ کبھی جادۂ اعتدال سے
متزلزل نہ ہوئے ہونگے ۔ دیکھ لیجئے جناب خلیفہ اول جنکی نسبت راہ خدا میں
بذل اموال کرنا آپ صاحب بیان فرماتے ہیں قبل از اسلام ایسے مفلوک و قلاش
تھے کہ ابن ربیعہ جیسے ذلیل و خوار کے ہاتھ سے وہ وہ تکالیف اُٹھائیں کہ جنکو ہم
صاف الفاظ میں بیان کرنا آپکے خلاف مزاج سمجھکر کتب تواریخ کے ملاحظہ پر
ہدایت کرتے ہیں ۔ جب بیچارو نے دیکھا کہ اُس کفر کیشی میں شبانہ روز یہی ذلت و خواری
رہیگی لہذا بظاہر مسلمان بنکر بعد وفات آنحضرت اُنکی اولاد کے مقابلہ میں ایسی ایسی

کارروائیاں کیں کہ ؎ ع ہیچ کافر نکند آنچہ مسلمان کردند پہلے جناب شاہ صاحب کے ارشاد سے ثابت کردیا گیا ہے کہ حالت انسان ومبدم معرض تغیر میں ہے اگر صبح کو مسلمان ہے تو شام کو بے ایمان اسی کے موید جناب مولوی مہدی علیخان صاحب بہادر اوائل آیات بینات میں ارقام فرماتے ہیں کہ بعد اسلام کے اکثر مسلمانوں کو شیطان نے بہکایا پس ممکن ہے کہ حضرات ثلاثہ بھی اُس ملعون دون وشقی بزبون کی جھپیٹ میں آگئے ہوں - ہرچند کہ جناب خلیفہ دوم کے سامنے شیطان محض بے حقیقت تھا اور آپکی شوکت وصولت کا خوف اُسپر بجدے غالب ہوگیا تھا کہ سایہ سے بھاگتا تھا چنانچہ کہا گیا ہے کہ الشیطان یفر من ظل عمر مگر جناب خلیفہ اول پر اُسکو یہانتک تسلط تھا کہ ان لی شیطانا سے ظاہر ہے اب یہ بات قابل ملاحظہ ہے کہ حسب تصریح صاحب آیات بینات اہل اسلام میں وہ کون کون صاحب تھے جو کہ بعد اسلام خواہش نفسانی و اغوائے شیطانی سے رہگرائے بادیۂ ضلالت ہوگئے - ہمکو اس سے بحث نہیں ہے کہ اسم باسم اُن سب کی فہرست مرتب کریں جو کہ مطیع شیطان ہوگئے تھے لیکن چونکہ مابین سُنی وشیعہ ابتدا سے خلفائے ثلاثہ کی بابت گفتگو چلی آتی ہے لہذا اُنہیں کی نسبت تحقیقات مناسب معلوم ہوتی ہے - اگر بروئے تحقیق حضرت ثلاثہ اُس قسم کے مسلمانوں میں داخل ہوگئے جنکو بعد ایمان کے شیطان نے بہکا کر راہ مستقیم سے ہٹایا تو جسقدر اُنکے اہالی موالی ہیں وہ سب کے سب اُسی صفت میں داخل ہوجائیں گے ملا سعد الدین تفتازانی جو کہ اجلۂ علمائے مشاہیر وفضلائے اہلسنت سے ہیں اُنہوں نے اواخر شرح مقاصد میں ایک طولانی عربی عبارت لکھی ہے جسکا مضمون اُردو میں عرض کیا جاتا ہے

وہو ہذا صحابہ میں جو مفاسد برپا ہو کر منجر بہ نزاع ہوتے وہ صریحاً اسپر دلالت
کرتے ہیں۔ کہ بعض صحابہ حق سے تجاوز کر کے حد ظلم و فسق پر پہنچ گئے اور یہ تمام
خرابیاں اس وجہ سے واقع ہوئیں کہ حسد و عداوت و طلب ملک و ریاست میل
بجانب لذات و شہوات طبایع میں حلول کر گیا تہا چونکہ صحابہ معصوم نہ تھے اور نہ
بوجہ مرافقت و مصاحبت آنحضرت موسوم بخیر لہذا بوجہ عدم عصمت لغزش کا ہونا
چنداں مستبعد نہیں ہے لیکن علما نے حسن ظن سے صحابہ کے مفاسد باہمی میں
تاویلات و محامل پیدا کئے ہیں باین توہم کہ عقائد مسلمین صحابہ کبار خصوصاً مہاجرین
انصار سے پھر نہ جائیں کیونکہ وہ مبشر بصواب دار القرار ہیں اور جو ظلم کہ بعد
انکے اہلبیت پر گزرے وہ ایسے ہیں کہ انکو کوئی مخفی نہیں کر سکتا اور قریب ہے کہ گواہی
دیں انکے جمادات و نباتات اور روئیں زمین و آسمان اور منہدم ہو جائیں پہاڑ
اور شق ہو جائیں پتھر و کیے سینے باقی رہیگی برائی۔ انکی ہمیشہ ہمیشہ لعنت خدا کی
اسپر جو مہیا کرنیوالا ہوا ان ظلموں کا۔ انتہی اگر آپکی طبیعت میں کچھ بھی انصاف
ہے تو خود ہی غور فرمایئے کہ بقول علامہ موصوف و دیگر علما جنکے اقوال کتب بسوط
میں منقول ہیں جو صحابہ کہ مظہر ظلم و تعدی فسق و فجور رہ کر حق سے تجاوز کر گئے اور
ریاست و ملک و بادشاہت کے طالب ہو کر لذات و شہوات نفسانی کیطرف مائل ہوئے
وہ کون بزرگوار تھے میں یقین کرتا ہوں کہ اس بات کو ماں لینے میں آپکو تامل نہ ہوگا
کہ بموجب آیہ مبارکہ استخلاف حسب عقیدہ اہلسنت جناب ثلاثہ کرام ہی کو تمکن فی الارض
ہوا ہے پس اگر ثلاثہ نامدار سے کوئی بے اعتدالی نہیں ہوئی اور مہام خلافت کو حسب
مرضیات الٰہی پورے طور پر انجام دیکر افراد معدلت پیرا میں اپنا نام نامی درج کرایا تو

ایسے سرپرستانِ ملت سے اہل اسلام کی طبایع کا منحرف ہونا معنی چہ۔ اگر کوئی بلید
الغبی الذہن یہہ کہہ اُٹھے کہ علامہ موصوف کی غرض کسے اور گروہ سے ہے تو اُس کا
دفعیہ اس فقرہ نے بصراحتِ تمام تر کر دیا ہے { خصوصًا مہاجر و انصار کہ وہ مُبشر بسکنیٰ
دارالقرار ہیں } حسب روایات اہلسنت سرخیل عشرہ مُبشرہ یہی تین بزرگوار شمار کئے
جاتے ہیں اندرین حالت حضراتِ ثلاثہ نے کسکا حق غصب کیا کسکو لوٹا کسکے گھر پر آگ اور
لکڑیاں لیکر گئے۔ جو اُنکی جانب سے لوگونکی طبایع لغزش پذیر ہون اگر حسب تصریح
تفتازانی وغیرہ خلفا نامدار سے ایسے عمل بد سرزد ہوئے ہیں کہ جو منجر بہ تفسیق تھے
تو ہم پر کیا جبر ہے کہ اُنکو اچھا خیال کرکے اُمورِ مذہبی مین اپنا پیشوائے ملت و مرشد
طریقت سمجھین ہمارا تو یہہ مذہب ہے کہ جن صحابہ کی رفتار و کردار رسُول اکرم کے
سامنے اور اُنکے مابعد اچھی رہی اور خاندان نبوت کے پورے طور پر تائید و تقلید
کرکے ایمان صحیح پر دُنیا سے اُٹھے وہ بہترینِ اُمت ہیں اُنکے جمیع اقوال و افعال کا
اتباع ہمپر ضروریاتِ دین سے ہے البتہ جن صحابہ نے ظاہرًا و باطنًا و لفظًا و معنًا
مخالفتِ اہلبیت کرکے اُنکو مستاصل کرنا چاہا۔ وہ حضرات ہمارے نزدیک یزید ثانی
و دجالِ اُمت ہیں اور غالبًا جناب کو بھی اِن قیود سے انکار نہوگا۔ کیونکہ آپ اس بات کے
مدعی ہیں کہ صحابہ و اہلبیت باہم ملتلف و محبت رکھتے تھے اور ہم کہتے ہیں کہ پوری
مخالفت تھی نہ اُنمیں کبھی کوئی تعلق رشتہ بندی ہوا نہ اہلبیت نے اُنکو کاہے
اپنے ولی النعمت یعنی ختمی مرتبت کا یار وفادار سمجھا بلکہ بروایاتِ صحاح حضرت امیر
نے حسبِ تسلیم جناب عمر ابوبکر و خود عمر کو کاذب غادر خائن و آثم جانا۔ سیدہ محترمہ
نے روز ضبطیٔ فدک سے تا یوم وفات شیخین عظام سے کلام نہ کیا۔ جنازہ پر اُنکی

اجازت نہ دی ہم آپ ہی کے سر پاک پر دستارِ سر پیچی باندھتے ہیں خدا پگڑی کی لاج رکھے اپنے امام غزالی کے قول مندرجہ سر العالمین سے جسکا ذیل میں تذکرہ ہوتا ہے بلا دخل تاویل صاف و صریح مطلب بیان کرکے بزور تقریر دلپذیر و ذہن نشین ثلاثہ کرام و اہلبیت عظام کا اتحاد ثابت فرمائے امام موصوف در باب انحراف صحابہ از بیعت روز غدیر ارشاد فرماتے ہیں کہ عمر کا مبارک باد دینا دلالت کرتا ہے خلافت مرتضوی کی تسلیم و رضا پر۔ مگر ان بعد ہوا و ہوس نفسانی بجہت حب ریاست دنیا انپر غالب ہو گئی جسوقت اُنہوں نے نقیبوں کا غریب پرور سلامت کہنا گھوڑوں کا کنوتیاں ملا کر برابر چلنا ممالک کا فتح ہونا اموال و غنائم کا آنا دیکھا پس دُنیا کی اُلفت نے اُنکو ایسا مست کیا کہ عہد غدیر جسکو آنحضرتؐ کے روبرو نہایت بشاشت و انبساط کے ساتھ مستحکم کر چکے تھے دفعتاً توڑ ڈالا اور اپنی حالت قدیم پر عود کر گئے اور اُسکے بدلے میں نہایت ہی ذلیل و حقیر و خفیف المالیت چیز خریدی دیکھئے حضور امام غزالی نے بالکل صاف صاف لکھدیا کہ متخلفین بیعت مرتضوی حضرت دوم و امثالہم تھے۔ پھر اتحاد و موالات مابین صحابہ و اہلبیتؑ کجا۔ پس علامہ تفتازانی کا یہ ارشاد کہ علمانے بوجہ حسن ظن صحابہ کے مفاسد و تنازعات باہمی میں تاویلات محامل پیدا کئے ہیں باین خیال کہ مسلمانوں کے عقائد صحابۂ کبار سے متغیر ہو جائیں۔ گروہ شیعہ کو مجبور نہیں کر سکتا کہ باتباع منتظمان دین سنیہ ہم بھی اُنکے افعال بدعت اشتمال کی اصلاح میں جو تاویلات رکیکہ کی گئی ہیں بہ طیب خاطر منظور کرکے اُنکو از جملہ اخیار سمجھنے لگیں۔ بحکم خبر معتبر ظنوا بالمؤمنین خیرا طائفہ مومنین و موقنین سے حسن ظن ہونا چاہئے۔ نہ کہ فاسقین و فاجرین و ظالمین و مرتابین و شاکین و

خارجین سے آنحضرت کے صحابہ سے کوئی ہندی یا سندی نہ تہا وہی مکہ مدینہ کے
حضرات تھے جنکی تعریف و مذمت پر مجملاً قرآنِ پاک شامل ہے۔ محققین شیعہ آیات
و احادیث و اقوالِ ثقات کو افعالِ بعض صحابہ ممدوحین سُنیہ سے تطبیق دیکر انکے
کفر و نفاق کا اعتقاد کرکے افرادِ مقبولین سے خارج کرتے ہیں اور آپ صاحب برعایت
وعیب پوشی خلفائے ثلاثہ بلا امتیاز و افتراق بد و نیک الصحابۃ کلھم عدول کے
قائل ہیں بھلا کوئی عاقلِ وخبیر ومنصف بصیر اس بات کو پسند کرسکتا ہے کہ جو لوگ
بطمع خام شیطانی پھٹکار سے رہرو مسلکِ ضلالت ہوگئے انکو اپنا امام و پیشوا سمجھکر
صلاحیت عقبیٰ ایسے حضرات کی محبت و موالات سے وابستہ و متعلق خیال کرے
سب سے بڑا اختلافی مسئلہ مابین سُنی و شیعہ خلفا کا ایمان ہے اہلسنت ان تمام باتوں
جو کہ ثلاثہ سے بربنا مخالفتِ خاندان نبوت بہ طمع حکومت و جوشِ عداوت
وقوع پذیر ہوئیں۔ درج کتب کرکے محامل بیجا و تاویلات رکیکہ سے اپنے قلب مضطر کو
تسکین دہ ہوتے ہیں اور شیعہ فساقِ فجار و غادرین و خائنین کا ذہین کو بے نقط
سناتے ہیں۔ شاید آپکے گوش زد ہوا ہو کہ ۶ رجنوری ۹۳ء کو فقیر خانہ پر علمائے
سُنی و شیعہ کا بڑا مجمع ہوا۔ بزمرۂ علمائے اہلسنت جناب مولوی حافظ خلیل احمد
صاحب مولفِ نمونہ عجائب قدرت خداوندی بھی تھے یہی مسئلہ نفاق الشیخین
ایک رسالہ مبسوط میں صحاح اہلسنت سے ثابت کرکے حقیر نے ایک فاضل سنی المذہب کو
نذر کیا تھا۔ فاضل موصوف نے اسکا جواب عنایت فرمایا دونوں تحریروں کی
جانچ کیلئے علمائے طرفین کا ایک خاص جلسہ قرار دیا گیا اور معاہدہ تراضی باہمی
مرتب ہوا۔ منجملہ دیگر شرائط کے عہدنامہ میں یہ بات بھی قرار پائی تھی کہ بروقت

جانچ ہر دو تحریر سے جو غلط ہو جائے گی اُسی گروہ کے علما تبدیلِ مذہب کر کے اُسکا اعلان بذریعہ اخبار کر دیں گے چنانچہ تاریخ مذکورہ پر ہر دو فریق دونوں تحریروں کی جانچ دپڑتال کے لیے مجمع ہوئے پہلے بتائید تحریر حیف منجانب فضلائے شیعہ بپابندی شرط معاہدہ یہ گفتگو ہوئی کہ اگر بروئے جانچ فاضل سُنی کی تحریر سے رسالہ نفاق الشیخین کا ابطال لازم آگیا تو ہم اسی جلسہ میں مذہب بدل دیں گے۔ چونکہ میرے مقابل کا جواب صریحی بدیہی ناصواب و قابلِ التفاتِ اہلِ علم نہ تھا لہذا حضراتِ اہلسنت کو سوائے اس حیلے کے اور کوئی تدبیر نہ سوجھی کہ تاہنوز ہماری نظر سے معاملاتِ مبحوث عنہ نہیں گزرے ہر چند اُنسے عرض کیا گیا کہ اگر آپنے درحقیقت وہ تحریریں جس کی جانچ کے لیئے بلاد بعیدہ سے زحمت سفر گوارا کر کے قدم رنجہ فرمائی کی ہے معائنہ نہیں فرمائیں تو کافی مہلت اُنکی ملاحظہ کے لیے ہم سے لیکر بعد اطمینان تبدیلِ مذہب کا وعدہ فرمانا علمائے موصوف نے نہ مہلت لی نہ اپنے ہم مذہب فاضل کی تحریر کو تصدیق کیا نہ خود جواب دہی پر آمادگی ظاہر کی بلکہ کچھ ایسی دور از کار تقریریں پیش کیں کہ جنکا تذکرہ اس جگہ نامناسب ہے۔ رسالہ انتصار الشریعہ نمبر (۲) میں جو کہ بجواب نصیحۃ الشیعہ ماہواری شایع ہوتا ہے کل روداد جلسہ قابلِ ملاحظہ ہے پس آپ ہی انصاف فرمائیں کہ جن بزرگواران کی پیشانی مبارک سے علمائے اہلسنت باوصفِ اینہمہ جاہ و ثروت نفاق کا چمکتا ہوا ستارہ کنزلک قلم سے محکوک نہیں کر سکے اگر انہوں نے فتوحات کر کے روم شام و مازندران میں اسلام کا جھنڈا گاڑ کر بخلاف حکم خدا و رسول شریعت پاک میں ایجاد و خود سازی کر کے رواج دیا ہو تو ایسے حضرات کو کیا مفاد آخروی

ملسکتا ہے تا تیدِ دینِ مبین بحکم حدیث صحیح مندرجہ بخاری شریف ان اللہ یؤید هذا الدین بالرجل فاجر فُسّاق و فجّار کے ہاتھ پر موقوف ہوتی ہے جبکہ حسب تصریح قدمآ اہلسنت اشرار و فجار و نابکار و ناہنجار لوگون سے دین نبوی کی تقویت ہوگی تو ہم محض باعتبار فتوحات و ترقیات و توسیعات ملکی خلفآ پر نفاق کو لائق منصب جلیلۂ خلافت عظمیٰ و موہبت کبریٰ کیون سمجھنے لگے آپ کے مذہب میں چونکہ مرتکب کبائر کی امامت کا اعتقاد ضروریات دین سے ہے لہذا ایسے عقیدہ مبارک رہے ہم بفراسخ دور ہیں - افسوس ہے کہ بوجہ ظاہر پرستی آپ اس خیال سے بڑے دھوکہ میں پڑے ہوتے ہیں کہ اگر خلفآ بباطن دشمن اسلام ہوتے تو اُسکو کیون ترقی دیتے بلکہ قابو پاکر اُسکے مٹانے میں کوشش کرتے حضرتِ من اُن بزرگوار و نے اپنے دوران خلافت مین جو بظاہر پاس اسلام کرکے فتوحات میں کوشش دکھلائی اور رواج دین مین کمر بستگی و چستی سے بچشم ارباب ظاہر بین وقار پایا اُسکو ترقی دینا اور ممد و معاون اسلام ہونا نہیں کہتے - وہ ایسے دشمن اسلام تھے کہ بقول امام غزالی و تفتازانی حرص و حسد سے رہگرائے بادیۂ ضلالت ہوگئے - انھیں کی کارروائیون کا یہ نتیجہ ہوا کہ اسلامی طاقت تہتر حصون پر منقسم ہوکر ضعیف و کمزور ہوگئی - خانۂ الا دشمنِ خانگی عدوئے بیرونی سے بدرجہا مضرت رسان ہوتا ہے وہ بپاس یگانگت دیکھتی ایسے کام کر دکھاتا ہے کہ جس سے استیصال کلی ہوجائے - اگر صحابہ بعد نبی صلعم اطاعت ثقلین کرکے ترویج دین مین کوشاں ہوتے تو بیشبہ اُنکا اعزاز ہماری نظر میں از جملۂ ضروریاتِ دین ہوجاتا - انحضرات نے تو متمکن مسند

خلافت ہوکر پہلے نبیؐ کے گھر کی صفائی پر کمر باندھی منبع احکام آلہی وحاملان
علومِ رسالت پناہی کی بیخ کنی جب مدِ نظر ہوئی تو کیونکر باور ہو سکتا ہے کہ
وہ بزرگوار محض باعتبارِ فوج کشی وفتوحات حامیٔ اسلام تھے۔ نبیؐ ودین نبی کا
دشمن قرآن واہلبیت کی عداوت سے کہ جنکی اطاعت پر تمام مسلمان مامورہیں
پورے طور پر تمیز ہو سکتا ہے فہرست منسلکۂ عریضہ ہذا کے مطالب کو بغور
ملاحظہ فرماکر دیکھ لیجئے کہ آپ کے ممدوح کیسے تھے۔ اگر انہوں نے بعد نبی صلعم
قرآن واہلبیت کی متابعت کرکے رواج اسلام میں کوشش کی تو اریباً انکی خلافت
کے حق ہونیکا اعتقاد کرنا ہمپر مثل روزہ ونماز فرض ہے۔ پس آپکو واجب ہے
کہ فہرست کے مطالب کو دیکھکر جواب دینے کا تہیہ فرمائیں کہ صحابۂ عظام نے
اہلبیت کی کس حد تک طاعت کی بجد اگر بابطالِ مضامین فہرست آپنے ہمکو
واجب طریقہ سے مجوزہ فرمادیا تو کوئی شک نہیں ہے کہ ہم بھی حضرات خلفا کو
مثل آپ ہی کے سجھکر انکی خلافت کے رشد ت کا اعتقاد کرکے اپنا فلاح آخرت
سمجھینگے مگر دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں کب ممکن ہے کہ آپ آل احمدؐ
سے خلفا ثلاثہ کا اتحاد ثابت کرسکینگے کامیابی حاصل کرینگے۔ کیونکہ انہوں نے
اپنے ولی نعمت کے خاندان کو ایسا تباہ وبرباد کیا کہ ادنیٰ ادنے آدمیوں کو دا عیہ
سلطنت اسلام ہوگیا۔ چنانچہ تاریخ بلاذری کے صفحہ (۲۶۳) پر لکھا ہے
کہ جسوقت یزید نے جناب امام حسینؑ علیہ السلام کو شہید کیا۔ تو عبداللہ ابن عمر نے
تنبیہاً وتادیباً اسکو لکھا کہ اما بعد فقد عظمت الرزیۃ وجلّت المصیبۃ وحدث
فی الاسلام حدث عظیم ولا یوم کیوم الحسین الی اٰخرہ یعنی تحقیق کہ بڑی مصیبت

واقع ہوئی اور حدث عظیم اسلام میں پیدا ہوا - اور نہیں ہے کوئی روز ایسا جیسا
کہ روز قتل امام حسین تھا - یعنی باعتبار اندوہ و ملال کوئی ایسا دن نہیں ہے جو
کہ روز عاشورا سے مثال دیا جاوے - پس یزید نے ابن عمر کو جواب لکھا کہ اے احمق
ہم تیار مکانوں میں مقیم ہو کر بچھے ہوئے بچھونے اور آراستہ مسند پر تکیہ زن ہوئے
اگر یہ حق خلافت جس پر نزاع واقع ہو کر منجر بہ جدال و قتال ہوا سوائے ہمارے کسی
اور کا تھا تو آپکے والد ماجد پہلے شخص ہیں - جنہوں نے اہل حق کو محروم کر کے
دوسرے خاندانوں میں اسکو منتقل کیا ہے - یہ پتہ کی بات سنکر خلیفہ دوئم صاحبزادے
ایسے چپ ہوئے کہ پھر کبھی یزید پلید پر کوئی تعریض کر سکے علامہ تفتازانی
و امام غزالی کی تحریر اور یزید کا جوابی کارڈ بہت ہی ملتا ہوا ہے تماشہ یہ ہے کہ
فضل ابن روزبہان نے کتاب ابطال الباطل میں تاریخ مذکور کے مضمون کا انکار
نہیں کیا بلکہ اسکو قبول فرما کر یہ لکھدیا کہ یزید کے قول کا اعتبار نہیں بحضرت
سچے دل سے ایمان لاکر ترویج دین میں ایسی ہی کوشش ہوا کرتی ہے جیسا کہ تقوی
یزید حضرت عمر وغیرہ سے وقوع پذیر ہوئی - جناب نفاق کی تعریف صحیح یہ ہے
کہ کفر در دل بر زبان اللہ اکبر داشتن - رہا بی بی عائشہ صدیقہ و حفصہ امہات
المومنین کا معاملہ وہ سورۂ تحریم کی آیات محکمات سے ہویدا ہے آٹھ صفات
عظیمہ جلیلہ کا بحکم قرآن انسے نقص ظاہر کیا گیا ہے کہ جنہیں اول درجہ پر ایمان
و اسلام ہے اور حضرت نوح و لوط علیہما السّلام کی ازواج سے جو کہ کافرہ تھیں
انکو تشبیہ دی گئی ہے - علاوہ ازیں جناب عائشہ محترمہ نے حضرت امیر علیہ السّلام
سے ساتھ مخالفت کرکے جو جو کار نمایاں کئے ہیں وہ سب طشت از بام ہیں حاجت

اعادہ و تکرار نہیں جناب علی المرتضیٰ علیہ السلام کی شجاعت و دلاوری پر جو
چشمک زنی ہوکر ارشاد ہوا ہے کہ اگر اُنسے ایسی فتوحات نمایاں ہوتیں جیسکہ
ثلاثہ سے ہوتیں تو نہ معلوم شیعہ کیا شور مچاتے - اسکا جواب بسبیل اختصار
یہ ہے کہ بیر العلم میں افواج اجنہ اور خیبر میں مرحب حارث کو قتل کرکے ایک انگلی کے
ایسے دروازہ کو جوکہ بدشوار چالیس اور بروایتے ستر جوانان قوی ہیکل
کی ہمت سے جنبش کھاتا تھا اُٹھا لینا عمر ابن عبدود سے جنگ خندق میں حالیکہ
جناب فاروق اُسکی ہمت و سطوت و زور طاقت کے اظہار سے دیگر صحابہ کے
لئے باعث انہزام و بیدلی ہو گئے تھے تیرہ برس کی عمر میں جنگ کرکے قلع و قمع
کرنا اُحد میں جبکہ آنحضرت کو عین موقع جدال پر حضرت ثلاثہ تنہا چھوڑ کر رو بفرار
ہوتے تھے بذات واحد کفار کا مقابلہ و مقاتلہ کرکے سکانِ سموات کو بہ کلمہ
مقدسہ لا فتی الا علی لا سیف الا ذوالفقار اپنا مداح بنا کر واہب العطیات سے
ذوالفقار لینا جبرئیل علیہ السلام کا اُنکی جوانمردی و مواساتِ دین پر شہادت
دینا دوش احمد پر قدم رکھکر خانہ کعبہ کو ارجاس اصنام سے پاک کرنا شب ہجرت میں
بستر نبی صلعم پر کہ اُس جگہ غالب خیال ضرر تھا بے تکلف دراز ہوکر من
یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ کا آسمان سے خطاب پانا - حجہ لاکھ کفار کے مقابلہ
میں بذات واحد سورۃ برات کو جوکہ مشتمل بوعید شدید تھی بیخوف و خطر پڑھنا
وغیرہ وغیرہ - شاید جناب کے انصاف میں داخل شجاعت و تہوری نہ ہوا اگر کسی
جنگ میں ثلاثہ کا غوجر کا کھانا یا کہ کسی لولے لنگڑے اپاہج بھاگتے ہوتے
کے اوچھی ضرب کا پہنچانا بھی آپ ثابت فرمادیتے تو اُسکی نسبت کتب میں غور

کیا جاتا وہ بزرگوار تو ایسے پرورش یافتہ ناز و نعم تھے کہ جسم لطیف پر کبھی آنچ
آنے ہی نہیں دی لیجئے عہد رسول صلعم کے تمام معارکۂ مجاہد کی تاریخ موجود ہے اور
فتوح الشام وغیرہ میں وہ جملہ محاربات جو کہ خلفا سے سرزد ہوئے درج ہیں ثابت
کیجئے کہ خلفا شجاعت شعار فرار کروانے کبھی کسیکو مارا ہو یا کہ خدانخواستہ جسم لطیف پر
کوئی صدمہ اٹھایا ہو اونئے اونے اصحابہ کے کشتوں کی تعداد موجود ہے - مگر ان
حضرات کے نام امی پر صفر لگا ہوا ہے - اجی حضرت انکے عہد حکومت میں مسلمان
فتح ممالک کرکے اموال و غنایم سے بیت المال پر کرتے تھے اور انکا نام ہوتا تھا
بقولے - کاٹے دہار نام تلوار کا - لڑے سپاہی نام سردار کا - ہماری اور آپکی
شجاعت بالذات مابہ النزاع ہے وہ آپکے ثلاثہ میں قطعاً نہ تھی حدیث غدیر کی
بابت جو آپ معترض ہوئے تھے کہ اگر حضرت امیر کی خلافت بلا فصل پر حدیث موصوفہ
دلالت کرتی تو ضرور تھا کہ ایسے قوی ثبوت کے پیش کرنیمیں شیعہ کبھی کوتاہی فرماتے
اس سے ثابت ہوا کہ آپکی رائے معدلت پیرائے میں یہ بات جاگزیں ہو چکی ہے کہ
اگر جناب علی المرتضیٰ بروقت نزاع خلافت اسپر مستدل ہوتے تو سمجھا جاتا کہ مولا
کے معنی اولے کے ساتھ تعبیر دئے جاتے میں کوئی گنجائش کلام نہیں ہے میں نہایت
ادب سے دست بستہ آپکی خدمتیں مستدعی ہوں کہ اگر حضور طالبِ حق ہیں تو بس اسی
ایک بات پر فیصلہ ہے اور تمام قصہ کہانی چھوڑ دیجئے اور اسی پر جم جائے اب ذرا
سنبھل بیٹھئے یمین و شمال نہ دیکھئے آپ بحث کو محدود کر چکے اقرار کی پابندی مرد و نیل
پر فرض ہے اگر ہم کتب اہلسنت سے یہ بات ثابت نہ کر سکے کہ جناب امیر علیہ السلام نے
خطبۂ غدیر سے کبھی استدلال بخلافت کیا ہے تو بے شبہ ہمارا یہ دعویٰ کرنا کہ خم غدیر میں

آنحضرت خلافتِ مرتضوی پر نصِ جلی فرما چکے ہیں بالکل غلط ہو جایگا اور اگر ہمنے اس امر کو علمائے موثوقین اہلسنت کی زبانی ثابت کر دکھایا کہ خم غدیر میں جو آنحضرت نے خطبۂ مولائیت حضرت امیرؑ ارشاد فرمایا ہے اُس سے خلافت عظمی و نیابت کبریٰ مُراد ہے اور جناب علی المرتضیٰ علیہ السّلام نے بوقت ضرورتِ صحابہ سے استشہاد فرمایا ہے اور جن لوگوں نے اغراضِ نفسانی و اغوائے شیطانی سے دیدہ و دانستہ اُسکے ظاہر کرنیمیں مضائقہ کیا وہ امراض شدید و صعب العلاج مثل جذام و سفید داغ وغیرہ مین مبتلا ہوئے اور منکرین منشاء خطبۂ موصوف پر آنحضرت کے سامنے عذاب آسمانی نازل ہوا تو فرماتے کہ یہ تمام باتیں اپنے ثقات کے اقرار سے معلوم کرکے حسبِ عدۂ خود حضور جناب امیرؑ کو خلیفہ منصوص سمجھکر دیگر خلفا کی خدمتگزاری اسی طرح فرمائیں گے کہ جیسے شیعہ کرتے ہیں یا کہ ہمیں نحیف نے تحریر ہذا کے آخر پر جو ایک فہرست چسپان کی ہے اسمیں صاف طور پر لکھدیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے بحکم قرآن ولایت مرتضوی کا اعلان فرما کر صحابہ سے عہد لیا تھا جسکا تذکرہ امام غزالی نے باین مضمون کیا ہے کہ عمرؓ کا سا بر کبا د دینا دلالت کرتا ہے خلافت مرتضوی کی تسلیم و رضا پر مگر زان بعد بحیثیت حُبِ ریاست و طمع دنیا ہوا و ہوس اُنپر غالب ہوئی اور وہ عہد غدیر جسکو بعد بشاشت روبروئے آنحضرت ظاہرًا باظہار رضامندی موثق کر چکے تھے دفعتہً توڑ ڈالا اور اپنی حالتِ قدیم پر عود کر گئے بس خیال فرمائے کہ ایسے عہد شکن و ناکث بیعت بحکم آیہ والذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل و یفسدون فی الارض اولئک لھم اللعنۃ ولھم سوء الدار بجرم نکث و غدر ملعون محض کیون نہ سمجھے جاوین اگر ہم بہ مقتضائے غلط فہمی خلاف

طور پر رہکر لئے بادیہ غوایت ہوگئے ہیں تو خدارا ہمکو سنبھالکر اہل اسلام کی ڈوبتی
ہوئی کشتی کو اس طوفانِ بے تمیزی سے کنارہ لگاتے امام غزالیؒ تفتازانی
وغیرہ کے بیاناتِ ہوش رُبا لوجا تنگزا کی کوئی تاویل متین و ذہن نشین بیان
فرماتے کیونکہ مجھکو یہ نیک نیتی یہ بات منظور ہے کہ تمام مسلمانوں کا نفاق
باہمی اُٹھ جاتے اور یہ گروہ پُر شکوہ یکدلی سے اپنے مفاد دینی و دنیاوی میں
کوشش بلیغ دکھلاکر قوم کے ستارۂ اقبال کو جوکہ وفور ادبار سے انحطاط
پذیر ہوتے ہوتے حضیض مذلت وخواری میں پہنچ گیا ہے کیوان و ثریا سے بھی
کچھ اونچا کر دکھاتے لہذا ایک فہرست اُن بعض مطالب کی جوکہ حضرات خلفائے
ثلاثہ و اُنکے تابعین سے بر بنائے مخالفت خدا ورسولؐ معاندتِ ثقلین یعنی
قرآن پاک و اہلبیتِ کرام ظاہر ہوئے ہیں مع ذکر حدیث غدیر ملفوف عریضہ ہذا آپکی
خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ برائے خدا و رسولؐ دوستانہ طریقہ سے ایک جلسہ
علمآ و ماہران علم کا منعقد کر لیجئے تاکہ یہ جھگڑا جوکہ مدتوں سے زیر بحث ہے
صاف ہو جاوے اور حقیر وجناب والا چونکہ بلا خیال مجادلہ و مکابرہ اس امر
عظیم کے جوکہ بدر و حنین و خیبر و صفین کے جہاد سے غالبًا کم درجہ نہیں رکھتا بانی
ہوتے ہیں عجب نہیں کہ عنداللہ ماجور و مثاب ہوں آپ اُن جملہ معاملات کو
جوکہ متعلق بحدیث غدیر و دیگر اعتراضات وغیرہ پیش کئے جاتے ہیں مطالبِ ذہن
نشین سے ہمارا اطمینان فرما دیوینگے تو باللہ العظیم نہایت صحیح طور پر وعدہ
کیا جاتا ہے کہ مبلغ پچیس ہزار روپیہ بطور انعام آپکو دیا جاویگا اور جماعت کثیر
مذہب اہلسنت اختیار کر کے بذریعہ اخبار و اشتہارات خلفآ ثلاثہ کا احق بخلافت

ہونا شائع کریگی اگر طبیعت خواہش کرتی ہے کہ بذیلِ دوستانِ خدا جناب والا و دیگر
اہل اسلام شمار کیے جاوین تو فہرستِ ملفوفہ خوب غور و تامل سے ملاحظہ فرماکر اقدام
فرمائیے تا ایک معاہدہ باہم مرتب ہوکر شرائط جلسہ طے ہو جاوین اُسوقت بقدر
زر مذکور ایک پرامیسری نوٹ کسی مرد امین میں امانت کر دیا جاویگا بخدا لا یزال
ہم اپنے مرشدانِ طریقت و پیشوایانِ دین کی قسم سے لکھتے ہین کہ بصورت مغلوبیت
زر مذکور الصدر ادا کرنے پر بجان و دل آمادہ ہین اور آپسے بصورتِ ناکامی ایک
حبہ نہ لیا جاویگا دو ماہ کی مہلت دیجاتی ہے - اگر مطالب مندرجہ فہرستِ مضامین
عریضہ ہذا کے ابطال کی آپ میں برو کے قوتِ مذہبی طاقت ہے تو جواب ارسال
فرمائیے ورنہ بعد انقضائے مدتِ معہودہ یہ خط جوکہ بطور ایک رسالہ کے ہوگیا ہے
چھاپ دیا جاویگا اور نیز ایک اشتہار بھی شایع ہوگا جسمیں کچھ حالات اجمالاً بیان
کیے جاوین گے ہرچند کہ تا تصفیہ معاملات مندرجہ فہرستِ عریضہ نیاز مجھکو کوئی ضرورت
نہ تھی کہ آپ کے نوٹ پر جوکہ خاتمہ اوراق پر دیا گیا ہے توجہ کرتا مگر چونکہ آپکے فحوائے
کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ گروہ شیعہ اپنی حقیت مذہب کے اثبات میں یہانتک عاجز
ہے کہ خوارج و کفار کے مقابلہ میں بھی بروئے اصول خود کامیابی حاصل نہیں کر سکتا
چہ جائیکہ بالمقابلِ اہلسنت پس جائیکہ ہم خود اہلسنت ہی کو اُنکے صحاح و کتب سیر
وغیرہ سے الزام دیکھتے ہیں کہ وہ تا قیامت بھی اگر کوشش کرین تو سوزنِ تحریر
و تقریر سے اپنے مذہب کی اُس چاک دامن پر پیوند نہیں چڑھا سکتے کہ جسکو ہم نے مضامین
مندرجہ فہرست کے تشریح سے پارہ پارہ کیا ہے تو اب ہمکو کیا ضرورت باقی رہی کہ
سوادِ اعظم اہل اسلام کو چھوڑکر ایک ذلیل و حقیر گروہ کے مقابلہ میں قلم اُٹھاتے

اگر خوارج و کفار سے رد و قدح کرکے ہمنے کامیابی بھی حاصل کی تو اسکی کیا وقعت
ہے ہمارا مذہبی مقتدا یہی ہے کہ اہلسنت کو نیچ نیچ کرکے محض ناکارہ کردیویں بخدا
ہماری حمیت و غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ آقا کو چھوڑکر غلام کا پیچھا کریں لہٰذا
نیچی قوم سے کلام کرنا اپنا کسر شان سمجھکر اُس سے اعراض کرکے آپ کے نوٹ پر
ایسا ایراد شدید کرتا ہوں کہ اہل دانش کی طبیعت پھڑک کر خود بخود لوٹ پوٹ
ہوجاتے۔ اور جواب بھی ایسا ہو کہ انشاء اللہ آپ خود تسلیم فرمالیویں واقعی یہہ
طریقہ جنابنے نرالا نکالا ہے۔ کیوں نہ ہو زمانہ ترقی پر ہے نئی روشنی میں صنایع
بدایع و دستکاری اختراعات وغیرہ میں خلائق نے ایسی دستگاہ بہم پہنچائی ہے کہ پچھلی
خلقت کی صنعت بالکل گرد ہوگئی حضور نے اپنی نکتہ رسی و دقیقہ سنجی سے امور دینیہ
میں بھی وہ جدید طریقہ نکالا کہ اس بات پر اگر جناب کو فخر المتکلمین کہا جائے تو بجا ہے
فخر رازی امام المتکلمین اگر زندہ ہوتے تو غالباً آپکی فکر عالی کی داد دیتے چونکہ وہ
موجود نہیں ہیں عجب نہیں کہ اُنکے مقلدین علم کلام میں جنابکو اپنا پیشوا سمجھیں
کیا خوب جب اپنے ہتھیار کند اور سب وار خالی نظر آتے تب حضور والا نے
خوارج و کفار کا سہارا لیکر شیعوں کا مقابلہ کرنا چاہا معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم
کی داد سے آپکا دل اب جاگا ہے اور اس طرز جدید کے موجد آپ ہی ہیں
خیر شکّر یا پنیر۔ اگرچہ گندہ مگر ایجاد بندہ۔ پہلے تو یہ فرماتے کہ کفار و
خوارج نے آپکے نام پر کوئی مختار نامہ تصدیق کرادیا ہے کہ جس کی بنا پر
آپ طالب جواب ہیں۔ غور تو کیجئے کہ اگر ہم نے جواب بھی لکھا تو یہی مشہور
ہوگا کہ ایک خارجی یا کافر کا قول رد کیا گیا ہے چونکہ روئے خطاب آپسے

اندرین صورت میں کب پسند کرتا ہوں کہ خدا نخواستہ آپ جیسا لیق و متین
بہ نظر عامۃ الناس کل فرو خارجی یا کہ اُن کا مختار بلا مختاشہ قرار دیا جاوے
حضرت من آپ کا یہ خیال بدالنت حقیر درست نہیں ہے۔ کفار و خوارج
کے ساتھ ہمارے دلائل کا موازنہ کرنا آپ کو اُس وقت لازم تھا جبکہ حضرات
اہلسنت کے مقابلہ میں حضور ہماری ایسی پس پائی دیکھتے کہ کتبِ سُنیہ کے
مطالب کا جواب ہماری جانب سے شایع ہو کر آپ کو سرنگون نہ کرتا شاہ
صاحب نے جو تحفہ میں باب الٰہیات و نبوّت و امامت لکھکر شیعہ کے اصول پر
الزام وارد فرمایا ہے اُس سے بالاتر آپ صاحب نہیں لکھ سکتے بلکہ جمیع
متاخرین اُسی کتاب سے استنباط کرکے آجتک بمقابلہ شیعہ گفتگو کرتے چلے آئے
ہیں۔ حسب قواعد عقلی آپ پر لازم تھا کہ کل جوابات تحفہ اور بالخصوص
ابواب سہ گانہ مذکرۃ بالا کا ابطال کرکے اہل نظر کو دکھا دیتے کہ وہ دیکھو
ہم نے علمائے شیعہ کی اُن جملہ کتابوں کو جو کہ بردِ اقوال سُنیہ مرقوم ہوئی
تھیں بایں عنوان باطل کر دیا کہ کفار و خوارج کے مقابلہ میں بھی اُنکی کچھ
حقیقت و قعت باقی نہ رہی یہ عام فریبی گویا آپ کا حصہ ہے کہ جواب نہ دینا
اور مزید برآن خوارج و کفار کو اپنا پشت پناہ بنا کر دعوا کر بیٹھنا تعجب ہے کہ
طائر پال و پر بستہ آہنگ بلند پروازی کرکے گنجشک بال و دُم بریدہ کی
امداد سے شاہین تیز پرواز کو اوجِ عزت سے حضیض ذلت میں گرانا چاہے
جناب والا آپ کو اس قدر آزادی نہیں ملسکتی ذرا آنکھ اُٹھا کر اوپر دیکھتے تو اوائق
و تشئید المطاعن و عبقات الانوار و استقصاء الافحام کے قلعہ کی کیسی اونچی اونچی

مستحکم دیوار بنائی گئی ہے ۔ بھلا ممکن ہے کہ کوئی پر و بال شکستہ اس چہار دیواری سے باہر جا سکے ہمارے علمائے متقدمین نے آپکے فضلائے کاملین کو زنجیر کلام میں ایسے طریقہ سے جکڑ بند نہیں کیا کہ آپ صاحب بدشواری بھی کروٹ لے سکیں بسم اللہ ہماری کتابوں کا جواب صحیح ارقام فرماکر اپنے ہی مذہب کے اہل عقل و صاحبان انصاف کا سارٹیفکٹ دکھاتے یہ بھی نہ ہوسکے تو حقیر نے چند اوراق یہ ثبوت کذب و نفاق شیخین لکھکر ایک جماعت علمائے اہلسنت کو غرق لجۂ تحیر و انگشت بدندان کیا ہے اسکو رد فرماتے آخر آپ بھی تو کوئی کام دکھاتے یہہ جو ورنہ تو آپ کی فکر عالی کا نتیجہ تسلیم نہیں کیا جاتا حضور والا یہہ مضامین تو شاہ صاحب کے طبع زاد ہیں صدہا مرتبہ رد ہو چکے ہیں چونکہ اپنی ناواقفیت سے جناب نے انہیں مضامین مردودہ کو زیب قلم فرمایا لہذا ہمکو یہہ استحقاق حاصل ہو گیا کہ آپکے کشان کشان شاہ صاحب وغیرہ متکلمین شیعہ کے جوار میں قلعہ بند کرکے اسکے دروازہ پر اپنی تحریر صائب و لاجواب کا باین شرط قفل چڑھا دیویں کہ تا تحریر جواب مثل متقدمین آپ بھی زیر حراست رہیں بس اب آگے آئے ۔ کسمسائے نہیں ۔ دیکھئے تو سہی کیسی دلچسپ جگہہ ہے اور کیا مجمع کملا ہے کبھی شاہ صاحب سے ملئے ۔ گاہے مولوی حیدر علی صاحب سے ملاقات کیجئے ۔ مولوی جہانگیر خانصاحب کو دیکھئے کہ شمس الضحی کی تمازت سے کیسے بدحواس ہو رہے ہیں صاحب ہدیۃ الشیعہ سے معانقہ فرمائیے کہ سیدہ علیہا السلام کے حقوق جائزہ و واجبہ کے مٹانے میں آیات قرآنی کے معنی بدلکر اپنے ہم مذہب علماء کے دارو گیر سے شکنجۂ مصیبت میں پھنسے ہوئے ملیں کیسے بےحیائی سے

پھوٹ پھوٹ کر رو رہے ہیں ہمارے مخاطب اول مولوی محمد قاسم بھی کسی
گوشہ میں رسالہ کذب و نفاق مولفہ حقیر لیتے ہوتے اپنے جواب کی ناقابلیت سے
سر بزانوئے تفکر جھکائے ہوئے نظر آئیں گے۔ آپ بھی ایک کونے میں بیٹھکر
گریہ کناں پوچھتے کہ لے حضرات آپ پر کیا ضرورت شدید طاری ہوئی تھی کہ
بے بنیاد تحریرین کرکے بقول ع ہم تو ڈوبے ہیں مگر تمکو بھی لے ڈوبیں گے
اپنے ساتھ ہمارا بھی ناس پال اڑا دیا۔ آپ صاحبان کی تحریر کی تقلید سے یہ
روز بد نصیب ہوا ہے کہ بیٹھے بٹھائے اڑ گرمے میں آگئے۔ دیکھئے کب
رہائی ملتی ہے مگر امید نہیں ہے کہ ابدالدہر تک بھی چھٹکارا ہو سکے کیونکہ
برالعین دیکھ چکے ہیں کہ اس قلعہ کا آیا ہوا کبھی باہر نہیں گیا۔ اسلئے کہ نہ جواب
لکھا گیا نہ مخلصی ہوئی خیر یا اینہمہ ہم آپ کے نہایت شکر گزار ہیں کہ آپنے اپنے سوال کا
خود ہی تصفیہ فرما کر ہمکو سنگسار کر دیا اور خوارج و کفار کے مقابلہ مین جواب دہ
ہونے سے تخفیف تصدیعہ کیا۔ کیونکہ جناب نے اپنے اعلان کے صفحہ ۴ پر ارقام فرمایا
ہے کہ انشاءاللہ تعالی ابدالدہر تک شیعہ کو کوئی ایسی دلیل نصیب ہوگی اور ممکن
نہیں کہ بلامدد اہلسنت و جماعت انکو دشمنان حضرت امیر کے مقابلہ میں کبھی کامیابی
حاصل ہو انتہی اس تقریر سے صاف ہویدا ہے کہ آپ خوارج و نواصب کو
علاوہ دلائل مشہورہ کے کسی حجت خاص سے مجروح فرما سکتے ہیں سبحان اللہ
چشم ما روشن دل ما شاد ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔ در باب
صحت ایمان حضرت امیر سنی و شیعہ ایک مذہب رکھتے ہیں اور خوارج و لیام و نواصب
نافرجام با وصف ادعوی ایمان و اسلام امیر مومنان کے عدو تے جانی ہیں پس

ایسے شخص کے ایمان ثابت کریں کہ جس کے باایمان بلکہ جانِ ایمان ہونے میں ہم
اور آپ متحد العقیدہ ہیں جناب کا اپنی فکر عالی سے دلائل پیش کرنا ہمارے لیے
عین موجب فخر ومباہات ہے وہ آپکے دلائل اہل عقل کے نزدیک ہماری تعین
وتحسین کا سبب ہونگی۔ بلکہ بوجہ اتحاد عقیدت بہ ایمان حضرت امیر دو جملہ
اولہ دونوں فرقوں کی سمجھی جاوینگی۔ مثلاً عرض کیا جاتا ہے کہ کسی سلطان کے
ملک پر کوئی غنیم فوج کشی کرے اور منجملہ رعایائے سلطانی ایک صوبہ کی رعیت
جو کہ اُس غنیم کی ہم سرحد ہے مقابلہ کرکے دشمن کو پسپا کر دیوے تو وہ
فتح نمایاں اُس بادشاہ کے تمام رعایا پر محتوی ہوگی باین معنی کہ کل رعایا
بادشاہ سے ایک نوع پر محبت رکھتی ہے ایسے ہی ہم اور آپ جناب امیر کی
رعایا ہیں۔ لہذا بمقابلہ خوارج آپکا مستدل ہونا ہماری پس پائی وکوتہ دستی
کی حجت نہیں ہو سکتا اور بروئے قواعد عقلی پہلے خوارج کے مقابلہ میں آپ ہی کو
کمربستہ ہونا چاہیئے کیونکہ مابین خوارج نافرجام وسنیان ذی احتشام فقط اتنا
پردہ ہے کہ جیسے پیاز کا چھلکا ہوتا ہے کیونکہ جس نے باعلانِ اظہار عداوت
کیا وہ طائفہ خوارج میں معدود ہوا اور جن حضرات نے امیر وکلِ امیر کو ثلاثہ کرام
کی رعایا تصور کرکے خانوادہ مقدس کو خلفا کا مطیع ومنقاد جانا وہ سنی پاک
طینت رہا ورنہ درحقیقت دونو گروہ ایک شاخ کے پھول اور ایک درخت کے
میوے ہیں اندریںحالت خوارج کے سامنے باثباتِ ایمان حضرت امیر آپ کا
محتج ہونا حق بجانب ہے۔ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کسی سلطنت پر مخالف حملہ
کرتا ہے۔ تو پہلے وہ رعایا اُس کے روکنے میں کوشش کرتی ہے جو کہ اُس غنیم کی

ہم سرحد ہو۔ چونکہ حضرات اہلسنت کو خوارج سے نہایت قرب اختصاص ہے اور
شیعہ کو بعد عظیم۔ لہذا اُنکے حملو نکار وکنا آپ کو رعایا ستے وفاوار کی صفت
میں داخل کرنیوالا ہے۔ بسم اللہ شوق سے گروہ منکر کے مقابلہ میں دلائل کاملہ
وحجت ہائے بالغہ سے جناب امیر کے ایمان ثابت کرنے میں اپنے جوہر ذاتی
دکھاتے۔ بحمد اللہ کہ حسب اقرار سامی حضرت امیر علیہ السّلام کا ایمان بمقابلہ
دشمنان قابلیت تسلیم رکھتا ہے پس ہمکو بھی استحقاق ہو گیا کہ درباب ایمان حضرات
ثلاثہ آپ سے مستدعی ہوں کہ اسی طرح حضرت خلفا کے ایمان پر کوئی نئی
دلیل لاتے اہلسنت سے تو ممکن نہیں کہ حسب اصول خود اُن کا با ایمان ہونا
ثابت کرسکیں۔ کیونکہ یہ امر اگر اُن کے امکان واحاطۂ قدرت سے باہر نہ ہوتا
تو شیعہ کے اُن جوابات کا جو کہ برد وتضعیف اقوال علمائے سنیہ لکھے
گئے ہیں۔ ضرور ابطال کرتے آپ کو سوائے ازیں کوئی چارہ نہیں ہے کہ
خوارج ولنواصب کے روبرو غایت حجاب وندامت سے سر تسلیم خم کرکے ایک
عرضداشت بایں مضمون پیش کیجئے کہ اے ہمارے دینی بھائیو حضرات
خلفا ثلاثہ کے بارہ میں اپنے اصول کے موافق ہم بقدر امکان کوشش کرکے
بہت ہی اپنے پیچ سے شیعہ کے مقابلہ پر آمادہ ہوتے ہیں خاندان نبوت پر
بیش از بیش الزام لگا کر بذریعہ کتاب مستطاب تخلیۃ الانبیا صاحبان عصمت کی
خطائیں ثابت کرنے میں دقیقہ از دقائق فروگذاشت نہیں کرتے مگر وہ
وہ لوگ ایک ہی فقرہ سے ہماری تمام محنت ضائع وبرباد کرکے ایسی موشگافیاں
کرتے ہیں کہ بالآخر ہم کو بجز دم بخود ہونے کے کوئی چارہ نہیں ملتا تم

بھی تو دیکھو کہ شاہ صاحب نے باب مطاعن میں کیسی پُرزور تقریر سے
خلفا کی گلوخلاصی چاہی مگر صاحب تشیید المطاعن نے ایسا مضبوط ثبوت
پیش کیا کہ جس کے اعتبار پر حضرات خلفا کا اقتدار کفار کی نظر سے بھی جاتا
رہا۔ ہم رات دن اسی فکر میں رہتے ہیں۔ اور بہت سے علما کے لئے یہی صدمہ
جانکاہ باعث انقطاع سلسلہ حیات ہو چکا اور دیکھئے آئندہ کیا ہوگا افسوس
ہے کہ ہمارے علما یہی داغ حسرت لیکر دنیا سے اُٹھ گئے۔ مگر ممکن نہ ہوسکا
کہ شیعہ کے ایک اعتراض کا بھی جواب ہو جاتا پس ہم اور آپ دونوں
گروہ خلفا کے نام لیوا ہیں خدارا طبیعت پر زور دیکر کوئی ایسا چلتا ہوا
مضمون پیدا کرو کہ علاوہ دلائل قدیمہ کے کوئی دوسری دلیل ہو مگر
مسلمہ شیعہ ہو جس پیش کر کے اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو سنبھالنا چاہتے
کیونکہ انگریزی عملداری میں فرمان آزادی پاکر گروہ شیعہ نے وہ وہ چیت
تقریریں کی ہیں کہ جن کے اعتبار پر ہم بطور پیشین گوئی یہہ کہہ سکتے ہیں کہ
عنقریب وہ وقت آنیوالا ہے کہ کل اہل اسلام دائرہ تشیع میں داخل ہو جائینگے
دیکھئے تو سہی کہ آپکے معروضہ کی وہ صاحب کس حد تک وقعت کرتے ہیں میں
یقین کرتا ہوں کہ بوجہ اتحاد عقیدت وہ ضرور آپ سے مروت کریں گے کیونکہ
حضرت امیرؑ کا ایمان ثابت کرنے میں جو استحقاق کہ بمقابل خوارج جناب کو
حاصل تھا کہ جس پر آپ کمربستگی ظاہر فرما چکے ہیں وہی حق ثلاثہ کرام کے ایمان
ثابت کرنے میں خوارج بدانجام کو ہمارے مقابلہ میں حاصل ہے پھر وہ کیوں
کوتاہی کریں گے۔ ضرور ہے بمثل جناب والا خلفا کا ایمان ثابت کرنے میں

کمر بستہ ہو جاویں نہایت شکر کا موقع ہے کہ جناب کا سوال آپ ہی کے لئے وبال ہو گیا اور ہم بعنایت الٰہی خوارج کے مقابلہ مین حضور کی ہمت سے اہل عقل کے نزدیک قطعی بری ہو گئے الحاصل آپ کو لازم ہے کہ کفار و خوارج کو پشت پناہ نہ بنائے اگر قدرت ہے تو کچھ اپنا زور دکھاتے قرآن و صحاح سے خلفا کا ایمان ثابت کیجئے انکے حسن خاتمہ پر مثل شہداے بدر و احد خمتی قربت کی کوئی حدیث سنائیے برد و ابطال مضامین مندرجہ حدیث مسلم حضرت علی کے نزدیک جناب شیخین کا سچا اور ایماندار ہونا ہمکو تسلیم کراتے یا قطعی استغفار کیجئے کہ بروئے روایات و احادیث مرویہ مسلم و بخاری اہلسنت ثلاثہ کا ایمان ثابت کر یںنہیں معطل و قاصر ہیں آپکے عجز کی یہ بڑی دلیل ہے کہ اپنے کتب کو پس پشت ڈالکر خوارج و کفار کے ذریعہ سے ہمکو محجوج کرنا چاہتے ہو یہ یاد رہے کہ ہم کو بھی ہر طرح کے ہتکھنڈے یاد ہین جیسا رنگ آپ لائینگے انشاءاللہ ہم ویسا ہی کر دکھائینگے مطلب آپ کے نوٹ کا یہ ہے کہ شیعہ خوارج کے نزدیک حضرت امیرؑ کا ایمان بلا اشتمال اہلسنت بدلیل خاص ثابت کرین اور جب کہ شیعہ یہ ثبوت ایمان مرتضوی یہ دلائل مشترکہ شیعہ و سنی پیش کرینگے کہ حضرت امیرؑ ایسے وقت مین ایمان لاتے جبکہ نبی صلعم کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا بحمایت اسلام کفار کے ساتھ مجاہدہ و مقاتلہ کیا شب ہجرت آنحضرت کے بستر پر کہ غالب محل خوف تھا استراحت کی لاکھون آدمیون کے مقابلہ میں سورۃ برآت کی آیات غضب آمیز کے سنانے میں کچھ باک نہ فرمایا اپنی ذات کو وقف اسلام کر دیا۔ نبی صلعم نے اپنی پارۂ جگر آپکی زوجیت میں

دی پس خواجہ یہ باتیں سنکر فوڑا شیعوں کا موخذہ جھنجھوڈکر یہ کہہ اُٹھیں گے کہ جب آپکے مقابلہ میں ہمارے چچا زاد بھائی اسی قسم کے فضائل خلفاء ثلاثہ بیان کرتے ہیں۔ تو آپ سب کو محمول بہ نفاق کرکے رد کر دیتے ہیں کہ ہم کیوں ماننے لگے ہمارے نزدیک بھی یہ ساری باتیں منافقت پر دلالت کرتے ہیں گویا آپ نے ایک دریدہ دہن گروہ کے مرہم تقریر سے اپنے ناسور باطنی کا اندمال چاہا۔ سو یہ بخیر۔ خواجہ جب ہم سے پوچھیں گے۔ اُسوقت جواب دیا جاویگا۔ مگر چونکہ بحیثیت الہنت آپ سجانب خواجہ سائل ہوتے ہیں۔ لہٰذا اُن سے کہدیجئے کہ اے ناحق شناسو اگر اور کسی چیز کو نہیں مانتے ہو تو قرآن بہرحال تمہارے نزدیک بھی مسلّم ہے علمائے شیعہ سے ایک عالم کامل نے بذریعہ کتاب مستطاب عبقات الانوار جناب شاہ صاحب کے ان ایرادات کا جواب دیا ہے۔ جو کہ باب ہفتم میں آیات دالہٴ خلافت و امامتِ حضرت مرتضوی پر کئے گئے ہیں ہمارے نزدیک تو عالم شیعی کی تمام تر تحریر جو کہ ردّ اقوال شاہ صاحب کی گئی ہیں۔ باایں معنی مسلّم ہے کہ ہم آجتک اُنکا جواب نہیں دے سکے اور نہ آئندہ تا قیامت امید ہے کہ کوئی عالم سنّی اُن مطالب کا ابطال کر سکے۔ تم اگر کچھ جرأت رکھتے ہو تو اُس کتاب کا جواب لکھو عجب نہیں کہ تمہاری ہمت سے شاہ صاحب کو بھی الزام کذب نویسی سے برأت ہو جاتے۔ پس یہی قول فیصل ہے اگر خواجہ نے بابطال مضامین مندرجۂ کتابِ موصوف ہمکو مجبور کر دیا تو بے شبہ بروئے قرآن ہم اثباتِ خلافتِ بلافصلِ حضرتِ امیر سے بمقابلہ خواجہ کیا آپکے سامنے بھی عاجز ہیں

اور اگر وہ بھی مثل علمائے شیعہ ساکت و صامت رہے تو پھر آپ ہی انصاف فرمائیگا کہ کس کو غلبہ ہے - سوائے ازیں رسالہ انتصار الشریعہ نمبر (۳) جو کہ بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۳ء جواب نصیحت الشیعہ لکھنؤ میں چھپا ہے درباب لائی خوارج ملاحظہ طلب ہے - لیکن بحکم انصاف اتنا خیال فرما لینا مناسب بلکہ ضروری ہے کہ اختلاف دلائل و اختصاص حجت و برہان اسی مسئلہ میں ہوتا ہے جسمیں دو گروہ باہم مختلف ہوں اور جو امور کہ اتفاقی ہوتے ہیں اُن کے دلائل بھی متحد ہوا کرتے ہیں - آپ پہلے کسی اہل علم سے ملاقات کرکے دریافت فرمائے کہ یہی قاعدہ سلف سے اسوقت تک جمیع مذاہب اہل عقل میں جاری ہے یا کیا - مثلاً عرض کیا جاتا ہے کہ وجود صانع کے دلائل یا توحید کے ادلہ منکرین وجود و توحید حضرت باری کے مقابلہ میں جمیع موحدین و معتقدین وجود رب العزت کے ایک ہی قسم کے ہونگے علیٰ ہذا نبوت مسلمہ کے اثبات کے دلائل میں جملہ مذاہب قائلین بہ نبوت کا اتحاد کلام ہوگا گو کہ بعض مسائل غیر از نبوت میں وہ باہمدگر اختلاف رکھتے ہوں - بندہ پرور دلائل متحدہ و متفقہ کو کسی خاص فرقہ کی دلیل کہدینا گویا زبردستی حقوق مشترکہ میں اپنا قبضہ کر لینا ہے - جو قت کہ بحمایت و طرفداری حضرت امیرؑ آپ بنظر اسکات خوارج دلیل پیش کرینگے ہم آپ سے بعد مسرت اتفاق رائے کرکے باعلان کہہ دیوینگے کہ گو یہہ دلیل حضرات اہل سنت کی فکر عالی کا نتیجہ ہے - مگر بوجہ اتحاد عقیدت ہم بھی نصفی کے شریک ہیں - آج پہلا دن ہے کہ یہ فقرہ ہی جدید و عجیب آپ کی تحریر میں معائنہ کیا گیا کہ ہم گروہ شیعہ بمقابلہ کفار لئام و خوارج بد انجام

بثبوتِ وحدانیت ونبوت وایمانِ حضرت امیرؑ اہلسنت سے جدا لگا نہ دلائل پیدا کر دیا ہیں سے صاف ثابت ہے کہ پہلی تمام دلیلیں جو کہ متقدمین اہلسنت وشیعہ نے بہ ثبوتِ وحدانیت ونبوتؐ وامامت بمقابلۂ منکرین پیش کی ہیں وہ سب کی سب آپ کی ہیں۔ اُن سے دست بردار ہو کر ہم دیگر جو سے کفار وخوارج کا مقابلہ کریں مُفتخر من خطا معاف معلوم ہوتا ہے کہ آپکی تحقیقات حضورِ شاہ صاحب کے تحفہ سے دو قدم بھی آگے نہیں بڑھی کاش آپ صاحب علم وبصیرت ہوتے تو بصد اداب عرض کیا جاتا کہ چشم حقیقت بیں کو وا فرما کر علامہ حلی علیہ الرحمہ کی کتاب الفین کو دیکھئے دو ہزار دلائل مُشکت ولاجواب سے امیر المومنین علیہ السّلام کی امامت کو بمقابلہ منکرین ثابت فرما کر اربابِ انکار وحسد کو اپنے کلام محکم کی دیوارِ مستحکم سے ایسا روک دیا ہے کہ جیسے سکندر نے سدِ معروف سے گروہ یاجوج وماجوج کو۔ ہائے افسوس آپنے عماد الاسلام کو بھی نہ دیکھا یعنی ختم الہیہ سکتا ہوں اگر جناب اُسکو ملاحظہ فرماتے تو خوارج وکفار کی حمایت کا خواب میں بھی خیال نہ کرتے جبکہ کتب مذکورہ کو دیکھکر اُن سے استخراج واستنباط مطالب کرنا تو اہل علم وارباب فہم کا کام ہے آپ کتاب مستطاب شمس سما البرہان کے حصہ دوم ہی کو ملاحظہ فرما کر اپنے نوٹ کی لغویت پر ندامت کش ہوجیے۔ جناب مولانا ومقتدانا سرخیل متکلمین سید المجتہدین السید مولوی محمد حسین صاحب لکھنوی ادام اللہ اقبالہٗ نے ادلہ ثبوت وامامت ومعاد کو زبان اُردو میں باین شستگی وآماتگی بیان فرمایا ہے کہ

اگر معاندِ علاید ہزار سال سنگ خارا پر سر مارے تو ممکن نہیں کہ ایک دلیل سے
بھی عہدہ برآ ہو سکے - الحاصل ہم آپ کو آگاہ کئے دیتے ہیں کہ وہ چھین
جھپٹ کا زمانہ گزر گیا اب سکہ شاہی نہیں انگریزی عملداری میں شیر اور بکری
ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں - خدا گریبان میں مونھ ڈالئے آپ ہمارے گھر
سے کیا کچھ نہیں لے چکے - خلافت کے ساتھ حضرت امیرؑ کے القاب خطاب تک ضبط
کرکے صدیق و فاروق بنا دئے گئے ہیں - اس عہد پُر امن و امان میں دن
دہاڑے نہ لوٹئے - آمویہ و عباسیہ کی عملداری نہ سمجھئے ہم زمین و آسمان ایک
کر دیں گے اور مشترک دلائل میں تنہا آپکو قابض نہ ہونے دیں گے اگر آپ
ہماری شرکت ناپسند فرماتے ہیں - بسم اللہ تقسیم کرا لیجئے - دو قرعہ بنائیے
ایک قرعہ میں وجودِ صانع و توحید و نبوت و امامت پر اپنے علما کی دلائل
لکھئے اور دوسرے قرعہ پر ہمارے علما کی بعد تیاری قرعجات ہم باضابطہ جانچ
کرالیں گے - قرعوں کے معائنہ سے کثرت و قلتِ دلائل کا حال آپ پر
واضح ہو جائیگا - بعض فضلائے اہلسنت کا قول ہے کہ اگر محقق طوسی علیہ
الرحمہ کتمِ عدم سے عالمِ شہود میں جلوہ گر نہ ہوتے تو اہلِ اسلام کفار کے
مقابلہ میں بہ ثبوتِ وحدانیت و نبوت بالکل سپر انداختہ ہو چکے تھے - بندہ
پرور ہوش کیجئے اور کچھ سوچ سمجھکر لکھئے مشترک اعتقادات میں خاص دلائل
کبھی نہیں ہو سکتیں - کفار و مشرکین و دہریہ وغیرہ کے مقابلہ میں کل اہل اسلام
کے مسائل توحید و ابطالِ شرکت و اثباتِ نبوت آنحضرت و دیگر انبیا قدیم
سے اتفاقی چلے آتے ہیں اسی طرح خوارج و نواصب کے بطلانِ عقیدت

ہیں بہ ثبوتِ ایمان وفضائل ومناقبِ حضرتِ مرتضوی ودیگر ائمہ علیہم السلام
سُنّی وشیعہ ومعتزلہ سب کے سب یکرائے ہیں اور قرآن وحدیث وتاریخ
وسیرِ اہلِ اسلام سے انکو مجروح کرتے ہیں - افسوس ہے کہ سوائے تحفہ
وتمونہ عجائبِ قدرتِ خداوندی آپنے آنکھ کھولکر دنیا میں کوئی کتاب
نہیں دیکھی - اگر قدمائے سُنّیہ کی کتابوں کو دآپ ملاحظہ فرماتے - تو شاید ایسے
بیدھڑک ہوکر قلم نہ اُٹھاتے - جناب پر واجب ہے کہ پہلے اپنی نوعیتِ مذہب
قائم کیجئے اگر حضور سُنّی پاک طینت ہیں تو علمائے موثوقین سے دستخط
کراکر ایک تحریر ارسال فرمائیے کہ عقلاً ونقلاً یہ طریقہ درست ہے کہ امور
متفق علیہ میں بھی دلائل ہر فرقہ کی مختص ہونی چاہئیں - اور اگر سرکار
دولتمدار مائل بہ خروج ہیں پھر تو سُنّی وشیعہ دونوں بالاتفاق آپکی
خدمت گزاری کو موجود ہیں اور اگر خدّام دولت منکرِ وجودِ صانع وتوحید
ونبوت وامامت ہیں تو قائلین نبوت ووجود حضرت باری سب
یکدل ہوکر افواج دلائل وبراہین کے ہجوم وانبوہ سے معارکہ بصیرت پیں
کا سمان کر دکھائیں گے - غرضکہ آپ جو کچھ ہیں ایک طرفہ ونادرِ روزگار
ہیں - مگر اُس کی صحت مطلوب ہے زیادہ بجز آرزوے قدمبوسی اور
کیا عرض کیا جاوے ؟ اہلسنت کے معتبر راویان اور سندی کتابوں
سے حدیثِ غدیر کے متعلق مضامین ذیل پیش کر سکتے ہیں - بصورتِ
عدمِ ثبوت مبلغ پچیس ہزار روپیہ نذرانہ دینے پر مع تبدیل مذہب آمادہ
ہیں اور نیز دیگر وجوہ مندرجہ فہرست ہذا کو بھی علمائے موثوقین

اہل سنت کی روایات سے اُسی شرط پر ثابت کرینگا وعدہ کرتے ہیں +

حالات متعلق بحدیث غدیر

(۱) درباب اعلانِ خلافت حضرت امیرؑ صحابہ سے آنحضرت کا خوف کرنا

(۲) ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کی موجودگی مین بمقام غدیر رسالتمآب کا حضرت علی علیہ کو خلیفہ بنانا

(۳) جناب امیرؑ کی ولیعہدی پر اُمہات المومنین کا مبارکباد دینا

(۴) بحکم قرآن آنحضرت کا تبلیغ مولائیت حضرت امیرؑ پر مامور ہونا

(۵) صحابہ حاضرین مجمع غدیر سے حضرت عمر کا جناب امیرؑ کو خلافت کی تہنیت دینا

(۶) بعد اعلان خطبہ خلافت مرتضوی خدا کا تکمیل دین کی بشارت دیکر اسلام سے خوشنودی ظاہر کرنا +

(۷) بروز غدیر رسالتمآب علیہ الصلوۃ والسلام کا حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھنا جو دستور دستار بندی کا علما میں اب تک چلا آتا ہے +

(۸) مولے کے معنی اس مقام پر ضرور ہے بموجب اقوال اہلسنت اولے بہ تصرف ہیں

(۹) منکرین خطبہ غدیر پر آنحضرت کے سامنے عذاب آسمانی نازل ہونا

(۱۰) غدیر میں شعرا کا بطور مبارکباد قصاید پڑھنا

(۱۱) بروقتِ شوریٰ عبدالرحمن وغیرہ ممبران کمیٹی کے روبرو حضرت امیرؑ کا حدیثِ غدیر کو دلیل لانا

(۱۲) وقوع حدیث غدیر پر صحابہ سے جناب امیرؑ کا استشہاد فرمانا

(۱۳) حدیث غدیر کے چھپانے والوں پر امراضِ صعب مثل برص جذام وسفید داغ وغیرہ کا لاحق ہونا

(۱۴) اپنے دیوان میں حضرت امیرؑ کا ایسے اشعار پڑھنا کہ جن پر استدلال بخلافت کیا گیا حدیث غدیر کے ذریعہ سے

ہر چند کہ معاملہ غدیر کے متعلق بہت باتیں ہیں حقیر نے اُن سب کو ایک رسالہ میں بہ تفصیل عرض کیا ہے آپ براہ مہربانی ان چودہ نمبروں پر نظر فرما کر انصاف فرماتے کہ حدیث موصوفہ کا جناب امیرؑ کی خلافت سے کس حد تک تعلق ہے غالباً یہ باتیں آپ کو پہلے معلوم نہ ہونگی ایسی حجت سے آپ نے یہ ارقام فرمایا ہے کہ حضرات شیعہ بیان تو کریں کہ حضرت امیرؑ نے کبھی استدلال بخلافت خود بذریعہ حدیث غدیر کیا ہے یا کہ کبھی سکوت ہی فرمایا ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ بعد ملاحظہ رسالہ مرتبہ حقیر حالات غدیر پر مطلع ہو کر ضرور شیعہ ہو جائیں گے اگر طاقت ابطال ہے بسم اللہ ہمارے رسالہ کو غلط کیجئے پچیس ہزار روپیہ لیجئے

دیگر وجوہ ذیل میں درج کی جاتے ہیں جن سے ثلاثہ کا اقتدار اور مذہب اہلسنت کا وقار ظاہر ہوتا ہے اور نیز حضرت امیرؑ کے علوی شان کا بھی کچھ بیان ہے

(۱) حضرت امیرؑ کا سب سے پہلے بحالت طفولیت ایمان لانا اور آیہ السابقون الاولین سے یہی مراد ہونا

(۲) بروز جنگ خندق حضرت علی کی ایک ضربت کا ثقلین کی عبادت سے

افضل ہونا جس میں عبادتِ شیخین بھی داخل ہے ۔

(۳) کل صحابہ سے باعتبار علم و زہد و اتقاء و ورع و شجاعت سخاوت فصاحت کلام وغیرہ حضرت امیر کا اکمل ہونا

(۴) جمیع صحابہ میں سوائے جناب امیرؑ کے اور کسی کو احکام الٰہی کی قابلیت نہ ہونا اور بالخصوص جناب ابوبکر کو

(۵) حضرت امیرؑ کا خدا و رسول کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہونا اور حضرات شیخین کا دوستانِ خدا میں داخل نہ ہونا ۔

(۶) صدیق اکبر و فاروق اعظم کا خطاب پیشگاہ ختمی مرتبت سے حضرت علیؑ کو ملنا اور جنابِ عمر کو خطابِ فاروق منجانب یہود عنایت ہونا

(۷) محبت و عداوتِ حضرت امیرؑ سے مومن و منافق کا شناخت ہونا

(۸) حضرت ابوبکر کا جنابِ سیدہؑ کے گواہوں کی گواہی کا معاملہ فدک میں قبول نہ کرنا

(۹) در بابِ وراثتِ انبیا حضرت ابوبکر کا قرآن کے خلاف حدیث بنا کر سیدہؑ سے فدک کو ضبط کرنا

(۱۰) جنابِ سیدہ کا ابوبکر سے غصہ ہو کر تا حیات کلام نہ کرنا

(۱۱) جنابِ سیدہ کا ہنگام وفات ناراضگی سے وصیت کرنا کہ ابوبکر میرے جنازہ میں نہ آئے

(۱۲) ہنگام وفاتِ خود خلیفۂ اول کا سیدہ کے ساتھ سختی کرنے سے متاسف ہونا

(۱۳) بوقتِ بیعت طلبی خلیفہ ابوبکر کے سامنے حضرت علی کا ایسی حجت شدید اپنی خلافت پر پیش کرنا کہ جسکو خلیفہ صاحب نے لاجواب سمجھکر تسلیم کر لیا ۔

(۱۴) بموجودگی حضرت امیر خلیفۂ اول اپنی ذات کو لائقِ منصب خلافت نہ جانتے تھے

(۱۵) حسب بیان جناب عمر حضرت ابوبکر کی خلافت ایک فساد بھری ہوئی شرارت تھی
(۱۶) حضرت عمر کا سیدہ کے گھر پر آگ اور لکڑیاں لیجانا اور نہایت بیباکی سے یہہ کہنا کہ تمہارا گھر مع حسنینؑ کے پھونک دونگا ۔
(۱۷) حضرت عمر کا جناب سیدہ کے شکم مبارک پر دروازہ گرانا جس سے محسن معصوم شکم میں شہید ہوگئے ۔
(۱۸) حضرت عمر کا سیدہ کی سند فدک کو چاک کرنا
(۱۹) قتل امام حسین کی نسبت یزید کا یہ بیان کرنا کہ میں نے اہلبیت پر ظلم کرنے میں عمر کا اتباع کیا ہے
(۲۰) حی علیٰ خیر العمل کا خلیفہ دوم کے حکم سے موقوف ہونا
(۲۱) الصلوٰۃ خیر من النوم کا اپنی رائے سے جناب عمر کا اذان میں داخل کرنا
(۲۲) حضرت عمر کا آنحضرت کی رسالت میں شک کرنا
(۲۳) حضرت عمر کا رسول پاک کے ارشاد پر الزام ہذیان لگانا
(۲۴) پندرہ چودہ مرتبہ حضرت عمر کی رائے کا مقبول درگاہ حضرت باری ہونا اور حضرت رسالتمآب کی رائے کا جو کہ برخلاف رائے حضرت عمر تھی خدا کی جناب سے رد ہونا
(۲۵) حضرت عمر کو مع دیگر اصحاب اُن کے ہمزبان کے آنحضرت کا بوقت نزاع دوات و قلم اپنے پاس سے اُٹھا دینا
(۲۶) حضرت عمر کا اپنی ذات کو منافق سمجھنا
(۲۷) حضرت عمر کو فاروق کا خطاب منجانب یہود عطا ہونا ۔
(۲۸) بحکم خدا و ارشاد رسول پاک علی الرغم آمد صحابہ متعہ کا حلال ہونا اور حضرت عمر کا اُسکو اپنی رائے سے حرام کرنا

(٢٩) تراویح کا بعہد جناب عمر جاری ہونا اور خلیفہ صاحب کا اُسکو اپنی زبان سے بدعت کہنا

(٣٠) جناب عمر کا اُمّ کلثوم دختر حضرت امیر سے عقد نہ ہونا اور راویانِ اہلسنت کا غلطی سے اِس واقعہ کو بیان کرنا

(٣١) بہ مصلحتِ خاص حضرت عمر کا بناوٹی طور سے دیوانہ بنکر وفات نبی سے انکار کرنا

(٣٢) جہاد میں آنحضرت کو تنہا چھوڑ کر حضرت ابوبکر و عمر کا فرار کرنا اور وہ فرار حضرت امیرؑ کے نزدیک کفر ہونا

(٣٣) شیخین کا حضرت کو بے غسل و کفن چھوڑ دینا اور انتظام خلافت دفنِ نبی پر مقدم کرنا

(٣٤) حضرت ابوبکر و عمر کا بقول جناب عمر بحکم مسلم و بخاری شریف حضرت امیرؑ کے نزدیک جھوٹا بدعہد خیانت شعار ہونا

(٣٥) بروئے احادیث مندرجہ بخاری و مسلم جناب ابوبکر و عمر کا منافق ہونا

(٣٦) حضرت امیر کا بمقابلہ خلفا بموجب وصیت آنحضرت سکوت کرنا اور اُنکو خلیفہ ناحق جاننا

(٣٧) حضراتِ شیخین و امثالہم کا آنحضرت کے ارشادِ واجب العمل کی تعمیل سے قریب وفات سرتابی کرنا اور آنحضرت کی زبانِ مبارک سے ملعون ہونا

(٣٨) احادیثِ فضائل خلفا مذہب اہلسنت کا وضعی ہونا بلکہ امویہ و عباسیہ کا روپیہ دیکر حدیثوں کا سچی خلفا بنوانا

(۳۹) اپنے اصحاب خاص کو آنحضرت کا حوادث آئندہ کی خبر دیکر یہ ارشاد فرمانا کہ بعد ہمارے شیاطین و دشمنان خدا متصرف امور ملت ہوں گے

(۴۰) حضرت عثمان کا صحابہ جلیل کو مار کر مدینہ سے نکال دینا

(۴۱) حضرت عثمان پر عائشہ کا لعنت کرنا اور لوگوں کو انکے قتل پر برانگیختہ کرنا

(۴۲) جناب عثمان کا لوگوں سے بجبر قرآن لیکر پھونک دینا

(۴۳) جناب عثمان نے بخلاف فعل رسول و سنت شیخین حکم مردود خدا کو مدینہ میں بولا کر خدمت میں دخیل کیا +

(۴۴) جناب عثمان نے فدک کو تنہا مروان کی جاگیر میں داخل کر دیا

(۴۵) بی بی عائشہ و حفصہ کا بحکم قرآن ناقص الایمان ہونا

(۴۶) عائشہ و حفصہ کا کافرہ عورتوں سے بحکم قرآن مشابہ ہونا

(۴۷) عائشہ و حفصہ کا بحکم قرآن راہ راست سے گم ہو جانا

(۴۸) روضہ رسول میں امام حسن علیہ السّلام کے دفن سے عائشہ کا مانع ہونا

(۴۹) بہ شرکت مروان عائشہ کا امام حسن علیہ السّلام کے جنازہ پر تیر باران کرنا

(۵۰) حرامی کا حلالی سے اچھا ہونا

(۵۱) عمر ابن العاص و زبیر معاویہ کا حرامی ہونا

(۵۲) خالد ابن ولید کا ایک مومن کو قتل کر کے اُسکے زوجہ سے زنا کرنا

(۵۳) اہلبیت علیہم السّلام کے طریقہ سے اہلسنت کے مذہب کا مخالف ہونا

(۵۴) یزید کا مومن ہونا

(۵۵) حضرت علیؑ کا شراب پی کر نماز میں بہک جانا

(۵۶) رسول مقبول کا شراب پینا

(۵۷) ابوحنیفہ کا مرجیہ ہونا بلکہ شریعتِ پاک کو اُلٹ دینا

(۵۸) خواہر و مادر سے کپڑا لپیٹ کر مباشرت کرنا

(۵۹) تحفہ کے جوابونکو دیکھ کر اہلسنت کا دم بخود ہو جانا اور جوابات مذکورہ کے ابطال میں قلم نہ اُٹھانا

(۶۰) منتہی الکلام کے جوابوں کو معائنہ کر کے اہلسنت کا سکوت کرنا

(۶۱) آیاتِ بینات کے جوابوں کا جرائت دینا

(۶۲) ہدیۃ الشیعہ کے جواب کا باطل نہ کرنا

(۶۳) مولوی شیخ احمد صاحب تازہ شیعہ کی کتاب انوار الہدیٰ کا جواب نہ ہونا اور اظہار الہدیٰ مؤلفہ مولوی جہانگیر خانصاحب کا انوار الہدیٰ کا جواب واقعی نہ ہونا وغیرہ وغیرہ ۔

سید سجاد حسین ولد سید محمد حسین ساکن موضع
بہیڑہ سادات ڈاکخانہ لتنہ ضلع مظفرنگر



۶۸۶

دُرالمصائب ہر پنج جلد اُردو مصائب سیّد الشہدا مظلوم کربلا میں یہ ایک نہایت بسیط کتاب ہے۔ اسکے قابل مصنّف جناب حاجی مرزا قاسم علی صاحب قبلہ لکھنوی مدظلہ العالی ہیں جنکی تصانیف سے نہر المصائب و مجمع المسائل و تعلیم الاطفال وغیرہ اکثر کتابیں ہیں حقیقت میں جیسا کہ مرزا صاحب قبلہ کی تحریر مقبول ہوئی ہے وہ مقبول بارگاہِ ایزدی ہونے کی کافی دلیل ہے۔ کس قدر سچّی روایتیں ہیں سُبحان اللہ ممکن نہیں کہ کوئی اعتراض کر سکے۔ نہایت ہی تحقیق و تفتیش کے ساتھ تحریر فرمائی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ اس عرق ریزی اور جانفشانی کا صلہ سوائے آئمہ ہدیٰ کے اور کون دیسکتا ہے ایک ایک فقرہ نشتر سے کم نہیں صفحہ اُلٹ کر کہیں سے پڑھنا شروع کر دیجیئے پھر اگر آنسوؤں کا تار نہ تھم جائے تو ہمارا ذمّہ سچّی بات ہمیشہ یکساں ہوتی ہے اسیواسطے دل پر چوٹ لگتی ہے اور صحیح روایتوں کا سننا اور پڑھنا نہایت موجب ثواب ہے قیمت مع محصولڈاک عہ

معراج النشر اُردو ہندوستان کے مشہور و معروف شاعر جناب میر فدا علی صاحب فدا مرحوم لکھنوی بھی اپنے فن میں یکتا ہو گزرے ہیں۔ جبتک مرزا صاحب اور میر صاحب کا نام نامی مرثیوں کے ساتھ زندہ رہے گا۔ میر فدا علی صاحب مرحوم کے لئے یادگار رہیں گے۔ اگر مبالغہ نہ سمجھا جائے تو میرے خیال میں ہندوستان کے بہت کم مومنین ایسے ہوں گے جو اِن کے نام۔ طرز کلام۔ لطف بیان سے ناآشنا ہیں جس کتاب کا نام اوپر درج ہے یہ اُنہیں کے مُعجز رقم [illegible] خدا داد طبیعت کا نتیجہ ہے۔ جہاں نثر کا سلسلہ شروع کیا ہے یہ معلوم ہوتا [illegible] نظم کی طرف جب خیال کرو تو گویا موتی جڑ دے [illegible] اگرچہ یہ ضرور [illegible] کہ وہ نظم اکثر

میر صاحب یا مرزا صاحب کے مراثی کے ٹکڑے ہوتے تھے لیکن بعض
پر خاص اُن کے جگر کے بھی ٹکڑے ہیں۔ مجالس کی ترتیب اس طرح دی
ر شروع حال مولود سرور کائنات یا معراج آنحضرت سے کیا ہے اور ا
شہادت مظلوم کربلا پر ہے غرضکہ یہ کتاب قابل دید ہے۔ مجلد کی قیمت عہ محصولڈاک

حاوی المفردات و جامع المصطلحات | مندرجہ بالا کتاب جناب ڈاکٹر حکیم سید ہا
مرحوم کی تصنیفات سے ہے جسقدر اس کے
تعریفی الفاظ منتخب کئے جائیں وہ حقیقتاً اسکے اوصاف ظاہر کرنے میں
ہوں گے مفردات میں اسوقت تک بیسوں کتابیں لکھی گئی ہیں لیکن
رنگ میں یہ لکھی گئی ہے وہ اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ ہمارے قول کی سچائی مطا
کرنے والوں پر ہرگز ہرگز پوشیدہ نہیں یہ کہنا ہرگز ہرگز مبالغہ میں داخل نہیں ک
بڑی ضخیم کتابوں سے یہ اپنی طرز میں بڑھ چڑھکر ہے۔ مشہور و معروف ہند
کے حکماء اور ڈاکٹروں کے سرٹیفکٹ اسکے ابتدا میں منسلک ہیں۔ جو اسکی تعر
میں ہمہ تن رطب اللسان ہیں جدت جو کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کل مفردات
علیحدہ علیحدہ تقسیم کرکے لکھا ہے یعنی جڑوں کو الگ پھلوں کو الگ اسی ط
بیجوں۔ پتوں۔ پھولوں۔ میووں۔ بوٹیوں وغیرہ وغیرہ کو علیحدہ علیحدہ ترتیب دیا
پہلے باب میں سات فصلیں ہیں۔ دوسرے باب میں دس فصلیں ہیں تیسرے با
میں بارہ فصلیں ہیں۔ چوتھے باب میں تین فصلیں ہیں۔ پانچویں باب میں بھی تی
ہی فصلیں ہیں۔ باوجود ان تمام وصفوں کے چھپائی۔ لکھائی۔ کاغذ نہا
عمدہ۔ قیمت عہ علاوہ محصولڈاک